

محدث خیرام

(فضائل سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ)

مصنف:

محمد عاطف رمضان سیالوی

فریدنگہ سٹال

۳۸- اردو بازار لاہور

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

محدث خیرام

(فضائل سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ)

مصنف:
محمد عاطف رمضان سیالوی

ناشر:

فریدی بکسٹل ۳۸- اردو بازار لاہور

Click For More Books

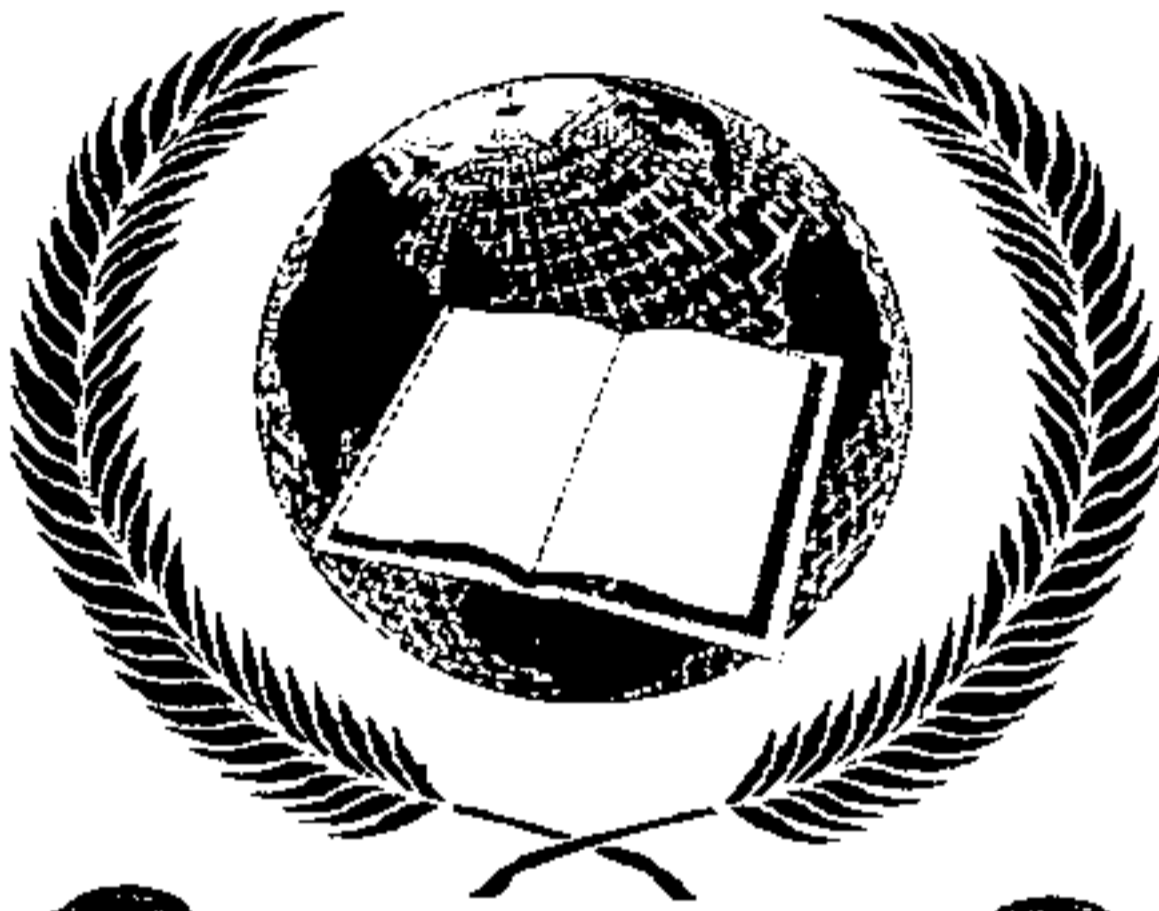
<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

Copyright ©
All Rights reserved

This book is registered under the copyright act. Reproduction of any part, line, paragraph or material from it is a crime under the above act.

جملہ حقوق محفوظ ہیں

یہ کتاب کاپی رائٹ ایکٹ کے تحت رجسٹرڈ ہے، جس کا کوئی جملہ، پیرہ، لائن یا کسی قسم کے مواد کی نقل یا کاپی کرنا قانونی طور پر جرم ہے۔



مطبع : رومی پبلیکیشنز اینڈ پرنٹرز لاہور
الطبع الاول : ذوالقعدة 1435ھ / ستمبر 2014ء
قیمت :- 1 روپے

Farid Book Stall®

Phone No: 092-42-7312173-7123435

Fax No. 092-42-7224899

Email: info@faridbookstall.com

Visit us at: www.faridbookstall.com

فریدی بک سٹال (رجسٹرڈ) ۳۸ اردو بازار لاہور

فون نمبر ۰۹۲-۴۲-۷۳۱۲۱۷۳-۷۱۲۳۴۳۵

فیکس نمبر ۰۹۲-۴۲-۷۲۲۴۸۹۹

ای۔میل: info@faridbookstall.com

ویب سائٹ: www.faridbookstall.com

Click For More Books

فہرست

صفحہ	عنوانات
7	☆ مقدمہ
22	☆ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا نام و نسب
22	☆ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا قبول اسلام
27	☆ حضرت فاروق اعظم کے اسلام لانے پر مشرکین کے تاثرات
29	☆ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی پہلی برکت
30	☆ حضرت عمر کے اسلام لانے کے واقعہ سے چند نکات کا استنباط
32	☆ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ہجرت
33	☆ محدث خیر اُمم
	☆ حضور نبی مکرم ﷺ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو علم ظاہر، علم
37	سیاست اور علم احکام کا ملنا
40	☆ محدث کا مفہوم
43	☆ شیطان رژیم پر رعب فاروقی
49	☆ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی زبان نبوت سے ایک عظیم منقبت
50	☆ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور موافقت وحی
52	☆ مقام ابراہیم کا معصی قرار پانا
53	☆ آیت حجاب کا حکم

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

صفحہ	عنوانات
53	☆ ازواجِ مطہرات کی غیرت پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی تائید
54	☆ رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی کی نمازِ جنازہ اور حضرت عمر کی رائے
56	☆ حرمت شراب کے متعلق حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رائے
58	☆ گستاخ کے قتل پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی تائید
60	☆ سلمان تاثیر سابق گورنر پنجاب اور ممتاز قادری کے متعلق مصنف کی وضاحت
75	☆ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی وجہ سے اُمت کو ایک رخصت کا ملنا
76	☆ ایک اور معاملے میں موافقت ربانی
76	☆ بدر کے قیدیوں کے متعلق حضرت عمر کی رائے اور تائید ربانی
79	☆ مذکورہ حدیث سے نکات کا استنباط
83	☆ موافقت وحی کے متعلق تین عدد مزید روایات
84	☆ حضور اقدس علیہ السلام نے حضرت عمر کو اصابت رائے کی دعادی
85	☆ نطق نبوت سے حضرت عمر کے لیے بشاراتِ جنت
91	☆ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی فضیلت میں چند آیات
101	☆ حضرت عمر کا ”اشد آء علی الکفار“ ہونے کی چند مثالیں
105	☆ آیت استخلاف کا مصداق ام حضرت عمر ہیں
	☆ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت کی تحسین، مولا علی رضی اللہ عنہ کی
109	زبانِ اقدس سے
111	☆ فارس کی جنگ کے موقع پر حضرت علی کے کلمات تحسین کتب شیعہ سے
115	☆ آیت استخلاف کی تفسیر منہج الصادقین کے حوالہ سے
115	☆ قیصر و کسریٰ کے شہروں کا مسلمانوں کے زیر تسلط آنا

Click For More Books

صفحہ	عنوانات
117	☆ حدیث مذکور کی تخریج کتب اہل سنت و شیعہ سے
118	☆ کتب اہل سنت سے حضرت عمر کی حقانیت خلافت پر مزید دلائل
126	☆ کتب شیعہ سے حضرت عمر فاروق کی خلافت پر دلائل
	☆ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے کتب شیعہ سے بزبان ائمہ اہل بیت
133	مزید فضائل و مناقب
139	☆ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت
146	☆ حضرت سیدنا عمر کی اہل بیت سے محبت
150	☆ حضرت عمر کا حضرت ام کلثوم بنت علی کے ساتھ نکاح
150	☆ کتب اہل سنت سے اس نکاح کا ثبوت
152	☆ کتب شیعہ سے اس نکاح کا ثبوت
158	☆ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا زہد و تقویٰ
	☆ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور چند عقائد اہل سنت..... حضرت عمر
165	اور علم ماکان وما یکون
167	☆ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور تو سل بالصالحین
170	☆ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور تصور بدعت
172	☆ حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا اپنے آپ کو عبد الرسول قرار دینا
173	☆ اختتامی کلمات



Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

مقدمہ

حضور نبی مکرم رسول ﷺ نے اپنی اُمت میں تاقیامت رونما ہونے والے فتنوں کی مکمل نشاندہی اپنے غلاموں سے فرمادی جن فتنوں میں سے ایک عظیم فتنہ جس نے اُمت کی وحدت کو منتشر کیا اور اُمت کو اتنا بڑا نقصان پہنچایا کہ اس قدر نقصان کفار و مشرکین کی طرف سے بھی نہ پہنچا، وہ فتنہ حضور نبی مکرم ﷺ کے جانثار مخلص اور وفائیکیش صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین پہ سب و شتم، طعن و تنقید اور اتہام و الزام کا ہے۔ چنانچہ حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پیشگی اپنے صحابہ کی عزت و ناموس کا دفاع کرتے ہوئے اسلام میں اُن کے عظیم حق کو مختلف مواقع اور مجالس میں بیان فرمایا۔ چند احادیث ملاحظہ فرمائیں:

(۱) عن ابی سعید الخدری حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: میرے صحابہ کو بُرا مت کہو اگر تم میں سے کوئی اُحد پہاڑ جتنا سونا خرچ کرے تو پھر بھی وہ میرے صحابی کے سیر بھریا اس سے آدھے کے برابر بھی نہیں پہنچ سکتا۔

صلى الله عليه وسلم: لا تسبوا اصحابي، فلو ان احدكم انفق مثل احد ذهباً ما بلغ مد احدهم ولا نصيفه .

(صحیح بخاری، کتاب: فضائل الصحابة، باب: قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم لو کنت متخذاً خلیلاً، رقم الحدیث: ۳۴۷۰) (سنن الترمذی، کتاب: المناقب عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، رقم الحدیث: ۳۸۶۱) (سنن ابوداؤد، کتاب: السنۃ، باب: فی الہمی عن سب اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

وسلم رقم: ۳۶۵۸)

(۲) عن عبد اللہ بن مغفل،
قال: قال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم: اللہ اللہ فی
اصحابی، لا تتخذوہم غرضا
من بعدی، فمن احبہم فبحبی
احبہم، ومن ابغضہم فببغضی
ابغضہم، ومن آذاہم فقد
آذانی، ومن آذانی فقد آذی
اللہ، ومن آذی اللہ فیوشک ان
یاخذہ۔

حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ
سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد
فرمایا: میرے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم
اجمعین کے بارے میں اللہ عزوجل سے ڈرنا
اور میرے بعد انہیں اپنی گفتگو کا نشانہ مت بنانا
کیونکہ جس نے ان سے محبت کی اس نے میری
محبت کی وجہ سے ان سے محبت کی اور جس نے
ان سے بغض رکھا اس نے میرے بغض کی وجہ
سے ان سے بغض رکھا اور جس نے انہیں
تکلیف پہنچائی اس نے مجھے تکلیف پہنچائی اور
جس نے مجھے اذیت پہنچائی اس نے (گویا
کہ) اللہ تعالیٰ کو اذیت پہنچائی اور جس نے اللہ
تعالیٰ کو اذیت پہنچائی، عنقریب اللہ ذوالجلال
والاکرام اس کو پکڑ لے گا۔

(سنن الترمذی، کتاب: المناقب عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، باب: فیمن سب اصحاب

النبی ﷺ، رقم الحدیث: ۳۸۶۲) (مسند احمد جلد ۳ صفحہ ۸، مسند الفردوس: ۵۲۵)

(۳) عن ابن عمر رضی اللہ
عنہما قال: قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم: اذا رایتم
الذین یسبون اصحابی فقولوا:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے
روایت ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ نے فرمایا:
جب تم ان لوگوں کو دیکھو جو میرے صحابہ کو برا
کہتے ہیں تو تم (انہیں) کہو: تمہارے شرکی وجہ

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

لعنة الله على شرکم - سے تم پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو۔

(سنن الترمذی، کتاب: المناقب عن رسول اللہ ﷺ، باب: ما جاء فی فضل من رأى النبی ﷺ، رقم الحدیث: ۳۸۶۶) (المعجم الاوسط: ۸۳۶۶، مسند الفردوس: ۱۰۲۲)

(۴) عن عویمر بن ساعدة حضرت عویمر بن ساعده رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھے اختیار کیا اور میرے لیے میرے صحابہ کو اختیار کیا، پس اس نے میرے لیے ان میں سے وزراء بنائے اور قریبی رشتہ دار اور انصار بنائے، پس جس نے ان کو گالی دی تو اس پر اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہو اور قیامت کے دن اللہ تعالیٰ نہ ان کے فرائض قبول کرے گا اور نہ القیامۃ صرفا ولا عدلا۔

نفل۔

(المستدرک: ۶۶۵۶، المعجم الاوسط: ۲۵۶، الآحاد والشانی: ۱۷۷۴)

امت کا وہ بدنہاد بد نصیب اور شقی گروہ جس نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی دین متین کے لیے خدمات اقامت دین اور اشاعت و فروغ دین کے لیے قربانیاں اور ان کی عظمت و فضائل، محاسن و محامد پر مشتمل قرآنی آیات نظر انداز کر کے محض چند وضع کردہ خود ساختہ اور من گھڑت روایات کے بل بوتے پر ان نفوسِ قدسیہ کی آبروریزی کی، ان پر لعنت کو کارِ ثواب سمجھا، ان کی تضحیک و توہین کو جزو ایمان قرار دیا۔ اس کا نام ”روافض“ اور ”اہل تشیع“ ہے۔ ان حرماں نصیبوں کو ویسے تو تمام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے قلبی بغض اور دلی نفرت ہے، لیکن ان کے خطبات، مجالس اور ان کی کتب

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

شاہد ہیں کہ انہیں جتنا بغض، جتنی نفرت و عداوت اور جتنی دشمنی، امیر المؤمنین، خلیفہ ثانی، خسر و رسول اللہ ﷺ و اُماد علی رضی اللہ عنہ، حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے ہے اتنی روئے زمین کے کسی فرد حتیٰ کہ ہنود و مشرکین اور یہود و نصاریٰ سے بھی نہیں۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا اسم گرامی اور محاسن، کمالات و فضائل سن کر ان کے ماتھوں پر تیوری آ جاتی ہے، ان کے سینے پھٹنے کو ہوتے ہیں، طبیعت میں انقباض آ جاتا ہے۔ ان کے دل نفرت کی آگ میں جل اٹھتے ہیں اور انہیں پھر حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی ذات مقدس و مطہر پر تبرا اور لعن و طعن کے بغیر قلبی سکون اور دلی طمانیت نہیں ملتی۔

اور راقم الحروف کا یہ کوئی تعصب یا بہتان نہیں بلکہ واللہ العظیم یہ سب کچھ اپنی آنکھوں سے دیکھا اور کانوں سے سنا ہے۔

قارئین کرام! محل تدبر ہے کہ روافض کو بالخصوص حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے اس قدر نفرت اور اس قدر بغض کیوں ہے؟ آخر اس کے کچھ اسباب اور اس کا کچھ پس منظر ہے اور اگر وہ اسباب اور اس دلی نفرت کا پس منظر قارئین کے سامنے آ گیا تو امید ہے کہ قارئین کو اس نفرت کی حقیقت کے ادراک میں کوئی مشکل نہیں ہوگی۔

یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ یہودیوں کو جس قدر نقصان سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں پہنچا، اتنا نقصان کسی اور خلیفہ یا اسلامی حکمران کے دور میں نہیں پہنچا۔ سب سے بڑا نقصان تو یہود کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں یہ پہنچا کہ آپ نے یہود کو جزیرہ عرب سے نکال دیا، جس جزیرہ عرب میں یہود صدیوں سے آباد تھے، جہاں ان کی زمینیں، جائیدادیں، مکانات، کاروبار اور سب کچھ تھا۔ ظاہر ہے کہ اپنی زندگی بھر کی کمائی، مکانات اور املاک چھوڑتے ہوئے کس کو دکھ اور صدمہ نہیں پہنچتا۔ یہ

Click For More Books

تفصیل صحیح بخاری میں ہے۔

امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ روایت کرتے ہیں:

”حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جب اہل خیبر نے ان کے ہاتھ اور پاؤں توڑ ڈالے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ خطبہ دینے کے لیے کھڑے ہوئے، آپ نے فرمایا کہ جب رسول اللہ ﷺ نے خیبر کے یہودیوں سے ان کی زمینوں کا معاملہ کیا تھا تو آپ نے فرمایا تھا: جب تک اللہ عزوجل تمہیں برقرار رکھے گا ہم بھی برقرار رکھیں گے۔ اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما خیبر میں اپنے اموال کے سلسلہ میں گئے تھے تو رات میں ان کو زدوکوب کیا گیا اور ان کے ہاتھ پیر توڑ ڈالے گئے اور خیبر میں یہود کے سوا ہمارا کوئی دشمن نہیں ہے، وہی ہمارے دشمن ہیں اور ہم ان پر ہی الزام لگاتے ہیں اور میں نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ ان کو جلاوطن کر دیا جائے، جب حضرت عمر نے اس کا پختہ ارادہ کر لیا تو بنی ابوالحقیق سے ایک یہودی آیا، پس اس نے کہا: اے امیر المؤمنین! کیا آپ ہمیں جلاوطن کر رہے ہیں؟ حالانکہ (سیدنا) محمد (ﷺ) نے ہمیں یہاں برقرار رکھا تھا؟ اور ہم کو زمینوں پر عامل بنایا تھا؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا تم یہ گمان کرتے ہو کہ میں رسول اللہ ﷺ کا ارشاد بھول گیا ہوں؟ (آپ نے فرمایا تھا):

کیف بک اذا اخرجت من
خیبر تعدوبک قلو صک لیلۃ بعد
اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا جب تمہیں
خیبر سے نکال دیا جائے گا، تمہارے اونٹ
لیلۃ۔ تمہیں راتوں کو لے کر دوڑتے پھریں گے۔

اس یہودی نے کہا: یہ تو ابوالقاسم (ﷺ) نے مذاق سے کہا تھا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے دشمن! تم نے جھوٹ بولا۔ پھر حضرت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو جلاوطن کر دیا۔ (صحیح بخاری، کتاب: الشروط باب: اذا اشترط فی المزاعرة اذا حنت

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

اخرتک، رقم الحدیث: ۲۷۳۰، دارالکتب العربی، بیروت) (سنن ابوداؤد کتاب: الخراج، باب: ما جاء فی حکم ارض خیر، رقم الحدیث: ۳۰۰۷، دارالسلام، ریاض) (مسند المزاری: ۱۵۴، مسند احمد جلد ۱ صفحہ ۲۵۳) قوم یہود کو حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی طرف سے ایک بہت بڑا دھچکا یہ لگا کہ آپ کے زمانہ خلافت میں یہودیوں کا معبد، مرکز اور قبلہ، بیت المقدس فتح ہوا۔ اس فتح بیت المقدس کی بشارت مخر صادق ﷺ نے پیشگی اپنے غلاموں کو دے دی۔ چنانچہ امام بخاری روایت کرتے ہیں:

عن عوف بن مالك قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: اعدد ستا بين يدي الساعة: موتى، ثم فتح بيت المقدس الخ .

حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، آپ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: قیامت سے پہلے چھ (علامات) شمار کرنا: (۱) میرا وصال (۲) پھر بیت المقدس کا فتح ہونا، الخ۔

(صحیح البخاری، کتاب: الجزیہ والموادع، باب: ما یحذر من الغدر، رقم الحدیث: ۳۱۷۶)

یہود کو بیت المقدس پر مسلمانوں کے تسلط اور تغلب کا کتنا گہرا صدمہ اور کس قدر گہری تکلیف پہنچی ہوگی اور اس مرکز و قبلہ کے چھین جانے پر ان کے دلوں میں کس قدر جذبہ انتقام بھڑکا ہوگا۔ اس کا اندازہ اس بات سے کریں کہ خدا نخواستہ اگر مسلمانوں کے مرکز و قبلہ، بیت الحرام پر یہودیوں کا تسلط ہو جائے تو مسلمانوں کو کس قدر تکلیف پہنچے گی اور کس قدر اشتعال انگیزی ہوگی اور کتنا جذبہ انتقام دلوں میں بھڑکے گا۔ سو حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ پر یہود کے غم و غصہ کا آپ صرف اسی بات سے اندازہ لگا سکتے ہیں۔

پھر غم بالائے غم یہ کہ یہود مسلمانوں کے بدترین دشمن اور مبغض ہیں، ان کے دلوں میں مسلمانوں کے لیے کس قدر نفرت، بغض اور عداوت موجود ہے، اس کی گواہی قرآن

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

مجید سے سنئے۔ اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا:

لَتَجِدَنَّ أَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَةً
لِّلَّذِينَ آمَنُوا الْيَهُودَ . (المائدہ: ۹۱)
تو ایمان والوں کے ساتھ تمام لوگوں میں
سب سے سخت عداوت رکھنے والا ضرور بالضرور
یہودیوں کو پائے گا۔

نیز ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَاءُ مِنْ
أَفْوَاهِهِمْ وَمَا تُخْفِي صُدُورُهُمْ
أَكْبَرُ . (آل عمران: ۱۱۸)
تحقیق بغض ان کے مونہوں سے ظاہر ہو
گیا اور جوان کے دلوں میں پوشیدہ ہے وہ بغض
بہت بڑا ہے۔

وہ یہودی جو کسی بھی صورت میں دین اسلام کی ترویج، اشاعت اور مسلمانوں کی ترقی نہیں دیکھ سکتے، وہ حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں اپنی آنکھوں کے ساتھ اپنے ہی علاقوں کی فتوحات، مسلمانوں کا تمکن اور غلبہ دین اسلام کی ترویج و اشاعت، اسلامی اقدار و قوانین، احکام و اخلاق کا منظم طریق سے نفوذ اور ایوان ہائے کفر و باطل پہ توحید و نبوت مصطفیٰ ﷺ کے جھنڈے سر بلند ہوتے دیکھ رہے تھے۔ یہ وہ دور تھا جس کو قرآن مجید نے ان الفاظ میں بیان کیا۔ اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا:

وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا
مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ
لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ كَمَا
اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ
وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي
ارْتَضَى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِنْ بَعْدِ
اللہ نے وعدہ فرمایا ان سے جو تم میں سے
ایمان لائے اور انہوں نے نیک اعمال کیے کہ
اللہ ان کو ضرور زمین میں خلافت عطا فرمائے گا
جیسی ان سے پہلوں کو دی اور ضرور بالضرور ان
کے لیے جمادے گا ان کا وہ دین جو ان کے
لیے پسند فرمایا اور ضرور بالضرور ان کے اگلے

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

خَوْفِهِمْ أَمْنًا يَعْبُدُونَنِي لَا يُشْرِكُونَ بِي شَيْئًا . (النور: ۵۵) کریں گے اور کسی کو میرا شریک نہیں ٹھہرائیں گے۔

یہ وہ صدمات اور اسباب و علل تھیں جنہوں نے قومِ یہود کو سنجیدگی کے ساتھ مسلمانوں سے انتقام اور دین اسلام کی ترویج کے سبب کے لیے سوچنے پر مجبور کر دیا۔ اب ظاہر ہے کہ مسلمانوں کی اس قدر قوت شوکت اور تمکنت کی وجہ سے یہود جیسی بزدل، کمزور اور بھگوڑی قوم میں یہ مجال تو نہ تھی کہ وہ آمنے سامنے ہو کر مسلمانوں سے میدانِ جنگ میں قتال کرتے اور وہ کرتے بھی کس طرح، وہ اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے تھے کہ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی مدبرانہ صلاحیتوں اور سیاسی بصیرت کی وجہ سے تختِ قیصر و کسریٰ پامال ہو رہے ہیں اور روم و فارس جیسی سپر پاور مسلمانوں کے زیر نگیں ہو رہی ہیں، سو ایسی صورتِ حال میں قومِ یہود جن کے بزدل ہونے کی گواہی قرآن میں موجود ہے: ”فَاذْهَبْ اَنْتَ وَرَبِّكَ فَقاتِلَا انا هلهنا قاعدون“ ان میں یہ دم ختم کہاں کہ وہ رعبِ فاروقی کا سامنا کر سکیں۔

بڑے گہرے تدبیر، سنجیدہ تفکر اور باہمی مشاورت کے بعد قومِ یہود کو صرف اک راستہ نظر آیا جس کے ساتھ وہ مسلمانوں کو کمزور اور دین اسلام کی جڑوں کو غیر مستحکم کر سکتے ہیں اور وہ راستہ یہ کہ جب تک مسلمان متحد اور مجتمع ہیں، اس وقت تک دنیا کی کوئی طاقت ان کو نیچا نہیں دکھا سکتی، مسلمانوں کو مغلوب، زیر نگیں اور محکوم قوم بنانے کی صرف ایک ہی صورت ہے اور وہ مسلمانوں کی وحدت کو پارہ پارہ اور ان کو منتشر و مفترق کرنے کی ہے۔ اس طرح کہ وہ باہمی افتراق اور جنگ و جدال میں رہیں اور وہ مختلف فرقوں میں بٹ جائیں۔ اور ظاہر ہے کہ اس اہم، مشکل اور پیچیدہ کام کے لیے بڑا چالاک اور زیرک آدمی درکار تھا۔ سو یہود کی نگاہِ انتخاب عبداللہ بن سبأ پر پڑی، جو انتہائی مکار و غاباز

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

اور دجال و کذاب انسان تھا۔ اس نے یہودیت سے بظاہر مسلمان ہونے کا دعویٰ کیا اور نفاق کا لبادہ اوڑھ کر مسلمانوں کے درمیان حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں اس عقیدہ کا پرچار کیا کہ خلافت دراصل حضرت علی رضی اللہ عنہ کا حق تھا۔ وہ حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چچا زاد بھائی، داماد اور وصی و وارث ہیں لہذا عثمان پھر عمر اور پھر ابو بکرؓ یہ سب غاصب و ظالم ہیں۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو جب اس آدمی کی خبر پہنچی تو آپ چونکہ طبعاً و مزاجاً نرم دل تھے آپ نے بجائے اس کو قتل کرنے کے جلاوطن فرما دیا۔ کاش کہ اگر اس وقت اس خبیث کو قتل کروا دیا جاتا تو امت اک بہت بڑے فتنہ سے محفوظ رہتی، لیکن جو ہونا تھا وہ ہو گیا۔ اس کو مصر کی طرف جلاوطن کیا گیا اور اس نے وہاں میدان خالی پایا اور اس عقیدہ کی وہاں زور و شور سے ترویج و اشاعت کی اور ایک گروہ کو اپنا ہمنوا بنا لیا جو بعد میں شیعانِ علی کے نام سے موسوم ہوا۔ مذہب شیعہ کا بانی عبداللہ بن سبأ کا ہونا ایک ایسی حقیقت ہے کہ اہل تشیع کو بھی اس حقیقت سے مفر اور انکار نہیں۔ چنانچہ اہل تشیع کی دو عدد معتمد و مستند کتابوں کا حوالہ من و عن عبارت کے ساتھ ملاحظہ فرمائیں۔ مرزا محمد تقی مؤرخ شہیر کی مشہور کتاب ”ناسخ التواریخ“ میں ہے:

عبد اللہ بن سبا مردے	عبداللہ بن سبا یہودی آدمی تھا جس
جہود بود در عہد عثمان بن	نے حضرت امیر عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ
عنان مسلمانی گرفت او از	خلافت میں اسلام ظاہر کیا تھا اور پہلی کتابوں
کتب پیشین و مصاحف	اور صحیفوں کا اچھا عالم تھا جب مسلمان ہوا تو
سابقین نیک دانا بود چون	امیر عثمان (رضی اللہ عنہ) کی خلافت اس کے
مسلمان شد خلافت عثمان	دل کو پسند نہ آئی۔ لہذا اس نے مجالس و محافل
در نظر او پسندہ نیفتاد پس	میں بیٹھ کر حضرت امیر عثمان کے متعلق بدگوئیاں

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

اور شکوہ و شکایت شروع کر دی اور بُرے اعمال و اخلاق جو کچھ بھی اس کے بس میں تھا، حضرت عثمان کی طرف منسوب کرنے لگا۔ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خدمت میں یہ بات پہنچی تو آپ نے فرمایا: یہ یہودی ہے کون؟ اور آپ نے حکم دیا کہ اسے مدینہ منورہ سے نکال دیا جائے۔ چنانچہ عبداللہ بن سبأ مصر میں پہنچ گیا اور چونکہ آدمی عالم اور دانا تھا، لہذا لوگوں کا اس پر ہجوم ہونے لگا اور لوگوں نے اس کی تقریروں پر یقین کرنا شروع کر دیا۔ تو ایک دن اس نے کہا: ہاں! اے لوگو! تم نے شاید سن رکھا ہوگا کہ عیسائی لوگ کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس جہان میں دوبارہ آئیں گے، تو جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ آسکتے ہیں تو حضرت محمد ﷺ جو ان سے مرتبہ میں بہت زیادہ ہیں وہ کس طرح دوبارہ تشریف نہ لائیں گے اور اللہ تعالیٰ بھی قرآن مجید میں فرماتا ہے کہ جس ذات نے آپ پر قرآن نازل کیا ہے وہ یقیناً آپ کو آپ کے اصلی وطن کی طرف لوٹائے گی۔ جب اس عقیدہ کو لوگوں کے دلوں میں راسخ اور پختہ کر چکا تو کہنے لگا کہ اللہ تعالیٰ

در مجالس و محافل اصحاب نبشتے و قبائح اعمال و مثالب عثمان را ہرچہ توانستے باز گفتے۔ این خبر بعثمان بردند گفت بارے این جہودی کیست و فرمان کرد تا اور از مدینہ اخراج نمودند عبد اللہ بمصر آمد و چون مرد عالم و دانا بود مردم بروے گرد آمدند و کلمات اورا باور داشتند۔

گفت ہاں اے مردم مگر نشنیدہ اید کہ نصاری گویند کہ عیسی علیہ السلام بدیں جہاں رجعت کند و بارہ آید۔ چون عیسی رجعت تواند کرد محمد (ﷺ) کہ بے گمان فاضلتر ازوست چگونہ رجعت نکند۔

و خداوند نیز در قرآن کریم میفرماید ان الذی فرض

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

عليك القرآن لرادك الي معاد۔
چوں ایں سخن را در خاطر
ها جائے گیر ساخت گفت۔
خداوند صد و بست و چہار
ہزار پیغمبر بدیں زمین
فرستاد و ہر پیغمبرے را و
زیرے و خلیفتے بود چگونہ
میشود پیغمبرے از جہاد
برود خاصہ کہ صاحب
شریعت باشد و نائبے
و خلیفتے بخلق نگمارد و کار
امت را مہمل بگزارد۔ همانا
محمد را علی علیہ السلام
وصی و خلیفہ بود چنانکہ
خود فرمود! انت منی بمنزلہ
ہارون من موسی ازیں
میشواں دانست کہ علی
خلیفہ محمد است و عثمان
ایں منصب را غصب کردہ
و باخود بستہ عمر نیز ایں
کار بناحق بشوری افگند

نے ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء اس دنیا میں
بھیجے ہیں اور ہر نبی کا ایک وزیر اور خلیفہ تھا تو یہ
کس طرح ہو سکتا ہے کہ ہمارے نبی علیہ السلام
دنیا سے تشریف لے جائیں، علی الخصوص جبکہ وہ
صاحب شریعت ہوں اور وہ اپنا نائب اور خلیفہ
مقرر نہ فرمائیں اور امت کا معاملہ یونہی چھوڑ
دیں۔ لہذا یقیناً محمد رسول اللہ ﷺ کے وصی
اور خلیفہ علی علیہ السلام ہیں۔ چنانچہ حضور اکرم
ﷺ نے خود فرمایا ہے: ”انت منی بمنزلہ
ہارون من موسی“ یعنی تو میرے نزدیک
ایسا ہے جیسے حضرت ہارون علیہ السلام حضرت
موسیٰ علیہ السلام کے نزدیک تھے۔ اس سے سمجھا
جاسکتا ہے کہ حضرت علیؑ حضور اکرم علیہ السلام
کے خلیفہ ہیں اور عثمان بن اس منصب کو غصب
کیا ہے اور عمر بن خطاب نے بھی ناحق منصب
خلافت کو مجلس شوریٰ کے سپرد کر دیا۔

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

وعبد الرحمن بن عوف
بهوائے نفس دست بر دست
عثمان زد و دست علی را کہ
گرفته بود کہ با و بیعت کند
رہداد۔

(تاریخ التواریخ، جلد دوم صفحہ ۵۲۳، سطر نمبر ۶، مطبوعہ ایران)

شیعہ کی دوسری معتمد معتبر اور متداول کتاب ”رجال کشی“ کا ایک حوالہ ملاحظہ فرمائیں:

(قال الکشی) ذکر بعض اہل العلم ان عبد اللہ بن سبا کان یهودیا فاسلم ووالی علیا علیہ السلام وکان یقول وهو علی یهودیتہ فی یوشع بن نون وصی موسی بالغلو فقال فی اسلامہ بعد وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی علی مثل ذلک وکان اول من اشہر القول بفرض امامۃ علی واظہر البرأۃ من اعدائہ وکاشف مخالفیہ وکفرہم فمن ہنا قال من خالف الشیعۃ ان علامہ کشی نے کہا کہ بعض اہل علم نے ذکر کیا ہے کہ تحقیق عبد اللہ بن سبا یہودی تھا بعد ازاں مسلمان ہو گیا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا تولی اور آپ کی محبت کا دم بھرنے لگا اور وہ جب یہودی تھا تو یوشع بن نون علیہ السلام کے متعلق غلو کرتے ہوئے وصی موسیٰ کہا کرتا تھا اور اسلام کا اظہار کرنے کے بعد کہتا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ وصی اور خلیفہ بلا فصل ہیں اور وہ پہلا شخص تھا کہ جس نے امامت علی کی فرضیت کا قول اور عقیدہ و نظریہ مشہور کیا اور ان کے اعداء اور مخالفین سے برأت کا اظہار کیا اور آپ کے مخالفین پر زبان طعن و راز کی اور ان کی تکفیر کی

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

اصل التشیع والرفض ماخوذ لہذا اسی وجہ سے شیعہ کے مخالفین نے کہا کہ تشیع من الیہودیہ۔ اور رافضیت کی جڑ اور اصل و اساس یہودیت

(رجال الکشی، صفحہ ۱۰، مطبوعہ تہران) ہے۔

ان دونوں عبارتوں سے چند باتیں معلوم ہوئیں:

(۱) رجعی مذہب سب سے پہلے جس نے دنیا میں ایجاد کیا، وہ عبداللہ بن سباء یہودی ہے اور شیعہ مذہب کے مجتہد اعظم ملا باقر مجلسی نے اپنی کتاب ”حق الیقین“ میں مقصد نہم اسی عقیدہ رجعت کے ثبوت میں انتہائی زور و شور کے ساتھ لکھا ہے چنانچہ وہ لکھتا ہے:

بداں کہ از جملہ جماعتات شیعہ بلکہ ضروریات مذہب حق فرقہ محققہ حقیقت رجعت است۔ یہ جاننا چاہیے کہ منجملہ ان اعتقادات کے کہ جن پر تمام شیعوں کا اجماع ہے بلکہ ان کے مذہب کی ضروریات میں سے ہے وہ عقیدہ رجعت کی حقانیت کا اعتراف و اقرار ہے۔

(حق الیقین، صفحہ ۱۵، مطبوعہ ایران)

یہی قول ”من لا یحضرہ الفقیہ“ میں موجود ہے: ”ہر کہ ایمان بر رجعت ندارد از مانیت“۔

(۲) خلفاء راشدین کو غاصب کہنا اور ان کی خلافت کو ناحق قرار دینے کی ابتداء اسی عبداللہ بن سباء یہودی سے ہوئی۔

(۳) حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی خلافت بلا فصل کا سب سے پہلا علمبردار بھی یہی عبداللہ بن سباء ہے۔

یہاں تک قارئین پر یہ حقیقت اظہر من الشمس ہو گئی کہ ان شیعوں کو جمیع صحابہ بالخصوص سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے بغض، نفرت اور اس قدر عداوت کیوں

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

ہے؟ اور یہ بات قطعی طور پر معلوم ہوگئی کہ شیعہ دراصل اور درحقیقت یہودیت کی پیداوار ہیں جو حُبِ اہل بیت کے پردہ میں مسلمانوں سے اس نقصان کا بدلہ اور انتقام لینا چاہتے ہیں جو انہیں حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں پہنچا، مگر جس کو رب ذوالجلال والا کرام عزتیں، رفعتیں اور عظمتیں عطاء فرمائے، اسے کون نیچا کر سکتا ہے۔ اہل تشیع کے اس قدر بغض کے باوجود ان کی عظمتیں آج بھی تابندہ و درخشاں ہیں۔ آج بھی انہیں ریاض الجنہ میں مصطفیٰ جانِ رحمت ﷺ کا قرب اور پڑوس میسر ہے۔ اللہ رب العزت نے حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو فلک ولایت اور فلک عدالت کا ایسا پائندہ آفتاب بنا دیا ہے کہ جس کی طرف تھوکنے والا خود ہی ناکام و نامراد اور خاسر و خائب بنتا ہے اور اس درخشندہ آفتاب کی تابانیوں میں سرمو فرق نہیں آتا۔

رب ذوالجلال حق کو سمجھنے کی بصیرت عطا فرمائے!

آمین بجاہ النبی الامین ﷺ!

محمد عاطف رمضان سیالوی

غفر اللہ المولی الغفور القدر

0301-7698701



Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

الحمد لله وكفى وسلام على عباده الذين اصطفى خصوصًا
على افضل رسله وسيد الانبياء ماح الذنوب والخطاء منبع
الجود والعطا وعلى اله الطيبين الطاهرين واصحابه الكاملين

الاكملين والتابعين لهم باحسان الى يوم الدين . اما بعد!

حضور نبی مکرم ﷺ کے جمیع صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین رُشد و ہدایت کے مرکز، اخلاص، ایثار اور تقویٰ و طہارت کے منابع اور علم، معرفت اور حکمت کے وہ مینارہ نور ہیں جس کی ضیاء و تنویر سے اُمت تا قیامت مستنیر و مستفید ہوتی رہے گی۔ حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہر صحابی پیکر صدق و اخلاص اور حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کا منظور نظر ہے، لیکن اس وقت جس عظیم المرتبت و قیام القدر صحابی کا تذکرہ کیا جا رہا ہے یہ وہ عظیم شخصیت ہیں جن کے اسلام سے مسلمانوں کے دلوں سے خوف و ہراس دور ہوا جن کی برکت سے مسلمانوں کو بے خوف و خطر کھلے بندوں عبادت اور تبلیغ کا موقع ملا۔ وہ شخصیت جن کو زبان مصطفیٰ ﷺ سے نوید فراست اور محدث خیر اُمم کا لقب ملا۔ وہ شخصیت جن کی تائید و تصدیق میں درجنوں قرآنی آیات نازل ہوئیں اور جنہیں موافقت وحی کا رتبہ ملا وہ شخصیت جن کے دل اور جن کی زبان سے حق کے چشمے جاری ہوئے وہ عالی مرتبت ذات جن کو بارہا مصطفیٰ جانِ رحمت ﷺ کی زبان اقدس سے جنت کی بشارت ملی، وہ عبقری اور غیر معمولی صلاحیت اور استعداد کے حامل جنہوں نے اپنی سیاسی بصیرت و تدبیر سے روم و فارس کو فتح کیا اور لاکھوں مربع میل دور تک دین اسلام کی ترویج و اشاعت کی اور اسلام کے پرچم کو بلند کیا۔ وہ جن کے دورِ خلافت میں دین کو استحکام اور مسلمانوں کو تمکنت ملی اور پوری دنیائے اسلام میں عدل و انصاف کا عملاً نفاذ

Click For More Books

ہوا اور وہ بیدار بخت ذات جن کو صبح قیامت تک مصطفیٰ جانِ رحمت ﷺ کا پڑوس ریاض الجنۃ میں نصیب ہوا۔ اس عالی مرتبت اور رفیع القدر شخصیت کا نام امیر المؤمنین، خلیفہ ثانی، اشداء علی الکفار کے مظہر کامل، خسر و رسول، دامادِ علی حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ ہے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا نام و نسب

عمر بن الخطاب بن نفیل بن عبدالعزیٰ بن رباح بن عبداللہ بن قرط بن رزاح بن عدی بن کعب القرشی العدوی۔

(الاستیعاب، علامہ ابن عبد البر، صفحہ ۵۵۱، دارالمعرفہ) (اسد الغابہ، علامہ ابن الاثیر الجزری، صفحہ ۲۳۳، دارالکتب العربی، بیروت)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا قبولِ اسلام

اعلانِ نبوت کے بعد حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ابتداً خفیہ طور پر دعوت و تبلیغ کا آغاز فرمایا اور اس دعوت پر زیادہ تر غریب افراد نے لبیک کہی، وہ غریب افراد جن کو عرب معاشرے میں کسی وقعت اور قدر کی نگاہ سے نہ دیکھا جاتا تھا۔ اور تمام رؤسائے قریش اور مکہ کے امراء نے حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعوت کو نہ صرف یہ کہ مسترد کیا بلکہ اس حق کی آواز کو دبانے اور دین اسلام کی بیخ کنی کرنے کے لیے ظلم و ستم کے تمام حربے استعمال کیے۔ غریبوں اور غلاموں کو جو روستم کا تختہ مشق بنایا، اور ایک ایسی داستانِ ظلم رقم کی کہ جس کے تصور سے ہی انسان لرزہ بر اندام ہو جاتا ہے۔ ایسی صورت حال میں مسلمانوں کا کھلم کھلا عبادت کرنا اور اپنے مذہبی مراسم کی ادائیگی کرنا قطعاً حکمت اور دانش مندی کے خلاف تھا۔ کیونکہ ایک تو زیادہ تر مسلمان غریب اور کمزور تھے، دوسرا ان کی تعداد بہت کم تھی۔ حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قلبی خواہش تھی کہ مسلمان اعلانیہ بغیر خوف و خطر کے عبادت کریں اور اس دین کی دعوت کو کھلم کھلا

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

پہنچائیں۔ اور ظاہر ہے اس کے لیے ایک ایسی شخصیت درکار تھی جو بارعب اور اس معاشرے میں بااثر ہو۔ جس کے سامنے کسی کو مجال دم زدن نہ ہو اور جس کی سرپرستی میں مسلمان اعلانیہ اپنے رب کی عبادت کرتے اور کھلم کھلا دین کا پیغام آفاق تک پہنچاتے۔ تو حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ابتداء نگاہ انتخاب نہ صرف مکہ کی بلکہ پورے عرب کی دو بااثر اور رعب دار شخصیات پر پڑی اور ان کا نام لے کر حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اللہ جل مجدہ سے دعا مانگی۔ حدیث ملاحظہ فرمائیں:

عن ابن عباس رضی اللہ عنہما
حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما
عنہما ان النبی صلی اللہ علیہ
سے مروی ہے کہ نبی مکرم ﷺ نے دعا مانگی:
وسلم قال: اللہم اعز الاسلام
اے اللہ! اسلام کو تقویت اور عزت دے
بابی جہل بن ہشام او بعمر۔
ابو جہل بن ہشام کے ذریعے یا عمر کے ذریعے!
(سنن الترمذی کتاب المناقب باب مناقب عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ رقم الحدیث:

۳۶۸۳ دار المعرفۃ بیروت) (المستدرک: ۲۵۴۰-۲۵۴۲)

دوسری حدیث میں یہ الفاظ آئے ہیں:

عن ابن عمر رضی اللہ عنہما
حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے
عنہما ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ
مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عرض کی:
علیہ وسلم قال: اللہم اعز
اے اللہ! اسلام کو عزت اور غلبہ عطا فرما ان دو
الاسلام باحباب ہدین الرجلین
مردوں میں سے جو موزوں ہے اس کے
الیک بابی جہل او بعمر بن
ذریعے: ابو جہل یا عمر بن خطاب۔ راوی کہتے
النخطاب قال: وکان احبہما
ہیں کہ ان دونوں مردوں میں سے اللہ تعالیٰ کے
الیہ عمر۔
نزدیک حضرت عمر رضی اللہ عنہ (دین اسلام
کے غلبہ کے لیے) موزوں اور مناسب تھے۔

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

(سنن الترمذی، کتاب: المناقب، باب: فی مناقب عمر رقم الحدیث: ۳۶۸۱، دارالمعرفہ بیروت)
(مسند احمد: ۵۶۹۲، صحیح ابن حبان: ۶۸۸۱، المستدرک: ۶۱۲۹، مسند البزار: ۲۱۱۹، مسند عبد بن حمید: ۷۵۹)
اور پھر حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی مستجاب، مقدس اور مبارک دعا
سے ابو جہل کو خارج کر دیا اور خاص حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا نام لے کر دعا مانگی۔
چنانچہ حدیث پاک میں ہے:

عن عائشة رضی اللہ عنہا قالت: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: اللّٰهُ اعز الاسلام بعمر بن الخطاب ذریعۃ تقویت غلبہ اور عزت عطا فرما!
حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عرض کی:
اے اللہ! اسلام کو خاص عمر بن الخطاب کے ذریعے تقویت غلبہ اور عزت عطا فرما!
خاصہ۔

(سنن ابن ماجہ المقدمۃ، باب: فضل عمر رضی اللہ عنہ، رقم الحدیث: ۱۰۵، دارالسلام ریاض)
(المستدرک جلد ۲ صفحہ ۳۲، رقم الحدیث: ۲۵۲۱، دارالمعرفہ) (صحیح ابن حبان: ۶۸۸۲، تاریخ بغداد جلد ۴
صفحہ ۵۲)

لب ہائے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم جنہش میں کیا آئے، یہ دعا تیر قضا اور گن کی کنجی بن گئی۔
اور ہر دعا کی طرح یہ دعا بھی اللہ رب العزت کی بارگاہِ ناز میں استجابت اور قبولیت کے
درجہ پر فائز ہوئی اور حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی اسلام لانے کے بعد پوری
زندگی اس دعا کی عملی تصویر رہی۔

اجابت نے جھک کر گلے سے لگایا بڑھی ناز سے جب دعائے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کے اسباب اس کی وجوہات اور اس کا پس
منظر کیا ہے؟ یہ خود حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی زبان سے سنیں!
امام ابن اثیر جزیری اپنی سند سے روایت کرتے ہیں:

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

”حضرت اسامہ بن زید..... اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا اسلم سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دن حضرت عمر بن الخطاب نے ہم سے فرمایا: کیا تم یہ چاہتے ہو کہ میں تمہیں بتاؤں کہ میں کس طرح اسلام لایا تھا؟ ہم نے کہا: ہاں! آپ نے فرمایا: میں سب سے زیادہ رسول اللہ ﷺ کا مخالف تھا، ایک دن دوپہر کے وقت سخت گرمی پڑ رہی تھی، مجھے مکہ کے ایک راستہ میں قریش کا ایک شخص ملا اس نے کہا: اے ابن خطاب! کہاں جا رہے ہو؟ تم کس خیال میں ہو؟ یہ دین تو تمہارے گھر میں داخل ہو چکا ہے۔ حضرت عمر نے کہا: وہ کیسے؟ اس نے کہا: تمہاری بہن دین بدل چکی ہے، حضرت عمر نے کہا: میں غضب ناک ہو کر گھر لوٹا۔ ادھر رسول اللہ ﷺ کا یہ طریقہ تھا کہ جب ایک دو آدمی مسلمان ہوتے تو ان کو یکجا کر دیتے تاکہ ان کو قوت حاصل ہو، وہ ایک ساتھ رہتے، کھاتے پیتے اور نمازیں پڑھتے، میرے بہنوئی کے ساتھ دو مردوں کو لاحق کر دیا گیا تھا، میں نے گھر جا کر دروازہ پر دستک دی، انہوں نے پوچھا: کون ہے؟ میں نے کہا: ابن الخطاب، اس وقت وہ لوگ بیٹھے ہوئے ایک صحیفہ سے قرآن مجید پڑھ رہے تھے جب انہوں نے میری آواز سنی تو جلدی سے چھپ گئے اور اس صحیفہ کو چھپانا بھول گئے۔ میری بہن نے دروازہ کھولا، میں نے اس سے کہا: اے اپنی جان کی دشمن! تو دین بدل چکی ہے۔ پھر میں نے اس کو مارنا شروع کر دیا حتیٰ کہ اس کا خون بہنے لگا، جب میری بہن نے خون دیکھا تو وہ رونے لگی، پھر میری بہن نے کہا: اے خطاب کے بیٹے! تم جو کچھ کر سکتے ہو وہ کرو، میں مسلمان ہو چکی ہوں۔ میں غصہ میں بھرا ہوا گھر کے اندر داخل ہوا اور چارپائی پر بیٹھ گیا، اچانک میری نظر پڑی، گھر کے ایک کونے میں ایک کتاب رکھی ہوئی تھی، میں نے کہا: یہ کیسی کتاب ہے؟ مجھے دو! میری بہن نے کہا: نہیں! تم اس کتاب کو اٹھانے کے اہل نہیں ہو، تم غسل جنابت نہیں کرتے، تم ناپاک ہو اور اس کتاب کو صرف پاک لوگ چھو سکتے ہیں۔ حضرت عمر نے کہا: میں اس سے کتاب کے لیے مسلسل اصرار

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

کرتا رہا حتیٰ کہ اس نے مجھے وہ صحیفہ دے دیا میں نے دیکھا اس میں بسم اللہ الرحمن الرحیم لکھی ہوئی تھی جب میں نے رحمن اور رحیم کو پڑھا تو مجھ پر دہشت طاری ہو گئی اور صحیفہ میرے ہاتھ سے گر گیا میں نے پھر دیکھا تو اس میں لکھا ہوا تھا: ”سبح للہ ما فی السموات والارض وهو العزیز الحکیم“ میں جب بھی اللہ تعالیٰ کے اسماء میں سے کوئی اسم پڑھتا تو مجھ پر دہشت چھا جاتی اور میں اس پر غور و فکر کرتا یہاں تک کہ میں اس آیت پر پہنچا:

اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ وَ
اِنَّ فِیْهَا لَآیٰتٍ لِّمَنْ
اَللّٰهُ اُوْرَاسِ كِے رَسُوْلِ پَر اِيْمَانِ لَا وَا وُر
اِس مَالِ مِيں سَے (اَللّٰهُ كِى رَاہِ مِيں) خَرْجِ كُرُو
جِس مِيں اَللّٰهُ نَے تَمہِيں پَہلے لُوگوں كَا قَائِمِ مَقَامِ
فِيْهِ ط۔ (الحدید: ۷)

کر دیا ہے۔

حتیٰ کہ جب میں ”ان کنتم مؤمنین“ پر پہنچا تو میں نے کہا: ”اشهد ان لا اله الا الله واشهد ان محمداً رسول الله“ پھر لوگ بلند آواز سے اللہ اکبر کہتے ہوئے نکل آئے اور انہوں نے مجھ سے جو کلمہ شہادت سنا تھا اس پر خوشی کا اظہار کیا اور مجھے مبارک باد دی اور اللہ عزوجل کی حمد کی اور مجھ سے کہا: اے ابن الخطاب! مبارک ہو! رسول اللہ ﷺ نے پیر کے دن یہ دعا کی تھی: دو مردوں میں سے ایک کے ساتھ اسلام کو غلبہ عطا فرما! عمرو بن ہشام سے یا عمر بن الخطاب سے۔ اور ہم کو اُمید ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی دعا تمہارے حق میں مقبول ہوگی۔ جب ان کو میرے اسلام لانے کا یقین ہو گیا تو انہوں نے مجھے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ کہاں ہیں! وہ صفا کے نیچے ایک مکان میں ہیں میں نے دروازہ کھٹکھٹایا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دروازہ کھول دو! اگر اللہ تعالیٰ نے اس کے ساتھ خیر کا ارادہ کیا تو وہ اس کو ہدایت عطا فرمائے گا۔ پھر دروازہ کھولا اور دو شخص مجھے بازو سے پکڑ کر رسول اللہ ﷺ کے پاس لے گئے آپ نے فرمایا: اسے

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

چھوڑ دو! میں آپ کے سامنے بیٹھ گیا، آپ نے فرمایا: اسلام قبول کر لو! میں نے کہا: ”اشھد ان لا الہ الا اللہ وانک لرسول اللہ“۔ یہ سن کر تمام مسلمانوں نے اس زور سے نعرہ لگایا کہ مکہ کے درود یوار گونج اُٹھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نبوت کے چھٹے سال اسلام لائے تھے۔ (اسد الغابہ جلد ۳ صفحہ ۲۳۶-۲۳۵، دارالکتب العربیہ بیروت) (شرح نوح البلاغ لابن ابی الحدید جلد ۱ صفحہ ۱۷۷)

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے پر صرف صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین خوش نہیں ہوئے بلکہ قدسیانِ فلک بھی خوش ہوئے۔ روایت ملاحظہ فرمائیں! امام ابن ماجہ متوفی ۲۴۳ھ اپنی سند سے روایت کرتے ہیں:

عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال: لما اسلم عمر نزل جبریل (علیہ السلام) فقال: یا محمد! لقد استبشر اهل السماء باسلام عمر۔
حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایمان لائے تو جبریل علیہ السلام نازل ہوئے اور عرض کی: یا محمد مصطفیٰ! بے شک اہل سماء نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے پر خوشیاں منائی ہیں۔

(سنن ابن ماجہ المقدمة، باب: فضل سیدنا عمر رضی اللہ عنہ، رقم الحدیث: ۱۰۴، دارالسلام ریاض)
(صحیح ابن حبان رقم الحدیث: ۶۸۸۳، المستدرک رقم الحدیث: ۴۴۹۱، المعجم الکبیر: ۱۱۱۰۹، موارد الظمان: ۲۱۸۲)

حضرت فاروق اعظم کے اسلام لانے پر مشرکین کے تاثرات

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی بااثر شخصیت کے اسلام لانے پر مسلمانوں میں خوشی، مسرت اور فرحت کی لہر کا دوڑ جانا ایک فطری عمل تھا لیکن اس کے برعکس مشرکین مکہ کی کمر ٹوٹ گئی اور انہیں حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے پر یہ

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

تاثرات دینے پڑے:

عن ابن عباس رضی اللہ عنہما
عنهما قال: لما اسلم عمر
رضی اللہ عنہ قال المشرکون!
اليوم قد انتصف القوم منا .
حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان
کرتے ہیں کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے
اسلام قبول کیا تو مشرکین نے کہا کہ آج کے
دن ہماری قوم دو حصوں میں تقسیم ہو گئی (یعنی
آدھی رہ گئی)۔

(المستدرک: ۲۳۹۳، المعجم الکبیر: ۱۱۶۵۹، فضائل الصحابة جلد ۱ صفحہ ۲۳۸، مجمع الزوائد جلد ۹ صفحہ ۶۲)

روایات میں ہے کہ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ جب مسلمان ہوئے تو اللہ
رب العزت نے قرآن مجید کی یہ آیت نازل فرمائی:

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللَّهُ
وَمَنْ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ
اے نبی! آپ کو اللہ کافی ہے اور آپ کی
اتباع کرنے والے مومنین ○

(الانفال: ۶۴)

اس آیت کریمہ کا یہ شان نزول درج ذیل کتب میں ہے:

المعجم الکبیر جلد ۲ صفحہ ۷۷۲، رقم الحدیث: ۱۲۲۷۰ . مجمع
الزوائد جلد ۷ صفحہ ۲۸ . اسد الغابہ جلد ۳ صفحہ ۲۳۵ . تفسیر بغوی
جلد ۲ صفحہ ۲۱۹، دارالکتب العلمیہ، بیروت . تفسیر قرطبی جلد ۸
صفحہ ۲۳، مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ . تفسیر الکبیر للامام الفخر الرازی
جلد ۵ صفحہ ۱۶۰، دارالفکر، بیروت . تفسیر مظہری جلد ۳
صفحہ ۲۱۵، کوئٹہ . تفسیر روح البیان جلد ۳ صفحہ ۷۰، مکتبہ
رحمانيہ، لاہور . تفسیر درمنثور . تفسیر صاوی، جزو ثالث
صفحہ ۷۷۷، دارالفکر، بیروت .

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی پہلی برکت

حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ جب مسلمان ہوئے تو آپ کی پہلی برکت کرامت اور دعائے مصطفیٰ ﷺ کی استجابت کا ظہور اولین اس طرح ہوا کہ مسلمان ابھی قلت تعداد کی وجہ سے برسرعام خانہ کعبہ میں نماز نہیں پڑھتے تھے، لیکن جب فاروق اعظم رضی اللہ عنہ مسلمان ہوئے تو آپ کی غیرت وحمیت نے یہ بات برداشت نہ کی کہ مسلمان حق پر ہونے کے باوجود بکرا اور ڈر کر عبادت کریں۔ سو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی ترغیب، تحریص اور ایماء پر آج مسلمانوں میں یہ جرأت ہوئی کہ وہ کھلے بندوں خانہ کعبہ میں اپنے مالک حقیقی جل مجدہ کے حضور سربسجود ہوں۔ مسلمانوں کی یہ قلیل سی جماعت اس شان اور کرفر کے ساتھ برآمد ہوئی کہ ایک صف کے آگے حضرت حمزہ اسد اللہ ورسولہ تھے اور دوسری صف کے آگے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ تھے۔ کفار نے جب ان دونوں ذی وجاہت بے باک اور نڈر قائدین کو دیکھا تو لرزہ براندام ہو گئے۔ طاغوت کے فلک بوست محلات زمین بوس ہو گئے۔ کفر و باطل کی کمر ٹوٹ گئی، مشرکین کو ہر طرف سے تاریکی، وحشت، ظلمت اور مایوسی نظر آنے لگی اور وہ اس حقیقت تک بلا تامل پہنچ گئے کہ جب عمر جیسا مدبر، صاحب الرائے اور عبقری مسلمانوں کے لشکر میں شامل ہو چکا ہے تو وہ دن دور نہیں جب روئے زمین کے کفر کے ایوانوں پر اسلام کی عظمت و سر بلندی کا پرچم بلند ہوگا۔ جلیل القدر صحابی حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی اس پہلی برکت کا ان جامع الفاظ میں ذکر کرتے ہیں:

عن عبد اللہ بن مسعود
رضی اللہ عنہ قال: ان کان
اسلام عمر رضی اللہ عنہ،
لفتحاً و امارتہ لرحمة، واللہ،
حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ
سے روایت ہے کہ بے شک حضرت فاروق
اعظم رضی اللہ عنہ کا قبول اسلام ایک فتح تھی اور
ان کی خلافت ایک رحمت اللہ ذوالمجد والعلیٰ کی

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

ما استطعنا ان نصلی بالبیت قسم! ہم بیت اللہ میں نماز پڑھنے کی استطاعت
حتی اسلم عمر، فلما اسلم نہیں رکھتے تھے یہاں تک کہ حضرت عمر فاروق
قابلہم حتی دعونا فصلینا۔ اعظم رضی اللہ عنہ اسلام لے آئے پس جب وہ
(المعجم الکبیر للطبرانی جلد ۹ صفحہ ۱۶۵) اسلام لائے تو انہوں نے مشرکین مکہ کا سامنا
رقم الحدیث: ۸۸۲۰ مجمع الزوائد جلد ۹ کیا یہاں تک کہ ہم نے (برطلا) اسلام کی
دعوت دی اور خانہ کعبہ میں نماز بھی پڑھی۔ (صفحہ ۶۲)

حضرت عمر کے اسلام لانے کے واقعہ سے چند نکات کا استنباط

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کے واقعہ سے چند نکات مستنبط
ہوتے ہیں اور وہ درج ذیل ہیں:

(۱) حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بطور خاص حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو غلبہ دین
حق، استیصال کفر و باطل اور اعلائے کلمۃ اللہ کے لیے اللہ رب العزت سے مانگا۔
جس سے معلوم ہوا کہ تمام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین حضور اقدس علیہ
الصلوٰۃ والسلام کے مرید تھے۔ لیکن حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ حضور اقدس
علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صرف مرید ہی نہیں تھے بلکہ مراد بھی تھے۔

(۲) حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خاص طور پر حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ
کو دین کی تقویت اور استحکام کے لیے مانگا۔ جس سے معلوم ہوا کہ حضرت فاروق
کے ذریعے سے دین کا استحکام اور دعائے مصطفیٰ ﷺ کی اجابت و قبولیت لازم و
ملزوم ہے۔ اب جو بد بخت اور شقی حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے ذریعے
سے دین کے فروغ اور استحکام کا انکار کرتا ہے، وہ دراصل آپ کی خدمات کا انکار
نہیں کر رہا، بلکہ حضور نبی مکرم ﷺ کی مقدس متبرک اور مطہر دعا کی استجابت اور
قبولیت کا انکار کر رہا ہے، جس کا انکار قرآن مجید فرقان حمید کی اس آیت کے انکار

Click For More Books

کو مستلزم ہے:

”لَا تَجْعَلُوا دُعَاءَ الرَّسُولِ بَيْنَكُمْ كَدُعَاءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا ط“ (النور: ۶۳)

نوٹ: حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہ دعا ”اللہم اعز الاسلام بعمر الخ“ نیز حضرت فاروق اعظم کے اسلام کا واقعہ اور صحابہ کا خوشی کا اظہار کرنا، یہ سب اہل تشیع کی درج ذیل کتابوں میں موجود ہے: تاریخ روضۃ الصفا جلد ۲ صفحہ ۲۸۴، حملہ حیدری صفحہ ۱۳، مطبوعہ تہران۔

(۳) حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے پر مسلمانوں کا اس قدر خوشی اور مسرت کا اظہار کرنا اور بلند آواز سے نعرہ لگانا، اس بات پر دلیل ہے کہ آج عرب معاشرے کی کوئی عام اور معمولی شخصیت نے اسلام قبول نہیں کیا، بلکہ اس معاشرے کے بااثر، بارعب اور صاحب تمکنت نے اسلام قبول کیا ہے جس کے نتیجے میں مسلمانوں کا خوش ہونا ایک فطری امر تھا۔

(۴) حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ وہ شخصیت ہیں جن کے اسلام پر نہ صرف فرش بریں پر مسلمان خوش ہوئے بلکہ قدسیانِ فلک بھی خوش ہوئے۔ حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعوت پر جتنے بھی لوگ مسلمان ہوئے اور شرف صحابیت پایا، کسی بھی صحابی کے متعلق یہ منقول نہیں ہوا کہ اس کے اسلام لانے پر فرش تا عرش اس طرح خوشی و مسرت کی لہر دوڑ گئی ہو۔ لیکن یہ انفرادیت اور خصوصیت ہے صرف حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی جن کے اسلام پر فرش تا عرش خوشی و مسرت کی لہر دوڑ گئی۔

(۵) کفار و مشرکین کا اظہارِ تاسف اور اس بات کا اعتراف و اقرار کہ عمر کے اسلام لانے سے ہماری قوم نصف رہ گئی، جس سے معلوم ہوا کہ وہ لوگ جو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے فضائل، آپ کی کرامات اور آپ کے مناقب سن کر غم و

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

غصہ سے پھٹتے ہیں ان کا قارورہ دراصل ان کفار و مشرکین سے جا ملتا ہے۔
(۶) کعبہ میں اولین برس عام نماز حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی جرأت شجاعت اور پامردی و استقلال کی مرہونِ منت ہے۔ سو آپ انداز کر سکتے ہیں کہ جن کی ابتداء و بدایت میں برکت اور فیض کا یہ عالم ہے ان کی انتہاء و نہایت میں فیوض و برکات کا عالم کیا ہوگا!

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ہجرت

حضور نبی مکرم ﷺ کے اعلانِ نبوت کے بعد تقریباً ۱۳ سال تک مسلمانوں نے کفار و مشرکین کے جور و ستم اور ظلم و استبداد کو برداشت کیا۔ اللہ رب العزت کی طرف سے چونکہ ابھی اذنِ جہاد نہیں ہوا تھا لہذا مسلمانوں نے ان تمام تکالیف و مصائب کو بڑی استقامت و استقلال کے ساتھ برداشت کیا۔ بالآخر اللہ رب العزت کی طرف سے حضور نبی مکرم ﷺ کو اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو اذنِ ہجرت ملا۔ اور یہ ہجرت ان پر فرض قرار دے دی گئی۔ سب صحابہ نے ہجرت کی لیکن جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ہجرت کرنے کا وقت آیا تو آپ نے سوچا کہ میرے ہجرت کرنے کے بعد یہ کفار مجھ پر پھبتیاں کہیں گے کہ عمر ڈر کر اور خوفزدہ ہو کر مکہ کو چھوڑ کر چلا گیا۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس موقع پر اپنی کیسی جرأت اور شجاعت کا اظہار کیا اس کا بیان حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی زبانی ملاحظہ فرمائیں!

امام ابن اثیر جزری روایت کرتے ہیں:

”حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میرے علم کے مطابق مہاجرین میں سے حضرت عمر کے سوا ہر شخص نے چھپ کر ہجرت کی ہے حضرت عمر نے جب ہجرت کا قصد کیا تو انہوں نے تلوار لٹکانی تیر اور کمان اپنے ہاتھ میں لیے اور نیزہ سنبھال کر کعبہ کی طرف گئے اس وقت قریش کی ایک جماعت صحنِ کعبہ میں بیٹھی ہوئی تھی“

Click For More Books

حضرت عمر نے کعبہ کے گرد سات چکر لگائے اور مقام ابراہیم پر دو رکعت نماز پڑھی پھر قریش کے ان لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر کہا: جو شخص یہ چاہتا ہو کہ اس پر اس کی ماں روئے اس کے بچے یتیم ہوں اور اس کی بیوی بیوہ ہو وہ اس وادی کے باہر آ کر مجھ سے مقابلہ کر لے (مراد یہ تھی کہ کوئی یہ نہ سمجھے کہ عمر ڈر کر ہجرت کر رہا ہے بلکہ عمر کے پیش نظر صرف اللہ رب العزت اور اس کے محبوب ﷺ کے حکم کی تعمیل مقصود ہے)۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کسی شخص نے حضرت عمر کا پیچھا نہیں کیا اور بعض معمر لوگوں نے قریش کو سمجھایا اور نصیحت کی۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سب سے پہلے مہاجرین میں سے ہمارے پاس حضرت مصعب بن عمیر آئے پھر حضرت ابن اُم مکتوم (نابینا) آئے پھر بیس سواروں کے ساتھ حضرت عمر بن الخطاب آئے پھر حضرت ابوبکر کے ساتھ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے۔

(اسد الغابہ صفحہ ۲۳۹ دارالکتب العربیہ بیروت) (تاریخ الخلفاء صفحہ ۲۷۷ پروگریسو بکس لاہور)

محدث خیر اُمم

اللہ رب العزت نے اپنے حبیب مکرم ﷺ کو ایک منصب اپنے غلاموں کے متلوٹ نفوس اور ظلماتی قلوب کی تنویر تزکیہ اور تطہیر کا عطا فرمایا ہے۔ حضور نبی مکرم ﷺ جس طرح اپنی امت کے مربی اور معلم ہیں اسی طرح مزکی و مطہر بھی ہیں چنانچہ قرآن مجید میں اللہ رب العزت کا ارشاد ہے:

خُذْ مِنْ أَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً
تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيهِمْ بِهَا وَصَلِّ
عَلَيْهِمْ إِنَّ صَلَاتَكَ سَكَنٌ
لَّهُمْ وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ

(اے محبوب!) اُن کے مالوں سے
صدقات وصول کرو جس کے ساتھ تم ان کو ستھرا
اور پاک کرتے ہو اور ان کو دعا دو بے شک
تمہاری دعا ان کے لیے باعث طمانیت ہے اور

(التوبہ: ۱۰۳) اللہ سننے والا جاننے والا ہے O

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

نیز ارشاد رب العزت ہے:

(ابراہیم علیہ السلام نے عرض کی:) اے ہمارے رب! اور ان میں بھیج انہیں میں سے عظیم الشان رسول جو ان پر تیری آیات کی تلاوت کرے اور ان کو کتاب اور حکمت کی تعلیم دے اور ان (کے نفوسِ قلوب، بواطن اور ارواح) کا تزکیہ کرنے بے شک تو ہی غالب، حکمت والا ہے O

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا
مِنْهُمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِكَ وَ
يُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَ
يُزَكِّيهِمْ ط إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ
الْحَكِيمُ O (البقرہ: ۱۲۹)

اسی سورہ بقرہ میں اس دعا کی استجابت و قبولیت کو اللہ رب العزت نے بیان

فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا:

.. جیسا کہ ہم نے تم میں تمہیں میں سے عظیم رسول بھیجا جو تم پر ہماری آیات کی تلاوت کرتے ہیں اور تمہارا تزکیہ کرتے ہیں اور تمہیں کتاب و حکمت کی تعلیم دیتے ہیں اور تمہیں وہ سکھاتے ہیں جو تم نہیں جانتے تھے O

كَمَا أَرْسَلْنَا فِيكُمْ رَسُولًا
مِّنْكُمْ يَتْلُوا عَلَيْكُمْ آيَاتِنَا وَ
يُزَكِّيْكُمْ وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتَابَ وَ
الْحِكْمَةَ وَيُعَلِّمُكُم مَّا لَمْ
تَكُونُوا تَعْلَمُونَ O (البقرہ: ۱۵۱)

اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا:

تحقیق اللہ (ذوالجبر والعلی) نے احسان فرمایا مؤمنین پر جب ان میں انہی میں سے رسول مبعوث فرمایا جو ان پر اس کی آیات کی تلاوت کرتا ہے اور ان کا تزکیہ کرتا ہے اور ان کو کتاب و حکمت کی تعلیم دیتا ہے اور اگرچہ اس

لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ
إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْ أَنفُسِهِمْ
يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَ
يُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِنْ
كَانُوا مِن قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ O

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

(آل عمران: ۱۶۳) سے پہلے وہ صریح گمراہی میں تھے O

هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ
رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَ
يُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ
وَالْحِكْمَةَ وَإِنْ كَانُوا مِنْ قَبْلُ
لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ (الجمعة: ۲)

اللہ وہ ذات ہے جس نے اُمیوں میں
بھیجا انہیں میں سے عظیم رسول جو ان پر اس کی
آیات کی تلاوت کرتا ہے اور ان کو پاک کرتا
ہے اور ان کو کتاب و حکمت کی تعلیم دیتا ہے اور
اگرچہ اس سے پہلے وہ کھلی گمراہی میں تھے O

حضور نبی مکرم ﷺ نے ویسے تو تمام صحابہ کو علم و حکمت کا فیض عطا فرمایا اور ان کے نفوس و قلوب اور بوطن و ارواح کا تزکیہ و تنقیہ اور تجلیہ فرمایا، لیکن حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو چونکہ حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اللہ رب العزت سے ایک عظیم الشان مقصد اور ہدف کے لیے مانگا تھا، اور وہ مقصد تعزیز اسلام، تقویت دین، استحکام ایمان اور اعلائے کلمۃ اللہ کا تھا۔ اس لیے بطور خاص حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو علم و حکمت نبوی کا فیضان بھی عطا فرمایا اور آپ کے قلب و باطن کا تزکیہ اور تطہیر بھی فرمائی۔ چنانچہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے صرف سورۃ البقرہ، حضور نبی مکرم ﷺ سے آٹھ برس کے عرصہ میں پڑھی اور ظاہر ہے کہ جس شاگرد کے معلم، مصطفیٰ جانِ رحمت ﷺ ہوں، اس شاگرد کے علوم و معارف کا عالم کیا ہوگا! حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علوم و معارف کے بحر بیکراں اور بحرِ خار سے حظ وافر ملا، جس پر یہ حدیث شاہد ہے:

عن عبد اللہ بن عمر
رضی اللہ عنہما ان رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم قال: بینا
انا نائم، شربت یعنی اللبن حتی

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے
روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:
میں سویا ہوا تھا کہ دورانِ خواب میں نے اتنا
دودھ پیا کہ جس کی تازگی میرے ناخنوں سے

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

انظر الى الرى يجرى فى ظفرى او فى اظفارى ثم ناولت عمر - فقالوا: فما اولته يا رسول الله؟ قال: العلم .

ظاہر ہونے لگی پھر بچا ہوا میں نے عمر کو دے دیا۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کی: یا رسول اللہ! آپ نے اس کی کیا تعبیر فرمائی ہے؟ حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا: اس سے مراد علم ہے۔

(صحیح بخاری کتاب: فضائل الصحابة؛ باب: مناقب عمر بن الخطاب رقم الحدیث: ۳۶۸۱ دارالکتب العربیٰ بیروت) (صحیح مسلم کتاب: فضائل الصحابة؛ باب: من فضائل عمر رقم الحدیث: ۶۱۹۰۔ ۶۱۹۱) (سنن الترمذی کتاب: المناقب؛ باب: مناقب سیدنا عمر بن الخطاب رقم الحدیث: ۲۲۸۳ دارالمعرفۃ بیروت) (سنن دارمی: ۲۱۵۳ مصنف ابن ابی شیبہ: ۳۰۴۹۲)

اس حدیث میں یہ بات قابل ذکر ہے کہ حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بطور خاص باقی ماندہ دودھ (یعنی فیضان علم نبوت) حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو کیوں عطا فرمایا؟ اس کی لطیف وجہ ذکر کرتے ہوئے حافظ الحدیث علامہ ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ یوں رقم طراز ہیں:

المراد بالعلم هنا العلم بسياسة الناس بكتاب الله تعالى وسنة رسول الله صلى الله عليه وسلم واختص عمر بذلك لطول مدته بالنسبة الى ابي بكر وباتفاق الناس على طاعته بالنسبة الى عثمان فان مدة ابي بكر كانت قصيرة فلم

اس حدیث میں علم سے مراد لوگوں پر کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ کے مطابق سیاست کرنا ہے اور حدیث میں حضرت عمر کی تخصیص اس لیے ہے کہ حضرت عمر کا زمانہ خلافت حضرت صدیق کے زمانہ خلافت سے زیادہ ہے اور حضرت عثمان کی بہ نسبت لوگ حضرت عمر کے زیادہ مطیع اور فرمانبردار تھے پس بے شک حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی مدت

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

یکثر فیہا الفتوح، ومع ذلك
فساس عمر فیہا مع طول مدته
الناس بحیث لم یخالفه احد، ثم
ازدادت اتساعاً فی خلافة
عثمان فانشرت الاقوال
واختلفت الآرا ولم یتفق له ما
اتفق لعمر من طواعیة الخلق له
فنشأت من ثم الفتن الی ان
افضی الامر الی قتله،
واستخلف علی فما زاد الامر
الا إختلافاً والفتن الا انتشاراً۔
(فتح الباری جلد ۸ صفحہ ۳۹، دارالکتب
العلمیہ، بیروت)

خلافت چونکہ بہت قلیل تھی اس لیے اس مدت
میں کثرت کے ساتھ فتوحات نہیں ہوئی۔ اور
حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک طویل مدت
لوگوں پر خلافت کی اس حال میں کہ کوئی ایک
بھی آپ کے مخالف نہیں تھا، لیکن حضرت
عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں اقوال
منتشر ہو گئے اور آراء مختلف ہو گئیں اور جیسے
لوگ حضرت عمر کی تابعداری اور فرمانبرداری پر
متفق تھے اس طرح حضرت عثمان پر متفق نہ
ہوئے۔ اسی اختلاف و انتشار کی وجہ سے
حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت
میں فتنے تھے یہاں تک کہ معاملہ حضرت عثمان
غنی کے قتل تک پہنچ گیا، پھر حضرت علی خلیفہ
بنائے گئے تو اختلاف و انتشار بڑھتا ہی چلا
گیا۔

حضور نبی مکرم ﷺ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو.....
علم ظاہر، علم سیاست اور علم احکام کا ملنا

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے وفور علم اور
سیاسی بصیرت کو ان جامع الفاظ میں بیان کرتے ہیں۔ امام طبرانی روایت کرتے ہیں:
عن ابن مسعود رضی اللہ
عنه قال: لو ان علم عمر وضع
حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ
سے روایت ہے کہ اگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

فی کفة المیزان و وضع علم
اهل الارض فی کفة لرجح
علمہ بعلمہم ۔
علم ترازو کے ایک پلڑے میں رکھا جائے اور
تمام اہل زمین کا علم ترازو کے دوسرے پلڑے
میں رکھا جائے تو یقیناً حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا
علم ان کے علم پر بھاری ہوگا۔

(المعجم الکبیر للطبرانی جلد ۹ صفحہ ۱۶۳ رقم الحدیث: ۸۸۰۹) (الطبقات الکبریٰ لابن سعد جلد ۲
صفحہ ۳۳۶، مجمع الزوائد للہیثمی جلد ۹ صفحہ ۶۹، التمهید لابن عبد البر جلد ۳ صفحہ ۱۹۸)

حضور نبی مکرم ﷺ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو جس طرح علم ظاہر، علم
سیاست اور علم احکام کا فیض عطا فرمایا، اسی طرح آپ کو علم لدنی اور علم باطن کا فیض بھی
عطا فرمایا اور آپ کے قلب اطہر کا ایسا تزکیہ، تنقیہ اور تجلیہ فرمایا کہ آپ اس امت کے
محدث اعظم قرار پائے۔ چنانچہ حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت عمر فاروق
رضی اللہ عنہ کی اس شان کو ان الفاظ میں بیان فرمایا:

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ
عنه قال: قال رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم لقد کان فیما
قبلکم من الامم محدثون فان
یک فی امتی احد فانه عمر.....
زاد زکریا..... عن ابی ہریرۃ
رضی اللہ عنہ قال: قال النبی
الکریم صلی اللہ علیہ وسلم
لقد کان فیمن کان قبلکم من
بنی اسرائیل رجال یکلمون من
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت
کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد
فرمایا: بے شک تم سے پہلی امتوں میں محدث
ہوا کرتے تھے، پس اگر میری امت میں کوئی
محدث ہے تو وہ عمر ہے..... زکریا نے ان الفاظ
کا اضافہ کیا:..... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ
نے بیان فرمایا کہ نبی مکرم ﷺ کا ارشاد ہے:
بے شک تم سے پہلے بنی اسرائیل میں ایسے
لوگ ہوتے تھے جن سے کلام کیا جاتا تھا بغیر
اس کے کہ وہ انبیاء ہوں، پس ان میں سے کوئی

Click For More Books

غیر ان یکونوا انبیاء فان یکن میری اُمت میں ہے تو وہ عمر ہے۔
من اُمتی منهم احد فعمرو۔

(صحیح بخاری کتاب: فضائل الصحابة باب: مناقب عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ رقم الحدیث:

۳۶۸۹ دارالکتب العربی بیروت)

امام مسلم، امام ترمذی اور دیگر ائمہ حدیث روایت کرتے ہیں:

عن عائشة رضی اللہ عنہا عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انه کان یقول: قد کان
یکون فی الامم قبلکم محدثون
فان یکن فی اُمتی منهم احد
فان عمر بن الخطاب منهم۔
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی
ہیں کہ حضور نبی مکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم
سے پہلی اُمتوں میں محدث ہوتے تھے اور اگر
میری اُمت میں بھی کوئی محدث ہوتے تو عمر
ان میں سے ہوتا۔

(صحیح مسلم کتاب: فضائل الصحابة باب: من فضائل عمر رضی اللہ عنہ رقم الحدیث: ۲۳۹۸)

(سنن الترمذی کتاب: المناقب عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باب: فی مناقب عمر بن الخطاب رضی

اللہ عنہ رقم الحدیث: ۳۶۹۳) (صحیح ابن حبان: ۶۸۹۳ المستدرک: ۳۳۹۹ سنن الکبریٰ للنسائی: ۸۱۱۹)

عن ابی ہریرة رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انه کان فیمن
مضی رجال یتحدثون نبوة فان
یکن فی اُمتی احد منهم فعمرو۔
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت
کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد
فرمایا: سابقہ اُمتوں میں بعض لوگ ایسے بھی
ہوتے تھے جو نبوت کی سی باتیں کرتے تھے اور
اگر میری اُمت میں ایسا کوئی ہوتا تو وہ عمر ہوتا۔

(مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۶ صفحہ ۳۵۳ رقم الحدیث: ۳۱۹۷۲)

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

محدث کا مفہوم

مفہومِ محدث کے بارے میں اہل علم کے متعدد اقوال ملتے ہیں۔ چند ملاحظہ فرمائیں!

امام مسلم روایت کرتے ہیں:

قال ابن وہب: تفسیر محدثون ملہمون .
امام ابن وہب نے فرمایا کہ لفظ ”محدثون“ کا معنی ہے: ”ملہمون“ یعنی وہ نفوس جن پر الہام کیا گیا ہو۔

(صحیح مسلم، کتاب: فضائل الصحابة، صفحہ ۱۰۰۳، دارالکتب العربی، بیروت)

حافظ ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ فرماتے ہیں:

قوله (محدثون) بفتح الدال جمع محدث، واختلف فی تاویلہ فقیل: ملہم، قالہ الاکثر قالوا: المحدث بالفتح هو الرجل الصادق الظن، وهو من القی فی روعه شیء من قبل الملاء الاعلیٰ فیکون کالذی حدثه غیرہ به، وبهذا جزم ابو احمد العسکری وقیل من یجری الصواب علی لسانہ من غیر قصد، وقیل مکلم ای تکلمہ الملائکة بغف نہة

محدث میں دال پر زبر ہے اور محدثون، محدث کی جمع ہے۔ اس کی تاویل میں اختلاف ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ اس سے مراد صاحب الہام ہے اور اکثر علماء نے کہا کہ محدث وہ شخص ہے جس کا گمان صادق ہو اور وہ شخص جس کے دل میں کوئی بات ملائعہ اعلیٰ سے القاء کی گئی ہو۔ اور کہا گیا ہے کہ جس کی زبان پر بلا قصد صحیح بات آئے۔ اور یہ بھی قول ہے کہ محدث سے مراد مکلم ہے یعنی جو نبی نہ ہو مگر اس سے فرشتے کلام کریں اور یہ تفسیر حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث میں وارد ہوئی ہے اور اس کے الفاظ یہ ہیں: عرض کی گئی کہ

Click For More Books

وهذا ورد من حديث ابي سعيد
الخدرى مرفوعا ولفظه قيل يا
رسول الله! وكيف يحدث؟
قال تتكلم الملائكة على
لسانه .

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! محدث کون ہے؟ فرمایا:
جس کی زبان پر فرشتے کلام کرتے ہوں۔

(فتح الباری جلد ۸ صفحہ ۲۳ دارالکتب العلمیہ بیروت)

امام یحییٰ بن شرف الدین نووی متوفی ۶۷۶ھ فرماتے ہیں:

قال البخاری: یجری
الصواب علی السننہم .

امام بخاری نے محدث کا مفہوم بیان
کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ محدث وہ ہیں جن
(شرح مسلم جلد ۱۰ صفحہ ۲۸۵ ریاض) کی زبان سے درست صواب اور حق بات
جاری ہو۔

امام ابن ابی شیبہ اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں:

عن ابي وائل قال: قال
عبد الله رضي الله عنه: ما
رأيت عمر الا و كان بين عينيه
ملك لسده . (مصنف ابن ابي
شيبه جلد ۶ صفحہ ۳۵۲ رقم الحدیث: ۳۱۹۸۳)

حضرت ابو وائل رضی اللہ عنہ بیان کرتے
ہیں کہ حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:
میں نے کبھی بھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو نہیں
دیکھا مگر یہ کہ ان کی دونوں آنکھوں کے
درمیان ایک فرشتہ تھا جو انہیں سیدھی راہ دکھاتا
تھا۔

محدث کا یہی مفہوم علامہ طیبی متوفی ۱۳۷۷ھ نے (شرح الطیبی علی مشکوٰۃ المصابیح
جلد ۱۱ صفحہ ۲۲۹) میں اور ملا علی قاری متوفی ۱۰۱۳ھ نے (مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ
المصابیح جلد ۱۱ صفحہ ۱۷۹) میں بیان کیا۔

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

محدث کی سب سے زیادہ مستند اعلیٰ اور بہترین تفسیر وہ ہے جو خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائی۔

چنانچہ حدیث پاک میں ہے:

عن ابن عمر رضی اللہ عنہما قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم "ان اللہ جعل الحق علی لسان عمر وقلبه".
حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے عمر کی زبان اور دل پر حق ڈال دیا ہے۔

(سنن الترمذی، کتاب: المناقب، باب: فی مناقب عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ رقم الحدیث:

۳۶۸۳، دار المعرفۃ بیروت) (مسند احمد صفحہ ۵۳)

امام ابوداؤد اور امام ابن ماجہ روایت کرتے ہیں:

عن ابی ذر رضی اللہ عنہ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: بے شک اللہ ذوالمجد والعلیٰ نے عمر کی زبان پر حق ڈال دیا ہے جس کے ساتھ وہ کلام کرتا ہے۔

(سنن ابوداؤد جلد ۳ صفحہ ۳۶۵، رقم الحدیث: ۲۹۶۲) (سنن ابن ماجہ جلد ۱ صفحہ ۲۰، مقدمہ، باب:

مناقب عمر رضی اللہ عنہ رقم الحدیث: ۱۰۸)

امام بیہقی، امام بغوی اور خطیب تبریزی روایت کرتے ہیں:

عن علی رضی اللہ عنہ حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ قال: ما کنا بعد ان السکینۃ ہم اس بات کو بعید نہیں سمجھتے تھے کہ سکینہ

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

تنطق علی لسان عمر - (فرشتوں کی ایک قسم) عمر کی زبان پر کلام کرتی ہے۔

(دلائل النبوة جلد ۶ صفحہ ۳۶۲ شرح النہ - رقم الحدیث: ۳۸۷۷، مشکوٰۃ المصابیح رقم الحدیث: ۶۰۴۴)

امام تو زبشتی نے سیکینہ کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا:

ای لم تکن بعد انہ ینطق
بما یتحق ان تسکن الیہ
النفوس وتطمئن بہ القلوب
وانہ امر غیبی القی علی
لسانہ - (مرقاۃ جلد ۱۱ صفحہ ۱۹۰ مکتبہ
رشیدیہ کوئٹہ) پر جاری ہوئی۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے فرمان کا
مطلب یہ ہے کہ ہم اس بات کو بعید نہیں جانتے
تھے کہ حضرت عمر ایسا کلام کرتے ہیں جس کے
ساتھ نفوس کو تسکین اور قلوب کو طمانیت اور
اطمینان ملتا اور وہ غیبی بات تھی جو آپ کی زبان
پر جاری ہوئی۔

ان تمام احادیث آثار اور اقوال کا مرجع، مال اور حاصل یہ ہے کہ محدث کے قلب
و نظر پر ملاء اعلیٰ کا فیضان ہوتا ہے اس کا اجتہاد صحیح اور اس کا کلام صائب اور ربانی تائید
سے مؤید ہوتا ہے اور محدثین کے اس گروہ کے سرخیل و مقتدا حضرت عمر فاروق رضی اللہ
عنہ ہیں جنہوں نے نطق رسالت سے محدث کا لقب پایا ہے۔

شیطان رجم پر رعب فاروقی

حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ ناطق بالصواب اور ملہم من اللہ تھے اور
آپ کے قلب اقدس سے حق کا چشمہ صافی رواں تھا اور آپ کی زبان اقدس سے
قدسیانِ فلک کلام کرتے تھے اس کی وجہ یہ تھی کہ اللہ رب العزت نے حضرت سیدنا
فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو شیطان رجم کے وساوس، نفحات اور ہمزات سے محفوظ و مصنون
بنادیا نہ صرف محفوظ بنادیا بلکہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا رعب، آپ کی ہیبت اور
جلالت اس شیطان پر اس طرح وارد اور طاری فرمادی کہ وہ مردود جس راستہ سے آپ کو

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

آتا دیکھ لیتا وہاں سے راہ فرار اختیار کر لیتا۔ یہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی کتنی بڑی کرامت اور خدا داد و جاہت اور عزت ہے کہ وہ شیطان جو کسی کو تاب میں نہیں لاتا اور ہر ایک کے درپے رہتا ہے (ماسوا مخلصین کے) اور انسان کی رگوں میں خون کی طرح گردش کرتا ہے "ان الشیطان یجری من الانسان مجری الامر" وہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا سایہ دیکھ کر لرزہ بر اندام ہو جاتا ہے اور "فَرَّ یَقْرُ" کی گردان میں ہی عافیت سمجھتا ہے اس پر چند احادیث ملاحظہ فرمائیں اور منزلت و رعب فاروقی کا اندازہ فرمائیں۔ امام بخاری اور امام مسلم علیہما الرحمۃ روایت کرتے ہیں:

عن محمد بن سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے اجازت طلب کی اور اس وقت آپ کے پاس قریش کی خواتین بیٹھی تھیں جو آپ سے باتیں کر رہی تھیں اور آپ سے زیادہ چیزیں طلب کر رہی تھیں ان کی آوازیں بلند ہو رہی تھیں جب حضرت عمر نے اجازت طلب کی تو وہ اٹھ کھڑی ہوئیں اور پردے میں چلی گئیں۔ اس پر حضور نبی مکرم ﷺ مسکرانے لگے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ آپ کے دندان مبارک تبسم ریز رکھے! حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: مجھے ان عورتوں پر تعجب ہوا جو میرے

عن محمد بن سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ عن ابیہ قال: استاذن عمر بن الخطاب علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و عنده نسوة من قریش یکلمنه ویستکثرنه عالیة اصواتهن علی صوتہ۔ فلما استاذن عمر بن الخطاب قمن فبادرن الحجاب۔ فاذن له رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ فدخل عمر و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یضحک فقال عمر: اضحک اللہ سنک یا رسول اللہ! فقال

Click For More Books

النبي صلى الله عليه وسلم: **عجبت من هؤلاء اللاتي كن عندي، فلما سمعن صوتك ابتدرن الحجاب فقال عمر رضی اللہ عنہ: فانت احق ان يحصبن يا رسول الله، ثم قال عمر: يا عدوات انفسهن: اتهننني ولا تهنن رسول الله صلى الله عليه وسلم، فقلن: نعم، انك اغلظ من رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ايها ابن الخطاب، والذي نفسي بيده، مالقيك الشيطان سالكا فجا قط الا سلك فجا غير فجك .**

پاس تھیں، جب انہوں نے تمہاری آواز سنی تو یہ جلدی سے حجاب میں چلی گئیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! آپ اس کے زیادہ حق دار ہیں کہ یہ آپ سے ڈریں۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اپنی جان کی دشمنو! کیا تم مجھ سے ڈرتی ہو اور رسول اللہ ﷺ سے نہیں ڈرتیں؟ عورتوں نے جواب دیا: ہاں! آپ حضور نبی اکرم ﷺ کے مقابلہ میں سخت گیر اور درشت ہو۔ پھر حضور نبی اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے عمر بن خطاب! اس بات کو چھوڑو! قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! جب شیطان تمہیں کسی راستہ میں ملتا ہے تو وہ تمہارے راستہ کو چھوڑ کر دوسرے راستہ پر چلا جاتا ہے۔

(صحیح بخاری، کتاب: بدء الخلق، رقم الحدیث: ۳۲۹۳، ونی کتاب: فضائل الصحابة، باب: مناقب عمر بن الخطاب، رقم الحدیث: ۳۶۸۳، دارالکتب العربی، بیروت) (صحیح مسلم، کتاب: فضائل الصحابة، باب: من فضائل عمر رضی اللہ عنہ، رقم الحدیث: ۶۰۹۶، دارالکتب العربی) (مسند احمد: ۱۵۸۱، السنن الکبریٰ للنسائی: ۸۱۳۰، صحیح ابن حبان: ۶۸۹۳، المعجم الاوسط: ۸۷۸۳، مسند ابو یعلیٰ: ۸۱۰)

اللہ اکبر کبیراً! حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قسم اٹھا کر حضرت عمر فاروق رضی

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

اللہ عنہ کی اس فضیلت کو موکد اور مقرر فرما دیا۔ جس کی صداقت اور حقانیت میں صرف شقی القلب اور حراما نصیب ہی شک کر سکتا ہے۔ آپ اندازہ کریں کہ جب شیطان حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا سایہ دیکھ کر بھاگ جاتا ہے اور راستہ تبدیل کر لیتا ہے تو وہ شیطان اس بات پر کیسے قدرت رکھ سکتا ہے کہ وہ حضرت فاروق اعظم پر تمکن حاصل کرے اور آپ پر تسلط حاصل کر کے راہِ راست سے گمراہ اور بھٹکا دے؟ اس بات کا تو شیطان خود بہت پہلے اقرار و اعتراف کر چکا ہے۔

چنانچہ قرآن مجید میں ہے:

قَالَ فَبِعِزَّتِكَ لَا غُورِيَنَّهُمْ
أَجْمَعِينَ ۝ إِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ
الْمُخْلِصِينَ ۝ (ص: ۸۲-۸۳)

(شیطان نے) کہا: پس تیری عزت کی قسم! میں ان سب کو گمراہ کر دوں گا ۝ ماسوا ان میں سے تیرے چنے ہوئے بندوں کو ۝

اور جب شیطان حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے خوفزدہ اور ہراساں ہو کر فرار ہو جاتا ہے تو یقیناً اور قطعاً حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اللہ رب العزت کے عبادِ مخلصین میں سے ہیں۔ حیرت اور تعجب کی بات ہے کہ شیطان تو حضرت عمر پر اپنے تسلط تغلب اور تمکن کا انکار کرے اور روافض حضرت عمر کو العیاذ باللہ تعالیٰ گمراہ بلکہ کافر کہیں۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ یہ ناہنجار بدبختی میں شیطان سے بھی بڑھے ہوئے ہیں۔

عن بریدة رضی اللہ عنہ
قال: خرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی بعض مغازیہ فلما انصرف جاءت جاریة سوداء فقالت: یا رسول اللہ! انی کنت نذرت ان
حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی مکرم ﷺ ایک مرتبہ کسی جہاد سے واپس تشریف لائے تو ایک سیاہ قام باندی حاضر ہوئی اور عرض کیا: یا رسول اللہ! میں نے نذر مانی تھی کہ اگر اللہ تعالیٰ آپ کو صحیح سلامت واپس لائے تو میں آپ کے سامنے دف

Click For More Books

بجاؤں گی۔ حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: اگر تم نے نذر مانی تھی تو دف بجا لو ورنہ نہیں۔ اس نے دف بجانا شروع کی تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آگئے وہ بجاتی رہی پھر حضرت علی اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما آگئے پھر بھی وہ بجاتی رہی لیکن اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ داخل ہوئے تو وہ دف نیچے رکھ کر اس پر بیٹھ گئی۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: اے عمر! تم سے شیطان ڈرتا ہے میری موجودگی میں یہ دف بجاتی رہی پھر ابوبکر علی اور عثمان آئے تب بھی یہ دف بجاتی رہی لیکن جب تم آئے تو اس نے دف بجانا بند کر دیا۔

ردك اللہ سالما ان اضرب بين يديك بالدف، فقال لها رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: ان كنت نذرت فاضربى والا فلا فجعلت تضرب، فدخل ابوبكر رضی اللہ عنہ وہی تضرب۔ ثم دخل علی رضی اللہ عنہ عنہ وہی تضرب، ثم دخل عثمان رضی اللہ عنہ وہی تضرب ثم دخل عمر رضی اللہ عنہ فالقت الدف تحت استها ثم قعدت علیہ، فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: ان الشيطان ليخاف منك يا عمر، انى كنت جالسا وهى تضرب فدخل ابوبكر وهى تضرب فلما دخلت انت يا عمر، القت الدف۔

(سنن الترمذی کتاب: المناقب باب: فی مناقب عمر رضی اللہ عنہ رقم الحدیث: ۳۶۹۰)

(دار المعرفہ) (مسند احمد جلد ۵ صفحہ ۳۵۳)

مجدد اہل سنت، مفسر قرآن، شارح صحیح بخاری و مسلم حضرت علامہ غلام رسول سعیدی

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

دامت فیوضہم وبرکاتہم اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

”اس حدیث پر یہ اعتراض ہو سکتا ہے کہ وہ سیاہ فام عورت نبی مکرم ﷺ کے سامنے دف بجاتی رہی اور حضرت عمر آئے تو وہ دف کو اپنے نیچے رکھ کر بیٹھ گئی اور آپ نے فرمایا: اے عمر! شیطان تم سے ڈرتا ہے۔ تو یہ کس طرح جائز ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے شیطانی کام ہوتا رہا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ تھوڑی دیر کے لیے جائز خوشی کے موقع پر دف بجانا جائز ہے اور اس میں زیادہ اشتغال ممنوع ہے تو جب تک وہ آپ کے سامنے دف بجاتی رہی تھی وہ اباحت کی حد میں تھا اور جب وہ اباحت کی حد سے متجاوز ہوئی تو یہی وہ وقت تھا جب حضرت عمر آئے اور اس نے دف اپنے نیچے رکھا تو آپ نے فرمایا: اے عمر! شیطان تم سے ڈرتا ہے۔“

(نعمۃ الباری شرح صحیح بخاری جلد ۶ صفحہ ۷۵۶ فرید بک شال لاہور)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں دیکھ رہا ہوں کہ شیاطین جن و انس عمر کو دیکھ کر بھاگ گئے ہیں۔	عن عائشۃ رضی اللہ عنہا قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انی لانظر الی شیاطین الانس والجن قد فروا من عمر۔
--	---

(سنن الترمذی کتاب: المناقب عن رسول اللہ ﷺ باب: مناقب عمر رقم الحدیث: ۳۶۹۱)

دار المعرفہ بیروت) (السنن الکبریٰ للنسائی رقم الحدیث: ۸۹۵۷)

حضرت سدیدہ رضی اللہ عنہا جو کہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کی خادمہ ہیں بیان کرتی ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: بے شک جب سے عمر نے اسلام قبول کیا ہے شیطان	عن سدیدۃ مولاة حفصة رضی اللہ عنہا قالت: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: ان الشیطان لم یلق عمر۔
--	--

Click For More Books

منہ اسلم الاخر لوجہہ . اس کے سامنے سے گزرتا ہے تو وہ اپنے منہ کے بل گر پڑتا ہے۔

(المعجم الکبیر للطبرانی رقم الحدیث: ۷۷۷۷، مسند الفردوس رقم الحدیث: ۳۶۹۳، مجمع الزوائد جلد ۹ صفحہ ۷، فیض القدر جلد ۲ صفحہ ۳۵۲)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی زبان نبوت سے ایک عظیم منقبت

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ چونکہ شیطانی وساوس اور اس کے مکر و فریب سے محفوظ و مصون ہیں اور آپ کے قلب و زبان سے حق جاری ہوتا ہے اور آپ ملہم من اللہ عزوجل کے مقام پر فائز ہیں اور صفائے باطن، تزکیہ قلب اور تجلیہ نفس کے اس مقام علیا اور مرتبہ ارفع پر ہیں کہ اگر اللہ رب العزت کا یہ قطعی، یقینی، محکم اور اٹل فیصلہ نہ ہو چکا ہوتا کہ محبوب کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام پر باب نبوت اور رسالت بند ہو جائے گا اور حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد سلسلہ وحی منقطع ہو جائے گا، تو اللہ رب العزت اس اُمت کے لیے حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد نبی اور رسول ہونے کے لیے حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا انتخاب فرماتا۔ لیکن خلاق ازل کی مشیت اور منشاء چونکہ اپنے حبیب ﷺ کو نبوت و رسالت کی خاتمیت کا تاج پہنانے کا تھا۔ اس لیے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نبی تو نہ تھے لیکن صاحب الہام، صاحب کرامت اور ناطق بالصواب کے سرخیل و مقتداء بن گئے۔ اس پر چند احادیث ملاحظہ فرمائیں:

عن عقبہ بن عمار رضی اللہ عنہ، قال: قال النبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم: لو کان بعدی نبی، لکان عمر بن الخطاب۔ قال ابو عیسیٰ۔
حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی مکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو وہ عمر بن خطاب ہوتا۔ امام ابو عیسیٰ ترمذی نے کہا: یہ حدیث حسن الخطاب۔ قال ابو عیسیٰ۔ ہے۔

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

ترمذی: هذا حديث حسن .

(سنن الترمذی، کتاب: المناقب، باب: فی مناقب عمر رضی اللہ عنہ، رقم الحدیث: ۳۶۸۶، دار المعرفہ بیروت) (مسند احمد جلد ۴ صفحہ ۱۵۴، المستدرک جلد ۳ صفحہ ۹۲، رقم الحدیث: ۴۴۹۵)

عن ابی سعید الخدری حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے
رضی اللہ عنہ، قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: لو
كان اللہ باعنا رسولا بعدی، والا ہوتا تو یقیناً عمر بن خطاب کو بھیجتا۔
روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
اگر اللہ تعالیٰ میرے بعد کسی کو رسول بنا کر بھیجنے

لبعث عمر بن الخطاب .

(المعجم الکبیر للطبرانی رقم الحدیث: ۸۲۲، مسند رویانی رقم الحدیث: ۲۲۳، مجمع الزوائد للہیثمی جلد ۹

صفحہ ۶۸)

قارئین! یہ احادیث حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی کتنی بڑی فضیلت اور منقبت پر مشتمل
ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ صرف اس لیے نبی اور رسول نہیں بنائے گئے کہ حضور اقدس
علیہ الصلوٰۃ والسلام پر سلسلہ نبوت و رسالت ختم ہو چکا وگرنہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ
عنہ میں نبوت و رسالت کے بارگراں کے حمل کی صلاحیت و استعداد تھی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور موافقت وحی

حضرت عمر رضی اللہ عنہ چونکہ محدث، ملہم اور ناطق بالصواب ہیں، اس لیے بہت
سے معاملات میں لوگوں کی ایک رائے ہوتی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی دوسری رائے
ہوتی، تو قرآن مجید کی آیات حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی تائید و رائے میں نازل ہوئی۔
علامہ ابن حجر ہیتمی نے کہا: ایسی آیات سترہ ہیں۔ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ
نے ”تاریخ الخلفاء“ میں تتبع کر کے ان کا عدد بیس سے زائد تک پہنچا دیا۔ صحیح بخاری کی
ایک حدیث میں ہے:

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

عن انس رضی اللہ عنہ حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے
قال: قال عمر رضی اللہ عنہ: ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا:
وافقت ربی فی ثلاث . میں نے تین باتوں میں اپنے رب کی موافقت
کی ہے۔

(صحیح بخاری، کتاب: الصلوٰۃ، باب: ما جاء فی القبلة، رقم الحدیث: ۳۹۳، وفی کتاب: التفسیر،
باب: قوله واتخذوا من مقام ابراهیم مصلى، رقم الحدیث: ۴۲۱۳) (صحیح ابن حبان: ۶۸۹۶، مسند احمد: ۱۵۷)
محقق احتاف ملا علی قاری متوفی ۱۰۱۳ھ علامہ طیبی کے حوالے سے لکھتے ہیں:

قال الطیبی: ما احسن هذه العبارة وما الطفها حيث راعى فيها الادب الحسن ولم يقل: وافقنى ربى: مع ان الآيات انما نزلت موافقة لرايه واجتهاده . (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ جلد ۱۱ صفحہ ۱۹۸، مکبہ رشیدیہ) (الكاشف عن حقائق السنن جلد ۱۱ صفحہ ۲۳۲، دارالکتب العلمیہ، بیروت)
علامہ طیبی نے فرمایا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی یہ عبارت ”وافقت ربی“ کہ میں نے اپنے رب کی موافقت کی، کتنی پیاری اور لطیف ہے کیونکہ اس میں حسن ادب کی رعایت کی گئی ہے۔ آپ نے یہ نہیں کہا کہ میرے رب نے میری موافقت کی ہے، حالانکہ آیات آپ کی رائے اور آپ کے اجتہاد کے موافق نازل ہوئی تھی۔

یہی ملا علی قاری فرماتے ہیں:
قال الحافظ العسقلانی: لیس فی تخصیص الثلاث ما ینفسى الزیادة لانه حصلت له
حافظ ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ حضرت عمر نے جو تین کا عدد ذکر کیا ہے، اس سے تخصیص مراد نہیں، جو زیادتی کی نفی

Click For More Books

محفوظ رکھنا مستحسن و مستحب عمل ہے وگرنہ اللہ رب العزت آپ کی تمنا اور خواہش کو پورا نہ فرماتا۔

آیت حجاب کا حکم

عن انس رضی اللہ عنہ، حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یا رسول اللہ! کاش آپ اپنی ازواجِ مطہرات کو پردہ کا حکم فرمائیں کیونکہ ان سے ہر قسم کے لوگ کلام کرتے ہیں تو پردے کی آیت نازل ہوئی: ”اور جب تم ان سے (یعنی ازواجِ مطہرات سے) کوئی سامان مانگو تو پردے کے پیچھے سے (حجاب) (الاحزاب: ۵۳)۔ مانگو۔“

(صحیح بخاری، کتاب: الصلوٰۃ، باب: ما جاء فی القبلة، رقم الحدیث: ۴۰۲، دارالکتاب العربی، بیروت)

(صحیح ابن حبان: ۶۸۹۶، مسند احمد: ۱۵۷، سنن ابن منصور: ۲۱۵)

ازواجِ مطہرات کی غیرت پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی تائید

حضور اکرم ﷺ اپنی کنیز ماریہ قبطیہ کے پاس جایا کرتے تھے، بعض ازواجِ مطہرات کو اس بات سے بہت غیرت آئی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: اگر حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تمہیں طلاق دے دی تو اللہ عزوجل اپنے محبوب ﷺ کو تم سے بہتر ازواجِ عطا فرمادے گا۔ اس وقت یہ آیت کریمہ نازل ہوئی: ”عَسَىٰ رَبُّهُٓۤ اِنْ طَلَّقَكُنَّ اَنْ يُبَدِّلَهٗٓ اَزْوَاجًا خَيْرًا مِّمَّنْ كُنَّ“ (التحریم: ۵) ”قریب ہے کہ اگر وہ تم کو طلاق دے دیں تو اللہ انہیں تم سے بہتر ازواجِ عطا فرمادے گا۔“

حدیث کے لفظ یہ ہیں:

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ، قال: قال عمر رضی اللہ عنہ،
اجتمع نساء النبی فی الضیرة علیہ، فقلت لهن: عسی ربہ ان
طلقن ان یدلہ ازواجاً خیراً منکن، فنزلت هذه الایة۔

(صحیح بخاری، کتاب: الصلوٰۃ، باب: ما جاء فی القبلة، رقم الحدیث: ۳۰۲، دارالکتب العربی)

(بیروت) (صحیح ابن حبان: ۶۸۹۶، مسند احمد: ۱۵۷)

رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی کی نماز جنازہ اور حضرت عمر کی رائے

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے	عن ابن عمر رضی اللہ
روایت ہے کہ جب عبداللہ بن ابی (منافق)	عنہما، ان عبد اللہ بن ابی لما
مر گیا تو اس کے بیٹے (حضرت عبداللہ رضی اللہ	توفی جاء ابنہ الی النبی صلی
عنه جو کہ صحابی رسول اور مخلص مومن تھے)	اللہ علیہ وسلم فقال: یا رسول
حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے	اللہ، اعطنی قمیصک اکفنه فیہ
تو عرض کی: یا رسول اللہ! مجھے اپنا قمیص مبارک	وصل علیہ واستغفر لہ فاعطاه
عطا فرمائیں تاکہ میں اسے اپنے باپ کو بطور	النبی صلی اللہ علیہ وسلم
کفن دے سکوں اور اس پر نماز جنازہ بھی	قمیصہ، فقال: آذنی اصلی
پڑھیں اور اس کے لیے دعائے مغفرت بھی	علیہ فاذنه فلما اراد ان یصلی
فرمائیں۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے انہیں اپنا	علیہ جذبہ عمر رضی اللہ عنہ
قمیص عطا فرما دیا اور ساتھ ہی فرمایا کہ مجھے	فقال: ایس اللہ نہاک ان تصلی
اطلاع کر دینا تاکہ میں اس پر نماز جنازہ	علی المنافقین؟ فقال: انا بین
پڑھوں! سو حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کو	خیرتین قال: (استغفرلہم او لا
اطلاع دے دی گئی۔ جب نبی کریم آقا علیہ	تستغفرلہم ان تستغفرلہم
الصلوٰۃ والسلام نے اس پر نماز پڑھنے کا ارادہ کیا	سبعین مرة فلن یغفر اللہ لہم)

Click For More Books

(التوبة: ۸۰) 'فصلی علیہ فنزلت: تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ علیہ الصلوٰۃ
(ولا تصل علی احد منهم مات ابدا ولا تقم علی قبره) (التوبة: ۸۴) قال: فترك الصلوٰۃ علیہم - والسلام کو روکا اور عرض کیا: (یا رسول اللہ!) کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو منافقین پر نماز پڑھنے سے منع نہیں فرمایا ہے؟ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: مجھے دونوں باتوں کا اختیار دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے: ”آپ خواہ ان کے لیے بخشش طلب کریں یا نہ کریں، اگر آپ ان کے لیے ستر مرتبہ بھی بخشش طلب کریں تو بھی اللہ تعالیٰ انہیں ہرگز بخشے والا نہیں“۔ سو حضور نبی مکرم ﷺ نے اس پر نماز پڑھی تو وحی نازل ہوئی: ”اور آپ کبھی بھی ان (منافقوں) میں سے جو کوئی مر جائے اس پر نماز نہ پڑھیں اور نہ ہی آپ اس کی قبر پر کھڑے ہوں“۔

(صحیح بخاری، کتاب: الجنائز، باب: الکفن فی القمیس الذی یکف اولاً یکف رقم الحدیث: ۱۲۱۰) و فی الکتاب: تفسیر القرآن رقم الحدیث: ۲۳۹۳ و فی کتاب: اللباس، باب: لبس القمیس، رقم الحدیث: ۵۳۶۰ (صحیح مسلم، کتاب: فضائل الصحابة، باب: من فضائل عمر رضی اللہ عنہ، رقم الحدیث: ۲۴۰۰) (سنن الترمذی، کتاب: تفسیر القرآن عن رسول اللہ ﷺ، باب: من سورة التوبة، رقم الحدیث: ۳۰۹۸) (سنن النسائی، کتاب: الجنائز، باب: القمیس فی الکفن، رقم الحدیث: ۱۹۰۰) (سنن ابن ماجہ، کتاب: الجنائز، باب: فی الصلوٰۃ علی اهل القبلة، رقم الحدیث: ۱۵۲۳-۱۵۲۴) (مسند احمد: ۹۵، صحیح ابن حبان:

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

یہاں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رائے کا صحیح ہونا عام منافقین کی نمازِ جنازہ نہ پڑھنے کے بارے میں ہے اور حضور اکرم ﷺ کا ارادہ تبلیغی ضرورت کے سبب بالخصوص عبداللہ بن ابی کے بارے میں تھا اور یہ امر صحیح تھا ورنہ وحی کے ذریعے حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس کی نمازِ جنازہ سے روک دیا جاتا۔ حضور نبی مکرم ﷺ کی اسی نماز کی وجہ سے عبداللہ بن ابی کی قوم کے ایک ہزار افراد مسلمان ہو گئے اور اس نماز سے یہی سرکارِ اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کا منشاء تھا۔ الغرض! حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رائے کا صحیح ہونا حضور اکرم ﷺ کے مقابلہ میں نہ تھا، کیونکہ کریم آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کا عمل بالخصوص عبداللہ بن ابی کے بارے میں تھا اور قرآن نے عام منافقین کا حکم بیان کیا ہے۔

حرمت شراب کے متعلق حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رائے

ابتداءً اسلام میں خمر کی وہ قلیل مقدار جو نشہ آور نہ ہو حلال تھی۔ اسلام نے ایک لخت شراب کی حرمت کا حکم صادر نہیں فرمایا بلکہ اس میں تدریج کی حکمت کو پیش نظر رکھا۔ اہل عرب کے رگ و پے میں شراب رس بس چکی تھی اس لیے اگر ابتداءً میں ہی شراب کی حرمت کا حکم دے دیا جاتا تو یہ اہل عرب کے لیے دین اسلام سے تشرف، توحش اور بعد و دوری کا سبب بنتا۔ اس لیے حکمت یہ پیش نظر رکھی گئی کہ پہلے اعتقادات، ایمانیات کو مستحکم اور مضبوط کیا جائے اور دلائل و براہین سے اللہ رب العزت کے بے پناہ قدرت، سطوت اور اس کے احتساب اور مواخذہ پر ایقان میسر آ جائے تو پھر اس فعل سے نجات اہل ایمان کو بڑی آسانی سے میسر آئے گی۔ شراب کی حرمت کا اصلی باعث محرک اور داعی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہیں۔ جن کے بار بار عرض کرنے پر اللہ رب العزت نے اس کی قطعی، یقینی حرمت کا حکم نازل فرمایا اور اس پر بڑی سخت و عید بھی ارشاد فرمائی اور یہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا پوری اُمت پر احسانِ عظیم ہے کہ اُمت اس اُمّ النجاست سے بچ گئی، جس سے انسان میں عقل کے اختلاط کی وجہ سے نیکی و بدی، خیر و شر

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

حلال و حرام بلکہ ایمان و کفر کا امتیاز اور فرق نہیں رہتا، اپنے پرانے کی تمیز ختم ہو جاتی ہے اور قلب و روح مردہ ہو جاتے ہیں۔ انسان بے تکلی باتیں کرتا ہے، اتہام و بہتان لگاتا ہے اور معاشرے میں اپنی عزت و وقار کھو بیٹھتا ہے۔

حدیث کے الفاظ ملاحظہ فرمائیں:

حضرت عمرو بن شرحبیل، حضرت عمر بن

عن عمرو بن شرحبیل

الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ

ابی میسرۃ عن عمر بن

انہوں نے عرض کیا: اے اللہ! شراب کے

الخطاب رضی اللہ عنہ انہ قال

معاملہ میں ہمارے لیے شافی و کافی حکم نازل

اللہم بین لنا فی الخمر بیان

فرما! تو وہ آیت نازل ہوئی جو سورہ بقرہ میں

شفاء فنزلت فی البقرۃ:

ہے: ”آپ سے شراب اور جوئے کے بارے

”یسئالونک عن الخمر

میں سوال کرتے ہیں“۔ پس حضرت عمر رضی اللہ

والمیسر“ (البقرہ: ۲۱۹) فدعی

عنہ کو بلایا گیا اور اس آیت کی تلاوت کی گئی،

عمر فقراءت علیہ فقال: اللہم

انہوں نے پھر عرض کیا: اے اللہ! شراب کے

بین لنا فی الخمر بیان شفاء

معاملہ میں ہمارے لیے شافی و کافی حکم نازل

فنزلت التی فی النساء: (یاہیا

فرما! تو وہ آیت نازل ہوئی جو سورہ النساء میں

الذین آمنوا لا تقربوا الصلوۃ

ہے: ”اے ایمان والو! تم نشہ کی حالت میں

وانتم مسکری) (النساء: ۴۳) فدعی

نماز کے قریب مت جاؤ“۔ (النساء: ۴۳) پھر

عمر فقراءت علیہ ثم قال:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بلایا گیا اور ان پر یہ

اللہم بین لنا فی الخمر بیان

آیت پڑھی گئی، انہوں نے پھر عرض کیا: اے

شفاء فنزلت التی فی المائدہ:

اللہ! شراب کے معاملہ میں ہمارے لیے شافی و

(انما یرید الشیطان ان یوقع

کافی حکم نازل فرما! پھر وہ آیت نازل ہوئی، جو

بینکم العداوۃ والبغضاء

Click For More Books

فی الخمر والمیسر الی قولہ: سورۃ مائدہ میں ہے: ”شیطان یہی چاہتا ہے کہ
(فہل انتم منتہون) (المائدہ: ۹۱) شراب اور جوئے کے ذریعے تمہارے درمیان
فدعی عمر فقرۃ ت علیہ: عداوت اور کینہ ڈلوا دے اور تمہیں اللہ تعالیٰ
فقال: انتہینا انتہینا۔ کے ذکر سے اور نماز سے روک دے کیا تم
(ان کاموں سے) باز آؤ گے؟“۔ پس حضرت
عمر رضی اللہ عنہ کو بلایا گیا اور ان پر یہ آیت
تلاوت کی گئی تو وہ عرض کرنے لگے: (اے
اللہ!) ہم باز آ گئے، ہم باز آ گئے۔

(سنن الترمذی کتاب: تفسیر القرآن باب: من سورۃ مائدہ رقم الحدیث: ۳۰۴۹ دار المعرفۃ
بیروت) (سنن ابوداؤد کتاب: الاشریۃ باب: تحريم الخمر رقم الحدیث: ۳۶۷۰ دار السلام ریاض)
(سنن نسائی کتاب: الاشریۃ باب: تحريم الخمر رقم الحدیث: ۵۵۴۰) (سنن کبریٰ للنسائی رقم
الحدیث: ۵۰۴۹ مسند احمد: ۳۷۸ المستدرک للحاکم: ۲۲۳ المعجم الاوسط: ۱۳۶۳ السنن الکبریٰ للبیہقی
جلد ۸ صفحہ ۲۸۵)

گستاخ کے قتل پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی تائید

عن عروۃ بن الزبیر قال: حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے
اختصم الی رسول اللہ صلی روایت ہے آپ نے فرمایا کہ دو آدمی اپنا جھگڑا
اللہ علیہ وسلم رجلان، فقضی رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں لے کر حاضر
لاحدہما، فقال الذی قضی ہوئے تو حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے
علیہ ردنا الی عمر، فقال رسول ان میں سے ایک کے حق میں فیصلہ فرما دیا تو
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: نعم جس کے خلاف فیصلہ ہوا (یعنی منافق کے)
... زکا کہ آہ، ہمیں حضرت عمر کی طرف

Click For More Books

بھیج دیں (یعنی اس نے نبی مکرم ﷺ کے فیصلہ کو تسلیم نہ کیا بلکہ اس پر تردد تذبذب اور تشویش کا اظہار کرتے ہوئے حضرت عمر کو حکم اور ثالث بنانے کی درخواست کی) تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ٹھیک ہے تم عمر کے پاس چلے جاؤ۔ پس وہ دونوں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو جس کے حق میں فیصلہ ہوا (یعنی یہودی کے) وہ کہنے لگا: اے ابن خطاب! بے شک رسول اللہ ﷺ نے میرے حق میں فیصلہ فرمایا ہے لیکن اس (منافق) نے کہا کہ ہمیں عمر کی طرف لوٹا دیں۔ پس رسول اللہ ﷺ نے ہمیں آپ کی طرف لوٹا دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے پوچھا جس کے خلاف فیصلہ ہوا تھا کہ کیا بات اسی طرح ہے؟ اس نے کہا: جی ہاں! حضرت عمر نے اس سے کہا: تو یہاں ٹھہر میں ابھی نکل کر تم دونوں کے درمیان فیصلہ کرتا ہوں۔ پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ تلوار لے کر باہر نکلے اور جس منافق نے یہ کہا تھا: ”ردنا الی عمر“ آپ نے اس کو قتل کر دیا (کہ اس کی اتنی جسارت اور بے ادبی کہ حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے

اتیا عمر قال الذی قضی له: یا ابن الخطاب ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قضی لی وان هذا قال: ردنا الی عمر فردنا الیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال عمر: اکذک؟ للذی قضی علیہ قال نعم فقال عمر: مکانک حتی اخرج فاقضی بینکما فخرج مشتملا علی سیفہ فضرب الذی قال ردنا الی عمر فقتله وادبر الآخر الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال: یا رسول اللہ قتل عمر صاحبی ولولا ما اعجرته لقتلنی فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: ما کنت اظن ان عمر یجترى علی قتل مومن فانزل اللہ تعالیٰ: (فلا وربک لا یؤمنون حتی یحکموک فیما شجر بینہم) (النساء: ۶۵) فتبرأ

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

اللہ عمر من قتله . قال جبریل : فیصلے کو رد کرے)۔ دوسرا آدمی وہاں سے ان عمر فرق بین الحق والباطل فسمی بالفاروق .
(الصارم المسلمول لابن تیمیہ صفحہ ۶۶)
دارالکبیل، بیروت) (تفسیر کبیر جلد ۳ صفحہ ۲۳۸)
الجامع لاحکام القرآن جلد ۵ صفحہ ۲۶۲ الدر المنثور
جلد ۲ صفحہ ۱۷۹، تفسیر ابن کثیر جلد ۱ صفحہ ۵۲۵
روح المعانی جلد ۵ صفحہ ۶۷، تفسیر مظہری
جلد ۲ صفحہ ۱۳۵)

رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں پلٹ آیا اور عرض کرنے لگا: عمر نے میرے ساتھی کو قتل کر دیا اور اگر میں نکل کر نہ آتا تو وہ مجھے بھی قتل کر دیتا۔ پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں یہ گمان نہیں کرتا کہ عمر کسی مؤمن کے قتل پر جرأت کرے گا۔ پس اللہ رب العزت نے قرآن مجید کی یہ آیت نازل فرمائی: ”(اے محبوب!) تیرے رب کی قسم! لوگ مؤمن نہیں ہو سکتے جب تک اپنے مشاجرات اور جھگڑوں میں آپ کو حاکم تسلیم نہ کریں“۔ (النساء: ۶۵) پس اللہ رب العزت نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اس منافق کے قتل پر بے گناہ قرار دیا۔ حضرت جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہا: بے شک عمر نے حق اور باطل کے مابین فرق کر دیا ہے پس اس وجہ سے آپ کا نام ”فاروق“ رکھا گیا۔

سلمان تاثیر سابق گورنر پنجاب اور ممتاز قادری کے متعلق.....

مصنف کی وضاحت

سورۃ النساء کی اس آیت کریمہ سے ایک بات تو یہ معلوم ہوئی کہ اللہ رب العزت نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے اقدام قتل پر ان کی توثیق، تصویب اور تائید فرمائی اور دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ اگر کوئی بندہ عشق و محبت کے جذبات سے مغلوب ہو کر

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

کسی گستاخ بے ادب اور منقص کو قتل کر دے تو شرعاً اس قاتل پر کوئی مواخذہ نہیں اور نہ ہی اسے قصاصاً قتل کیا جائے گا۔ اس صورت میں اگرچہ اولیٰ و انساب تو یہی ہے کہ اسے حاکم اور قاضی کے سامنے پیش کر کے اس پر مقدمہ دائر کیا جائے اور وہ قاضی اسے قتل کروائے لیکن اگر اس گستاخ کو کوئی از خود قتل کر دے تو قصاصاً اس قاتل کو قتل نہیں کیا جائے گا جس پر ایک دلیل تو یہی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا واقعہ ہے اور دوسری دلیل یہ حدیث پاک ہے:

عن ابن عباس رضی اللہ عنہما
عنہما 'ان اعمی کانت لہ ام
ولد تسب النبی صلی اللہ علیہ
وسلم فیزجرھا فلا تنزجر' فلما
کانت ذات لیلۃ جعلت تقع فی
النبی صلی اللہ علیہ وسلم
وتشتمہ فقتلھا واعلم النبی
صلی اللہ علیہ وسلم بذلك
فاهدر دمھا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے
روایت ہے کہ ایک نابینا کی ام ولد (لوٹھی)
تھی جو نبی کریم ﷺ کی توہین اور گستاخی کرتی
تھی، نابینا اس کو سختی سے منع کرتے لیکن وہ نہ
رکتی، پس ایک رات جب وہ نبی کریم ﷺ کی
شان رفیع میں گستاخی کر رہی تھی تو نابینا نے اس
کو قتل کر دیا اور نبی مکرم ﷺ کو یہ سارا معاملہ
بتایا تو حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس
لوٹھی کے خون کو رائیگاں قرار دے دیا (یعنی
اس نابینا صحابی سے قصاص نہ لیا)۔

(سنن ابوداؤد کتاب: الحدود باب: الحکم فیمن سب النبی ﷺ رقم الحدیث: ۴۳۶۱ دارالسلام

ریاض) (سنن نسائی کتاب: تحریم الدم باب: الحکم فیمن سب النبی ﷺ رقم الحدیث: ۴۰۷۶
دارالافتاء بیروت)

یہ حدیث صراحتاً اس بات پر دلیل ہے کہ اگر کوئی گستاخ یا مرتد کو از خود قتل کر دے
تو اس کو قصاصاً قتل کرنا جائز نہیں وگرنہ حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام اس نابینا کو اور

[Click For More Books](#)

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

مذکورہ واقعہ کی بناء پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو قتل کرنے کا حکم ارشاد فرماتے۔ ایک اثر بھی اس پر دلیل ہے جس کو علامہ ابن تیمیہ نے ”الصارم المسلمون“ میں نقل کیا:

عن ابن عمر رضی اللہ عنہما، قال: مر بہ راہب، فقیل لہ: ہذا یسب النبی صلی اللہ علیہ وسلم، فقال ابن عمر: لو سمعته لقتلته۔
حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے قریب سے ایک راہب گزرا، آپ سے کہا گیا کہ اس نے نبی مکرم ﷺ کی شان ارفع و اعلیٰ میں گستاخی کی ہے، تو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اگر میں اس گستاخی کو سن لیتا تو

(الصارم المسلمون، صفحہ ۲۰۲) میں اس کو قتل کر دیتا۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جو اعلم بالسنہ ہیں، آپ نے یہ نہیں فرمایا کہ میں اس راہب کو حاکم یا قاضی کے ذریعے قتل کروا دیتا بلکہ فرمایا کہ میں اس کو خود قتل کر دیتا حالانکہ آپ نہ قاضی تھے اور نہ حاکم۔ آپ کا اس طرح فرمانا اس بات پر بین دلیل ہے کہ قاضی اور حاکم سے اجازت لیے بغیر اس بندے کو جس کی گستاخی بے ادبی اور جسارت، قطعیت سے ثابت ہو جائے، اس کو قتل کرنا جائز ہے اور قاتل اس پر مستحق تحسین ہے نہ کہ قابل مذمت اور مستحق قصاص۔ چنانچہ علامہ ابن تیمیہ نے نابینا صحابی والی حدیث نقل کر کے اس کی شرح کرتے ہوئے کہا:

فلو لم یکن قتلها جائز لبین النبی صلی اللہ علیہ وسلم لہ ان قتلها کان محرما، وان دمها کان معصوما، ولا وجب علیہ الکفارة بقتل المعصوم والدية ان لم تکن مملوكة لہ
اور اگر اس گستاخ باندی کا قتل جائز نہ ہوتا تو نبی مکرم ﷺ اس نابینا صحابی کو اس بات کی وضاحت ضرور فرما دیتے کہ اس کا قتل حرام تھا اور وہ معصوم الدم تھی اور حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام اس نابینا صحابی پر معصوم الدم کے قتل کی وجہ سے کفارہ اور دیت لازم کرتے

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

فلما قال: اشهدوا ان دمها ادر . والهدر: الذی لا یضمن بقود ولادیه ولا کفارة . علم انه کان مباحاً مع کونها ذمیة . فعلم ان السب اباح دمها . (الصارم المسلول صفحہ ۹۳ دار الجیل بیروت)

اگر وہ اس کی مملوکہ نہیں تھی۔ پس جب حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: سنو! اس کا خون ہدر (یعنی رایگاں) ہے۔ اور ہدر کا معنی ہے کہ جس میں نہ قصاص ہو نہ دیت اور نہ کفارہ۔ تو معلوم ہوا کہ اس عورت کے ذمی ہونے کے باوجود اس کا قتل مباح تھا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام پر سب و شتم موجب اباحتہ الدم ہے۔

۴ جنوری ۲۰۱۱ء کو ممتاز قادری نے گورنر پنجاب سلمان تاثیر کو قتل کیا، جس پر بعض لوگوں نے کہا کہ ممتاز قادری مستحق قتل ہے اور یہ اس کا ظلم ہے جبکہ جمہور اہل علم کا یہ موقف ہے کہ سلمان تاثیر مستحق قتل تھا اور ممتاز قادری کا اس کو قتل کرنا درست کام تھا اور ممتاز قادری اپنے اس اقدام کی وجہ سے مستحق تعریف و تحسین ہے۔ چنانچہ اہل سنت کے علماء نے اسے اپنا ”ہیرو“ قرار دیا۔ مصنف کے نزدیک بمطابق حدیث ”ید اللہ علی الجماعۃ“ جمہور علماء کا نظریہ ہی درست اور قرآن و حدیث کے عین مطابق ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ گورنر پنجاب سلمان تاثیر سے بہت سے کفریات صادر ہوئے اور وہ تادم زیت اپنے کفریات پر ڈٹا رہا۔ اس کی تفصیل یہ ہے:

(۱) پوری اُمت کا اس بات پر اجماع قطعی ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ کی گستاخی کفر و ارتداد ہے اور اس کا مرتکب مستحق قتل ہے۔ اس عقیدہ پر کوئی دوسری رائے نہیں اور یہ عقیدہ قرآن و حدیث کی نصوص، اجماع اُمت اور تعامل اُمت سے ثابت ہے۔ یہاں تفصیل کی گنجائش نہیں، صرف دو عدد حوالہ جات ملاحظہ فرمائیں:

قال محمد بن سحنون: حضرت محمد بن سحنون رحمۃ اللہ علیہ نے

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

اجمع العلماء ان شاتم النبی
صلی اللہ علیہ وسلم المتنقص
لہ کافر . والوعید جار علیہ
بعذاب اللہ لہ وحکمہ عند
الامۃ القتل ومن شک فی کفرہ
وعذابہ کفر .

فرمایا: تمام علماء کا اجماع ہے کہ حضور نبی مکرم
ﷺ کی گستاخی اور آپ کی تنقیص کرنے والا
کافر ہے اور اس کے لیے اللہ کے عذاب کی
وعید ہے اور اُمت کے نزدیک اس کا حکم یہ ہے
کہ اسے قتل کر دیا جائے اور جو اس کے کفر اور
عذاب میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔

(الشفاء الباب الاول: فی بیان ما ہونی حقہ علیہ الصلوٰۃ والسلام سب او نقص من تعریض او نص)
صفحہ ۲۰۵ دار ابن حزم)

حافظ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں:

نقل ابن المنذر الاتفاق
علی ان من سب النبی صلی
اللہ علیہ وسلم صریحا وجب
قتلہ .

امام ابن المنذر نے نقل کیا کہ جس نے
صریحاً نبی مکرم ﷺ کو سب و شتم کیا تو اس
کے قتل پر جمیع اُمت کا اتفاق ہے۔

(فتح الباری شرح صحیح بخاری جلد ۱۲ صفحہ ۲۸۱، تفسیر قرطبی جلد ۸ صفحہ ۲۰، الصارم المسلول صفحہ ۲۷)
بلکہ بقول ڈاکٹر پروفیسر طاہر القادری: یہ گستاخی پر قانونِ قتل، ضروریاتِ دین میں
سے اور متواتر، قطعی اور یقینی ہے۔

اور یہ بات ہر ذی شعور کو معلوم ہے کہ سلمان تاثیر نہ صرف یہ کہ اس قانون کا منکر
اور مغلط تھا بلکہ وہ ملک پاکستان کے قوانین سے اس قانون کو حرفِ غلط کی طرح مٹانے
اور ختم کرنے کے درپے تھا اور اس تحریک کا بے باک اور جسور محرک اور داعی تھا۔ ایسے
آدمی کے متعلق جو قطعی عقیدہ کی تردید، تکذیب اور تغلیط کرے، حکمِ شرع کیا ہے؟ ملاحظہ
فرمائیں!

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

امام قاضی عیاض متوفی ۵۴۴ھ فرماتے ہیں:

و كذلك قطع بتكفير كل
من كذب وانكر قاعدة من
قواعد الشرع وما عرف يقينا
بالنقل المتواتر من فعل
الرسول صلى الله عليه وسلم
ووقع الاجماع المتصل عليه .
اور اسی طرح ہم یقین کریں گے ہر اس
آدمی کے کفر کا جس نے شریعت کے قواعد میں
سے کسی قاعدہ کی تکذیب کی اور اس کا انکار کیا
اور اس کا جو یقینی طور پر نقل متواتر سے نبی
مکرّم ﷺ کا فعل معروف ہو اور مزید برآں
اس پر اُمت کا اجماع بھی ہو۔

(الشفاء صفحہ ۲۵۳ دار ابن حزم بیروت)

یہی امام قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اکثر المتکلمین من
الفقهاء والنظار فی هذا الباب
قالوا بتکفیر کل من خالف
الاجماع اعنی: الاجماع
الصحيح الجامع لشروط
الاجماع المتفق علیہ عموما
و حجتهم قوله تعالى: من
يشاقق الرسول من بعد ما تبين
له الهدى ويتبع غير سبيل
المؤمنين نوله ما تولى ونصله
جهنم وساءت مصيرا . (النساء:
۱۱۵) وقوله عليه الصلوة
فقهاء میں سے اکثر متکلمین نے یہ کہا ہے
کہ جو اجماع کا مخالف ہے وہ کافر ہے۔
(قاضی عیاض فرماتے ہیں:) اس کا مطلب یہ
ہے کہ وہ اجماع صحیح ہو اور اجماع کی
تمام شرائط کا جامع ہو اور عموماً اس پر اتفاق ہو
ان کی دلیل اللہ رب العزت کا فرمان ہے کہ
”جو رسول کی مخالفت کرے بعد اس کے کہ
ہدایت اس پر واضح ہو چکی اور مؤمنین کے راستہ
کے غیر کی اتباع کرے تو ہم اسے اسی طرف
پھیر دیں گے جس طرف وہ پھرا ہے اور اسے
جہنم میں ڈالیں گے اور بہت بُرا ٹھکانہ ہے۔“
اور حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ فرمان

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

والسلام . من خالف الجماعة
قید شبر فقد خلع ربقة الاسلام
من عنقه . وحكوا الاجماع
علی تكفير من خالف
الاجماع .
بھی دلیل ہے کہ ”جس نے جماعت کی مخالفت
کی ایک بالشت بھڑپس تحقیق اس نے اسلام کا
پٹا اپنی گردن سے اتار دیا“۔ اور فقہاء نے
حکایت کیا ہے کہ جو اجماع کا مخالف ہے اس
کے کفر پر اجماع ہے۔

(الشفاء فی بیان ما هو من المقالات کفر صفحہ ۲۵۵ دار ابن حزم بیروت)

امام اہل سنت اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خان علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

”ائمہ کرام و علمائے اعلام حجیت اجماع کو ضروریات دین سے بتاتے اور مخالفت
اجماع قطعی کو کفر ٹھہراتے ہیں۔ مواقف قاضی عضد الدین و شرح مواقف علامہ سید
شریف طبع استنبول جلد اول صفحہ ۱۵۹ کون الاجماع حجۃ قطعیۃ معلوم بالضرورة من الدین
مسلم الثبوت و فواتح الرحموت جلد دوم صفحہ ۲۹۴ الاجماع حجۃ قطعا و یفید العلم الجازم عند جمیع
اہل القبلة اصول امام اجل فخر الاسلام بزودی باب حکم الاجماع فصار الاجماع کایۃ من
الکتاب او حدیث متواتر فی وجوب العمل والعلم بہ فیکفر جاحده فی لاصل۔

(فتاویٰ رضویہ جلد ۶ صفحہ ۳۵ مکتبہ رضویہ آرام باغ روڈ کراچی)

معلوم ہوا کہ شریعت کے قواعد اور اصول میں سے کسی قاعدہ اور اصل کی تکذیب
تغلیط اور اس کا انکار کفر ہے اسی طرح اجماع قطعی متواتر کا انکار بھی کفر ہے اور توہین
رسالت پر قتل کی سزا پر چودہ سو سال سے تاہنوز شرق تا غرب عرب و عجم کی پوری امت
کا اجماع قطعی یقینی ہے۔ لہذا اس کی قانون کی تکذیب و انکار کفر ہے۔

(۲) گورنر پنجاب سلمان تاثیر صرف اس قانون کی حجیت کا مکذب اور منکر ہی نہیں تھا
بلکہ وہ اس قانون کی تضحیک توہین اور تحقیر بھی کرتا تھا اور اس نے اس قانون کے
متعلق یہ الفاظ استعمال کیے کہ یہ ”کالا قانون“ اور ”ظالم قانون“ ہے اور جو

Click For More Books

پاکستان قائد اعظم نے بنایا ہے اس پاکستان میں اس قانون کی کوئی گنجائش نہیں۔ اسی وجہ سے اس نے آسہ گستاخ کی نہ صرف پوری حمایت اور تائید کی اور دست شفقت رکھا بلکہ اسے مظلومہ قرار دیا اور اس کی اس ساری تگ و دو کا مقصد صرف اور صرف امریکہ اور مغرب کو خوش کرنا اور اللہ جل مجدہ اور اس کے رسول ﷺ کے قوانین کی بیخ کنی کر کے کفر و طاغوت اور امریکہ کے قانون کو نافذ کرنا اور مغربی تہذیب کو رواج دینا تھا اور جو شریعت کے قانون کی تضحیک توہین اور تحقیر کرے اور اسے ظالم اور کالا قانون قرار دے اور مغرب کے قانون کو اللہ جل مجدہ اور اس کے رسول ﷺ کے قانون پر ترجیح دے اس کے متعلق حکم قرآنی ملاحظہ فرمائیں۔

اللہ ذوالجبر والعلیٰ نے ارشاد فرمایا:

أَفْحُكْمَ الْجَاهِلِيَّةِ يَبْغُونَ
وَمَنْ أَحْسَنُ مِنَ اللَّهِ حُكْمًا
لِقَوْمٍ يُوقِنُونَ (المائدہ: ۵۰)

کیا وہ جاہلیت کا فیصلہ چاہتے ہیں اور یقین والی قوم کے لیے اللہ سے بہتر کس کا فیصلہ ہو سکتا ہے O

اور حدیث پاک میں ہے:

عن ابن عباس رضی اللہ عنہما
ان النبی صلی اللہ علیہ
وسلم قال: ابغض الناس الی
اللہ ثلاثة: ملحد فی الحرم
ومبتغ فی الاسلام سنة
الجاهلیة . ومطلب دم امرئ
بغیر حق لیہریق دمه .

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی مکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تین قسم کے لوگ اللہ عزوجل کے نزدیک مبغوض ترین ہیں؛ (۱) حرم میں الحاد کرنے والا (۲) اسلام میں جاہلیت کے طریقے کو تلاش کرنے والا (۳) ناحق خون طلب کرنے والا تاکہ اس کو بہائے۔

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

(صحیح بخاری کتاب: الدیات باب: من طلب دم امرئ بغیر حق رقم الحدیث: ۶۸۸۲)

دارالکتاب العربی بیروت)

حافظ عماد الدین ابن کثیر دمشقی ۷۷۷ھ مذکورہ آیت کے تحت رقم طراز ہیں:

(اس آیت کریمہ میں) اللہ تعالیٰ نے ہر

اس کا انکار کیا جو اللہ جل مجدہ کے حکم سے نکل

گیا وہ اللہ عزوجل کا حکم جو ہر خیر پر مشتمل ہے

اور ہر بُرائی اور شر سے منع کرنے والا ہے اور

اس پر بھی انکار فرمایا جس نے اس کے حکم سے

عدول کیا۔ آراء خواہشات اور اصطلاحات کی

طرف جن کو لوگوں نے اللہ کی شریعت سے

استناد کے بغیر وضع کیا۔ جیسا کہ تاتاریوں نے

فیصلے کیے وہ فیصلے جو ان کے بادشاہ چنگیز خان

سے ماخوذ تھے۔ جس نے ان کے لیے ایک

کتاب وضع کی جو ایسے احکام کا مجموعہ تھی جس

میں مختلف شریعتوں کے اقتباسات تھے یہود و

نصاری کے اور ملت اسلامیہ اور اس کے ماسوا

کے۔ اور اس کتاب میں بہت سے ایسے احکام

تھے جو محض اس نے اپنی فکر اور خواہش سے اخذ

کیے اور اس کے پیروکار اس کتاب کو اللہ عزوجل

کی کتاب اور رسول اللہ ﷺ کی سنت سے

مقدم کرتے۔ پس ان میں سے جس نے ایسا

ینکر تعالیٰ علی من خرج

عن حکم اللہ المحکم

المشتمل علی کل خیر، الناهی

عن کل شر، وعدل الی ما سواہ

من الآراء والاہواء

والاصطلاحات، الشر وضعها

الرجال بلا مستند من شریعة

اللہ، کما کان اهل الجاہلیة

یحکمون بہ من الضلالت

والجہالات، مما یضعونها

بآرائہم واهوائہم، وکما یحکم

به التتار من السياسات الملکیة

الماخوذة عن ملکهم جنکز

خان، الذی وضع لهم "الیاسق"

وهو عبارة عن کتاب مجموع

من احکام قد اقتبسها من

شرائع شتی، ومن الیہودیة

والنصرانیة والملة الاسلامیة

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

کیا تو وہ کافر ہے اس سے قتال واجب ہے
یہاں تک کہ وہ اللہ اور اس کے رسول کے حکم کی
طرف رجوع کر لے اور قلیل و کثیر میں اس کے
حکم کے سوا فیصلہ نہ کرے۔

وغيرها وفيها كثير من الاحكام
اخذها عن مجرد نظره وهو اء
فصارت في بنيه شرعا متبعا
يقدمونه على الحكم بكتاب
الله وسنة رسول الله صلى الله
عليه وسلم فمن فعل ذلك منهم
فهو كافر يجب قتاله حتى
يرجع الى حكم الله ورسوله
صلى الله عليه وسلم فلا
يحكم سواه في قليل ولا
كثير .

(تفسیر ابن کثیر جلد ۲ صفحہ ۷۴۲، مؤسسة الريان بیروت)

کیا تم نے نہ دیکھا ان لوگوں کو جن کا
دعوئی ہے کہ وہ ایمان لائے اس پر جو (محبوب)
آپ پر اُترا اور اس پر جو آپ سے پہلے اُترا وہ
(منافق) چاہتے ہیں کہ شیطان (یعنی
یہودیوں) کو اپنا حکم بنائیں حالانکہ ان کو حکم یہ
تھا کہ وہ اس کا انکار کریں اور شیطان یہ چاہتا
ہے کہ انہیں بہت دور کی گمراہی میں مبتلا کر

اللہ جل مجدہ نے ارشاد فرمایا:
أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ يَزْعُمُونَ
أَنَّهُمْ آمَنُوا بِمَا نُزِّلَ إِلَيْكَ وَمَا
أُنزِلَ مِنْ قَبْلِكَ يُرِيدُونَ أَنْ
يَتَحَاكَمُوا إِلَى الطَّاغُوتِ وَقَدْ
أُمِرُوا أَنْ يَكْفُرُوا بِهِ وَيُرِيدُ
الشَّيْطَانُ أَنْ يُضِلَّهُمْ ضَلَالًا
بَعِيدًا (النساء: ۶۰)

دے

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

اللہ ذوالجبر والعلی نے ارشاد فرمایا:

وَمَنْ لَّمْ يَحْكَمْ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ فَأُولَئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ ۝
اور جو اللہ کے نازل کردہ (احکام) کے مطابق فیصلہ نہ کرے وہی لوگ کافر ہیں ۝

(المائدہ: ۴۴)

وَمَنْ لَّمْ يَحْكَمْ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ فَأُولَئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ ۝
اور جو اللہ کے نازل کردہ (احکام) کے مطابق فیصلہ نہ کرے تو وہی لوگ ظالم ہیں ۝

(المائدہ: ۴۵)

وَمَنْ لَّمْ يَحْكَمْ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ فَأُولَئِكَ هُمُ الْفٰسِقُونَ ۝
اور جو اللہ کے نازل کردہ احکام کے مطابق فیصلہ نہ کرے تو وہی لوگ فاسق ہیں ۝

(المائدہ: ۴۷)

یہاں اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کے حق میں جو خدا کے نازل کردہ قانون کے مطابق فیصلہ نہ کریں، تین حکم ثابت کیے ہیں۔ ایک یہ کہ وہ کافر ہیں، دوسرے یہ کہ وہ ظالم ہیں، تیسرے یہ کہ وہ فاسق ہیں۔ اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ جو انسان خدا کے حکم اور اس کے نازل کردہ قانون کو چھوڑ کر اپنے یا دوسرے انسانوں کے بنائے ہوئے قوانین پر فیصلہ کرتا ہے وہ دراصل تین بڑے جرائم کا ارتکاب کرتا ہے۔ اولاً اس کا یہ فعل اللہ رب العزت کے حکم کے انکار کا ہم معنی ہے اور یہ کفر ہے۔ ثانیاً اس کا یہ فعل عدل و انصاف کے خلاف ہے کیونکہ ٹھیک ٹھیک عدل کے مطابق جو حکم ہو سکتا ہے وہ تو اللہ عزوجل نے دے دیا، اس لیے جب اس نے اللہ عزوجل کے حکم سے ہٹ کر فیصلہ کیا تو ظلم کیا۔ تیسرے یہ کہ بندہ ہونے کے باوجود جب اس نے اپنے مالک کے قانون سے منحرف ہو کر اپنا یا کسی دوسرے کا قانون نافذ کیا تو دراصل بندگی و اطاعت کے دائرے سے باہر قدم نکالا اور یہی فسق ہے۔ البتہ ان تینوں چیزوں کے مراتب میں فرق ہے جو شخص حکم

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

الہی کے خلاف (یعنی شریعت کے حکم کے خلاف) اس بناء پر فیصلہ کرتا ہے کہ وہ اللہ رب العزت کے حکم کو غلط اور اپنے یا کسی دوسرے انسان کے حکم کو صحیح سمجھتا ہے اور شریعت کے حکم کا استخفاف و استحقار اور تضحیک و توہین کرتا ہے تو وہ مکمل کافر اور ظالم اور فاسق ہے اور جو اعتقاداً حکم الہی کو برحق سمجھتا ہے مگر عملاً اس کے خلاف فیصلہ کرتا ہے وہ اگرچہ خارج از ملت نہیں مگر اپنے ایمان کو کفر، ظلم اور فسق سے مخلوط کر رہا ہے اور گورنر نے نہ صرف اللہ رب العزت کے حکم کی مخالفت کی بلکہ توہین بھی کی لہذا وہ ان تمام آیات کا مصداق ہے۔

(۳) گورنر کے ان اقوال و افعال پر جب علماء نے حکم کفر لگایا اور اسے توبہ تجدید ایمان اور ان اقوال و افعال سے رجوع کا کہا تو اس نے جواباً تکبرانہ انداز میں یہ کلمات کہے کہ ”میں ان فتویٰ لگانے والے علماء کو جوتے کی نوک پر بھی نہیں لکھتا“۔ گورنر نے علماء کے حق میں جو کلمات استعمال کیے ہیں ان میں یقیناً وارثانِ علم نبوت کی صریح توہین اور گستاخی ہے اور فقہاء نے علماء کی گستاخی اور اہانت کو کفر قرار دیا ہے۔ چنانچہ ملا علی قاری متونی ۱۰۱۳ھ لکھتے ہیں:

فی الخلاصة من ابغض	خلاصہ میں ہے کہ جس نے بغیر کسی
عالما من غیر سبب ظاہر خیف	ظاہری سبب سے عالم سے بغض رکھا تو اس پر
علیہ الکفر، قلت الظاہر انہ	کفر کا اندیشہ ہے۔ (ملا علی قاری فرماتے ہیں:)
یکفر..... استخفاف	میں کہتا ہوں: ظاہر یہ ہے کہ اس کی تکفیر کی
بالعلماء مستلزم لاستخفاف	جائے گی سب علماء کا استخفاف انبیاء کرام علیہم
الانبياء علیہم الصلوٰۃ والسلام	السلام کے استخفاف کو مستلزم ہے اس لیے کہ علماء
لان العلماء ورثة الانبياء علیہم	کرام انبیاء عظام علیہم السلام کے وارث ہیں۔
الصلوٰۃ والسلام۔	

(شرح الفقہ الاکبر صفحہ ۲۸، فصل: فی العلم والعماء دارالکتب العلمیہ بیروت)

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

مجمع الانہر شرح ملتقى الابحر میں ہے:

الاستخفاف بالاشراف
سادات اور علماء کا استخفاف کفر ہے۔
والعلماء کفر۔

(مجمع الانہر شرح ملتقى الابحر)

حدیث پاک میں ہے:

عن ابی امامة رضی اللہ
عنہ، قال: قال رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم ثلاثة لا
يستخف بحقهم الا منافق:
ذو الشیبة فی الاسلام،
وذو العلم، وامام مقسط۔
حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت
ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تین
آدمیوں کے حق کی تخفیف کرنے والا منافق
ہے (ایک روایت میں لفظ ہیں: ”بین النفاق“
کھلا منافق) جو اسلام میں بوڑھا ہو، عالم عدل
کرنے والا امام۔

(الجامع الصغیر صفحہ ۲۱۴ رقم الحدیث: ۳۵۳۳، دارالکتب العلمیہ، بیروت)

(۴) گورنر پنجاب کے اس کے علاوہ بہت سے ایسے گھناؤنے کام تھے جن کو ہر خاص و
عام جانتا ہے۔ مثلاً وہ عادی شرابی تھا اور عادی شرابی کے متعلق حدیث پاک میں
ہے:

عن عبد اللہ بن عمرو عن
النبی صلی اللہ علیہ وسلم
قال: لا یدخل الجنة منان ولا
عاق ولا مدمن خمر۔
حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے
مروی ہے کہ نبی مکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:
احسان جتلانے والا جنت میں داخل نہیں ہوگا،
نہ ماں باپ کا نافرمان اور نہ دائمی شراب نوش۔

(سنن نسائی، کتاب: الاثریۃ، باب: الرویۃ فی المدینین فی الخمر، رقم الحدیث: ۵۶۸۳، دارالفکر،

بیروت)

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

حدیث پاک میں ہے:

عن ابن عباس رضی اللہ عنہما
قال: قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم مدمن
الخمر ان مات لقی اللہ کعابد
وثن .
حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے
روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا
کہ عادی شرابی اگر مرے (یعنی بغیر توبہ کے)
تو وہ اللہ سے اس حال میں ملتا ہے جس حال
میں بت پرست ملتا ہے۔

(مسند احمد جلد ۲، رقم الحدیث: ۲۳۹۷، دارالکتب العلمیہ، بیروت) (مصنف عبدالرزاق: ۱۷۰۷۰)

المعجم الکبیر: ۱۲۳۲۸، حلیۃ الاولیاء جلد ۹ صفحہ ۲۵۳، مجمع الزوائد جلد ۵ صفحہ ۳۳)

حدیث پاک میں ہے:

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ
عنه قال: قال رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم لا یشرب
الخمر حین یشرب وهو
مؤمن .
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت
ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب
شرابی شراب پیتا ہے تو وہ مؤمن نہیں ہوتا۔

(صحیح بخاری، کتاب: المظالم، باب: النہی بغیر اذن صاحب، رقم الحدیث: ۲۳۷۵، دارالکتب

العربی، بیروت) (صحیح بخاری، اطراف الحدیث: ۵۵۷۸-۶۷۷۲-۶۸۱۰) (صحیح مسلم، کتاب:

الایمان، باب: نقصان الایمان بالمعاصی، رقم الحدیث: ۲۰۴) (سنن ابن ماجہ، کتاب: الفتن، باب: النہی

عن النہیۃ، رقم الحدیث: ۳۹۳۶، دارالسلام، ریاض) (مسند احمد: ۷۵۲۰-۱۹۶۱۹-۲۵۸۳۰)

سنن نسائی میں ہے:

عن الضبحاء قال: من
مات مدمنا للخمر نضح فی
ضحاک نے کہا کہ جو عادی شرابی ہونے
کی حالت میں مرا تو جب وہ دنیا سے جدا ہو تو

Click For More Books

وجہہ بالحمیم حین یفارق اس کے چہرے پر سخت گرم پانی ڈالا جائے گا۔
الدنیا۔

(سنن نسائی، رقم الحدیث: ۵۶۸۶، دارالفکر)

سلمان تاثیر کے بیٹے نے ایک کتاب لکھی ہے جس میں اس نے اپنے باپ کے احوال بیان کرتے ہوئے کہا کہ میرا باپ خنزیر بہت شوق سے کھاتا تھا، نیز ہندو عورتوں سے نکاح بھی کیا ہوا تھا اور میرے باپ نے قید خانہ کے دوران قرآن پڑھا اور پڑھ کر کہنے لگا کہ اس قرآن میں العیاذ باللہ تعالیٰ میرے کام کی کوئی چیز نہیں۔ خنزیر اور بت پرست عورتوں سے نکاح کی حرمت قطعی قرآن مجید کی نص سے ثابت ہے۔ اللہ رب العالمین نے ارشاد فرمایا:

حرام کیا گیا تم پر مردار اور خون اور خنزیر کا
حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ
گوشت اور وہ جانور جس کے ذبح کے وقت
وَالدَّمُ وَ لَحْمُ الْخِنْزِيرِ وَمَا أُهْلَ
غیر اللہ کا نام لیا گیا ہو۔
لِغَيْرِ اللَّهِ بِهِ . (المائدہ: ۳)
اور خنزیر کا گوشت (تم پر حرام ہے)
أَوْلَحْمِ خِنْزِيرٍ فَإِنَّهُ
کیونکہ (خنزیر) نجس (العین) ہے۔
رِجْسٌ . (الانعام: ۱۴۵)

اس رجس اور نجاست کو وہی لوگ پسند کر سکتے ہیں جو خود رجس اور نجس ہے۔ لفظ
تعالیٰ الخبیثات للخبیثین۔

نیز اللہ رب العزت کا ارشاد ہے:

اور تم کافر عورتوں سے نکاح نہ کرو یہاں
وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكِيْنَ
تک کہ وہ ایمان لے آئیں۔
حَتَّىٰ يُؤْمِنُ بِحَدِّ اللَّهِ . (البقرہ: ۲۲۱)

اور اس پر پوری اُمت کے علماء اعلیٰ مجتہدین عظام اور مفتیان کرام کا اجماع و اتفاق ہے کہ جو خنزیر کو حلال اور حائزِ سمجھ کر کھائے، نیز کافر عورتوں سے نکاح کو حلال سمجھے

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

تو وہ دائرہ اسلام وایمان سے خارج ہے۔

مزید برآں اس کا قرآن مجید کے متعلق یہ انداز استحقار و استخفاف ہے کہ اس قرآن میں میرے مطلب کی کوئی چیز نہیں۔ یقینی، قطعی اور صریح کفر ہے جس میں تاویل کی قطعاً کوئی گنجائش نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب! حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی وجہ سے اُمت کو ایک رخصت کا ملنا

ابتداء میں رمضان کی راتوں میں عورتوں کے ساتھ مباشرت ممنوع تھی، ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ رمضان کی ایک رات میں اپنی ایک بیوی سے مجامعت کر بیٹھے تو قرآن مجید کی یہ آیت نازل ہوئی:

أَحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ إِلَى نِسَائِكُمْ ط (البقرہ: ۱۸۷)

حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ

فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے (دورانِ رمضان ایک رات) سو کر اٹھنے کے بعد آزاد عورت یا لونڈیوں میں سے اپنی کسی ایک بیوی کے ساتھ شبِ باشی کی اور پھر حضور نبی مکرم ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہو کر یہ بیان بھی کر دیا تو اللہ ذوالجبر والعلیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: ”تمہارے لیے روزوں کی راتوں میں اپنی بیوی کے پاس جانا حلال کر دیا گیا ہے“ اللہ تعالیٰ کے اس قول تک ”پھر روزہ رات (کی آمد) تک پورا کرو“۔

عن معاذ بن جبل رضی

اللہ عنہ قال: وكان عمر قد اصاب من النساء من جارية او من حرة بعد ما نام واتى النبي صلى الله عليه وسلم فذكر ذلك له فانزل الله عز وجل (احل لكم ليلة الصيام الرفث الى نسائكم) التي قوله: (ثم اتموا الصيام الى الليل)۔

(مسند احمد جلد ۵ صفحہ ۲۳۶ رقم الحدیث:

۲۲۱۷۷ المصدرک: ۳۰۸۵)

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

ایک اور معاملے میں موافقت ربانی

عن انس رضی اللہ عنہ
قال: قال عمر یعنی ابن
الخطاب رضی اللہ عنہ وافقت
ربی فی اربع نزلت هذه الاية
(ولقد خلقنا الانسان من سلاله
من طین) (المؤمنون: ۱۲) قلت انا
فتبارك الله احسن الخالقين
فنزلت: (فتبارك الله احسن
الخالقين) (المؤمنون: ۱۲)۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے
ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے
فرمایا: چار چیزوں میں میرے رب نے میری
موافقت میں آیات اتاریں (ان میں سے
ایک یہ ہے کہ) جب یہ آیت مبارکہ: ”اور
تحقیق ہم نے انسان کی تخلیق (کی ابتداء) مٹی
(کے کیمیائی اجزاء) کے خلاصہ سے فرمائی“
(المؤمنون: ۱۲) نازل ہوئی تو میں نے کہا: پس
اللہ تعالیٰ برکت والا ہے جو سب سے بہتر
خلقت کرنے والا ہے تو یہ اس کی موافقت میں
آیت نازل ہوئی: ”فتبارك الله احسن
الخالقين“ (المؤمنون: ۱۲)۔

(تفسیر قرطبی جلد ۲ صفحہ ۱۱۲، تفسیر ابن کثیر جلد ۳ صفحہ ۲۳۲، الدر المنثور جلد ۶ صفحہ ۹۲، وقال السيوطي:

اخرج الطيالسي وابن ابي حاتم وابن مردويه وابن عساكر)

بدر کے قیدیوں کے متعلق حضرت عمر کی رائے اور تائید ربانی

بدر کے قیدیوں کے متعلق صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی دو آراء تھیں۔ ایک
رائے یہ تھی کہ ان سے فدیہ لیا جائے اور دوسری رائے یہ تھی کہ ان کو قتل کر دیا جائے۔ پہلی
رائے کے سرخیل حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے اور دوسری رائے کے سرخیل
حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ تھے۔ اللہ رب العزت نے اس معاملے میں قرآن مجید
فرقان حمید کی آیات نازل فرما کے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی رائے کی تائید

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

فرمائی۔ اس کی تفصیل اس حدیث میں ہے۔

امام مسلم روایت کرتے ہیں:

قال ابن عباس رضی اللہ

عنہما: فلما اسرو الاساری

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم لابی بکر و عمر ما ترون

فی هؤلاء الاساری؟ فقال ابو

بکر: یا نبی اللہ! ہم بنو العم

والعشیرة اری ان تاخذ منهم

فدیة فتکون لنا قوة علی

الکفار، فعسی اللہ ان یهدیهم

للاسلام، فقال رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وسلم: ما تری یا ابن

الخطاب؟ قلت: لا، واللہ! یا

رسول اللہ! ما اری الذی رای

ابو بکر، ولکنی اری ان تمکنا

فنضرب اعناقهم، فتمکن علیا

من عقیل، فیضرب عنقه،

وتمکنی من فلان۔ نسیبا لعمر

فاضرب عنقه، فان هؤلاء ائمة

الکفر، وصنادیدها، فهوی

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے

روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت

ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما سے فرمایا کہ ان

(بدر کے) قیدیوں کے متعلق تمہاری کیا رائے

ہے؟ تو حضرت ابو بکر نے عرض کی: اے اللہ

کے نبی! یہ آپ کے عم زاد ہیں اور آپ کے

قبیلہ کے لوگ ہیں، میری رائے یہ ہے کہ آپ

ان سے فدیہ لے لیں، اس سے ہمیں کفار کے

خلاف قوت حاصل ہوگی، اور امید ہے کہ اللہ

تعالیٰ ان کو اسلام کی ہدایت عطا فرمادے گا۔

پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے ابن

خطاب! تمہاری کیا رائے ہے؟ انہوں نے

عرض کی: نہیں! خدا کی قسم! یا رسول اللہ! میری

وہ رائے نہیں ہے جو ابو بکر کی رائے ہے، میری

رائے یہ ہے کہ ہم ان پر قدرت پا کر ان کی

گردنیں اڑادیں۔ علی، عقیل کی گردن اڑادیں

اور میں فلاں (حضرت عمر کا قریبی) کی گردن

اڑادوں، کیونکہ یہ کفار کے ائمہ اور صناید

ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کا میلان حضرت ابو بکر

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

رضی اللہ عنہ کی رائے کی طرف ہوا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رائے کی طرف نہ ہوا۔ (حضرت عمر کا بیان ہے:) دوسرے دن جب میں آیا تو رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابو بکر بیٹھے رو رہے تھے میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! مجھے بتائیے کہ آپ اور آپ کے صاحب کس وجہ سے رو رہے ہیں؟ اگر مجھے از خود رونا آ گیا تو میں روؤں گا ورنہ میں کوشش کر کے روؤں گا۔ تب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمہارے اصحاب نے فدیہ کی رائے دی تھی، تحقیق مجھ پر ان کا عذاب اس درخت سے بھی قریب پیش کیا گیا، میں اس وجہ سے رو رہا ہوں اور اللہ رب العزت نے قرآن مجید کی یہ آیت نازل کی: ”کسی نبی کے یہ لائق نہیں کہ وہ قیدی بنائے حتیٰ کہ وہ زمین میں کافروں کا اچھی طرح خون بہائے..... الی قولہ..... پس تم غنیمت کو حلال اور پاکیزہ سمجھ کو کھاؤ“ (الانفال: ۶۹-۶۷)۔ پھر اللہ تعالیٰ نے غنیمت کو حلال فرما دیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما قال ابو بکر، ولم یہو ما قلت، فلما کان من الغد، جئت فاذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و ابو بکر، قاعدین یبکیان، قلت: یا رسول اللہ! اخبرنی من ای شیء تبکی انت وصاحبک، فان وجدت بکاء بکیت وان لم اجد بکاء تباکیت لبکائکما، فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: ابکی للذی عرض علی اصحابک من اخذہم الفداء، لقد عرض علی عذابہم ادنی من هذه الشجرة. وانزل اللہ عزوجل: ما کان لنبی ان یکون له اسرى حتی یشخن فی الارض) الی قولہ: (فکلوا مما غنمتم حللاً طیباً) (الانفال: ۶۷-۶۹) فاحل اللہ عزوجل الغنیمۃ لهم۔

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

(صحیح مسلم، کتاب: الجہاد والسير، باب: الامداد بالملائكة في غزوة بدر وابطاح الغنائم، رقم الحديث:

۶۵۸۸، دارالکتاب العربی، بیروت) (سنن ابوداؤد، کتاب: الجہاد، باب: في فداء الاسير بالمال، رقم

الحديث: ۲۶۹۰، دارالسلام، ریاض) (مسند احمد، رقم الحديث: ۳۱۲-۲۲۶)

مذکورہ حدیث سے نکات کا استنباط

(۱) اس حدیث سے ایک بات یہ معلوم ہوئی کہ حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی مہمات اور معاملات میں حضرات شیخین سے مشورہ طلب فرماتے اور حضرت صدیق و فاروق، حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خاص مشیر تھے اور مشورہ عموماً اس سے لیا جاتا ہے جو خاص مقرب اور محرم راز ہو اور جس کی امانت، دیانت، فہم و بصیرت پر اعتماد و وثوق ہو۔ حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حامل وحی ہو کر اپنے ان ساتھیوں سے مشورہ لینا، ان کی عظمت اور فضیلت کی بہت بڑی دلیل ہے اور اس کی وجہ خود حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیان فرمائی:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے

عن ابی سعید الخدری

روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

رضی اللہ عنہ، قال: قال رسول

ہر نبی کے دو وزیر آسمان میں ہوتے ہیں اور دو

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: ما

وزیر زمین میں۔ پس بہر حال میرے آسمان

من نبی الا له وزیران من اهل

والوں میں دو وزیر جبرائیل اور میکائیل (علیہما

السماء، ووزیران من اهل

السلام) ہیں اور میرے زمین والوں میں دو وزیر

الارض، فاما وزیرای من اهل

ابوبکر و عمر (رضی اللہ عنہما) ہیں۔

السماء فجبریل و میکائیل، واما

وزیرای من اهل الارض

فابوبکر و عمر۔

(سنن الترمذی، کتاب: المناقب، باب: في مناقب ابوبکر الصديق رضی اللہ عنہ، رقم الحديث:

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

۳۶۸۰ دار المعرفہ بیروت)

(۲) بارگاہِ مصطفیٰ کریم ﷺ میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی منزلت و جاہت اور مرتبہ و مقام حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر ہے کیونکہ حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پہلے حضرت صدیق اکبر سے مشورہ طلب فرمایا اور پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما سے۔

(۳) حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا یہ مشورہ کہ ہر ایک اپنے رشتہ دار کو اپنے ہاتھوں سے قتل کرنے، آپ کے محکم ایمان اور کفر سے شدید نفرت، عداوت اور بغض کی قوی دلیل و برہان ہے۔ اس لیے کہ اپنے رشتہ داروں اور قریبوں کو اپنے ہاتھ سے تیغ کرنے کا مشورہ وہی دے سکتا ہے کہ جس کے نزدیک نسبت ایمان و اسلام ہر چیز سے حتیٰ کہ قرابت داری سے بھی مقدم ہو اور ایمان اس کے دل میں درجہ رسوخ و استحکام تک پہنچ چکا ہو یہ تو رشتہ دار تھے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ تو نسبت ایمان اور محبت رسول ﷺ میں اس قدر منہمک تھے کہ اپنی لخت جگر حضرت حفصہ رضی اللہ عنہ کے متعلق فرمایا کہ اگر حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام مجھے حفصہ کا سر قلم کرنے کا حکم دیں تو خدا کی قسم! میں بلا تامل و بلا تردد حفصہ کا سر خود اپنے ہاتھ سے اڑا دوں گا۔ حدیث کے لفظ ملاحظہ فرمائیں!

امام مسلم روایت کرتے ہیں:

قال عمر رضی اللہ عنہ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا:
واللہ لئن امرنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بضرب عنقہا لا ضربن عنقہا۔
اللہ عزوجل کی قسم! اگر رسول اللہ ﷺ مجھے حفصہ کی گردن اڑانے کا حکم دیں تو میں ضرور اس کی گردن اڑا دوں گا۔

(صحیح مسلم، کتاب: الطلاق، باب: فی الایلاء رقم الحدیث: ۳۶۹۱، دارالکتب العربیہ بیروت)

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

(مسند ابویعلیٰ، جلد اول صفحہ ۶۳، رقم الحدیث: ۱۶۳، دار الفکر، بیروت)

اپنی صلبی بیٹی کے متعلق حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا یہ جملہ فرمانا حضرت عمر کے
رسوخ فی الدین اور کامل الایمان ہونے کی بین دلیل ہے اور اس طرح کا جملہ وہی کہہ
سکتا ہے جس کے دل میں اسلام اور بانی اسلام ﷺ کی قدر و منزلت اور محبت و عقیدت
ہر شے سے حتیٰ کہ اپنی اولاد سے بھی فزوں تر ہو۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے قلب
و باطن میں ایمان کس قدر راسخ ہے اس کا اندازہ اس حدیث سے لگا سکتے ہیں:

عن ابی سعید الخدری حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ
رضی اللہ عنہ قال: قال رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: بینا
انا نائم رأیت الناس یعرضون
علی وعلیہم قمص منها ما یبلغ
الشدی ومنها ما یبلغ دون ذلك
وعرض علی عمر بن الخطاب
وعلیہ قمیص یجرہ قالوا: ماذا
اولت ذلك؟ یا رسول اللہ قال:
الدین - متفق علیہ .

روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی مکرم ﷺ نے
فرمایا: میں سویا ہوا تھا کہ دورانِ خواب میں نے
دیکھا کہ مجھ پر کچھ لوگ پیش کیے جا رہے ہیں
اس حال میں کہ انہوں نے قمیص پہنی ہوئی ہیں
بعض کی قمیص سینے تک تھیں اور بعض لوگوں کی
اس سے بھی کم اور میرے سامنے عمر بن الخطاب
کو پیش کیا گیا، ان پر ایک (اتنی بڑی) قمیص تھی
جسے وہ گھسیٹ رہے تھے۔ حضرت ابوسعید
خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے
دریافت کیا: یا رسول اللہ! آپ نے اس کی کیا
تعبیر فرمائی ہے؟ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے
فرمایا: اس کی تعبیر دین ہے۔

(صحیح بخاری، کتاب: الایمان، باب: تفاصیل اہل الایمان فی الاعمال، رقم الحدیث: ۲۳، و فی

کتاب: فضائل الصحابة، باب: مناقب عمر، رقم الحدیث: ۳۲۸۸) (صحیح مسلم، کتاب: فضائل الصحابة،

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

باب: من فضائل عمر رقم الحدیث: (۲۳۹۰) (سنن الترمذی کتاب: الروایا عن رسول اللہ ﷺ رقم الحدیث: (۲۲۸۵) (سنن النسائی کتاب: الایمان والشرائع باب: زیادة الایمان رقم الحدیث: (۵۰۳) (سنن الدارمی جلد ۲ صفحہ ۷۰ رقم الحدیث: (۲۱۵۱)

(۲) محبت کے تقاضوں میں سے ایک تقاضا یہ ہے کہ انسان اپنے محبوب کے رنگ میں ڈھل جائے۔ محبوب کی خوشی پر محبت بھی شاداں و فرحاں ہو جائے اور محبوب کے غم، گریہ و بکا پر محبت بھی غمگین اور گریہ و بکا کرے۔ یہ حدیث حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی رسول اللہ ﷺ سے شدید محبت پر دلیل ہے کہ جب آپ نے حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کو روتے دیکھا تو سب پوچھتے ہوئے عرض کی کہ میں بھی روؤں گا ورنہ رونے کی کوشش کروں گا۔ سچ ہے کہ محبت اپنے محبوب کا آئینہ دار ہوتا ہے۔

(۵) علماء نے الانفال کی آیت کریمہ کے متعلق لکھا ہے کہ اس آیت کا مطلب یہ نہیں کہ مسلمانوں نے جو فدیہ لیا تھا اس کی وجہ سے وہ عذاب کے مستحق تھے کیونکہ اس سے پہلے فدیہ لینے کی ممانعت نہیں کی گئی تھی پھر فدیہ لینا عذاب کا سبب اور باعث کیسے ہو سکتا تھا بلکہ اس کی وجہ یہ تھی کہ پہلی شریعتوں میں مالِ غنیمت لینا حرام تھا اور ابھی اس کے حلال ہونے کا حکم نازل نہیں ہوا تھا اور جب مسلمانوں نے بلا اجازت کافروں کا مالِ غنیمت لوٹ لیا تو یہ آیت نازل ہوئی۔ امام ترمذی روایت کرتے ہیں:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے	عن ابی ہریرۃ رضی اللہ
ہیں کہ نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: تم سے پہلے بنی	عنه عن النبی صلی اللہ علیہ
آدم میں سے کسی کے لیے بھی مالِ غنیمت حلال	وسلم قال: لم تحل الغنائم
نہیں کیا گیا آسمان سے ایک آگ نازل ہوتی	لاحد سود الرؤوس من قبلکم

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

كانت تنزل نار من السماء
فتاكلها . قال سليمان الاعمش
فمن يقول هذا الا ابو هريرة
الآن فلما كان يوم بدر وقعوا
في الغنائم قبل ان تحل لهم
فانزل الله تعالى: (لو لا كتاب
من الله سبق لمسكم فيما
اخذتم عذاب عظيم) .

اور مالِ غنیمت کو کھا جاتی۔ سلیمان اعمش نے کہا
کہ اس بات کو اب ابو ہریرہ کے سوا کون بیان
کر سکتا ہے اور جب جنگ بدر ہوئی تو مالِ
غنیمت کی حلت کے حکم نازل ہونے سے پہلے
مسلمانوں نے مالِ غنیمت لوٹنا شروع کر دیا۔
اس وقت یہ آیت نازل ہوئی: ”اگر پہلے سے
(معافی کا حکم یا حلت غنیمت) اللہ کی طرف
سے لکھا ہوا نہ ہوتا تو تم نے جو مال لیا تھا اس کی
وجہ سے ضرور تمہیں بڑا عذاب پہنچتا۔“ یہ
حدیث حسن صحیح ہے۔

(سنن الترمذی کتاب: تفسیر القرآن باب: ومن سورة الانفال رقم الحدیث: ۳۰۸۵ دار المعرفۃ
بیروت) (مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۱۴ صفحہ ۳۸۸، السنن الکبریٰ للنسائی رقم الحدیث: ۱۱۱۲۰۰، المستدرک
صحیح ابن حبان رقم الحدیث: ۳۸۰۶، مسند احمد رقم الحدیث: ۲۳۷۷، التمهید لابن عبد البر جلد ۶ صفحہ ۲۵۲،
السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۶ صفحہ ۲۹۱-۲۹۰)

موافقت وحی کے متعلق تین عدد مزید روایات

☆ جب اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر بعض منافقین نے تہمت لگائی
تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: ”سبحانک هذا بهتان عظیم“ پھر انہیں
لفظوں سے یہ آیت نازل ہوئی۔ (طبرانی)

☆ ایک اسرائیلی نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے پوچھا: تم پر وحی کون لاتا ہے؟
فرمایا: جبریل کہا: وہ تو ہمارا دشمن ہے آپ نے فرمایا: جو اللہ فرشتوں اس کے
رسولوں اور جبریل و میکائیل کا دشمن ہے وہ جان لے کہ اللہ تعالیٰ بھی اس کا دشمن

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

ہے۔ اس جواب کی تائید میں یہ آیت نازل ہوئی:

مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِلَّهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَرُسُلِهِ وَجِبْرِيلَ وَمِيكَالَ فَإِنَّ اللَّهَ
عَدُوٌّ لِلْكَافِرِينَ ۝ (البقرہ: ۹۸)

☆ ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سوئے ہوئے تھے ایک شخص نے بغیر اجازت گھر
میں داخل ہو کر آپ کو جگا دیا، آپ نے دعا کی: اے اللہ! بلا اجازت گھروں میں
داخلہ کو حرام قرار فرما دے! تو یہ آیت نازل ہوئی:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا
تَدْخُلُوا بُيُوتًا غَيْرَ بُيُوتِكُمْ حَتَّى
تَسْتَأْذِنُوا وَتَسَلِّمُوا عَلَى
أَهْلِهَا ۝ (النور: ۲۷)

اے ایمان والو! بغیر اجازت دوسروں
کے گھروں میں داخل نہ ہو جب تک اجازت نہ
لے لو اور ان کے رہنے والوں پر سلام نہ کر لو۔

(تاریخ الخلفاء امام سیوطی)

ان دلائل و شواہد سے معلوم ہوا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ موقر، ملہم، مفہم اور محدث
خیر امر تھے۔ آپ کی زبان وحی و سکینہ کی ترجمان تھی اور جب بھی آپ کی زبان پر کوئی
کلمہ آیا، وہ عین حق و صواب تھا اور آپ کی فکر و رائے وحی کے موافق اور کلام الہی کے
مطابق تھی۔

حضور اقدس علیہ السلام نے حضرت عمر کو اصابت رائے کی دعا دی

ایک آدمی نے حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اقتداء میں نماز پڑھی، جو نبی حضور
اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سلام پھیرا تو اس نے کھڑے ہو کر دو گانہ پڑھنے شروع کر
دیئے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اس کی طرف کھڑے ہوئے اور اس کے کندھوں
سے پکڑ کر اسے بٹھا دیا۔

اجلس فانه لم يهلك اهل بيته جا! کیونکہ اہل کتاب اسی لیے ہلاک

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

الکتاب الا انہم لم یکن بین ہوئے کہ وہ اپنی نمازوں کے درمیان فصل نہیں صلواتہم فصل ۔ کرتے تھے۔

حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی چشمانِ اقدس اٹھائیں اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو اس دعائے دلنواز سے نوازا:

اصاب اللہ بك يا ابن اے ابن خطاب! اللہ (عزوجل) تمہیں الخطاب ۔ تمہاری صوابدید اور اصابت رائے پر مستقیم اور ثابت رکھے۔

(سنن ابوداؤد کتاب: الصلوٰۃ، باب: فی الرجل یتطوع فی مکانہ الذی صلی فیہ المکتوبۃ، رقم

الحدیث: ۱۰۰۷، دارالسلام ریاض)

نطق نبت سے حضرت عمر کے لیے بشاراتِ جنت

حضرت عمر وہ خوش نصیب اور بیدار بخت شخصیت ہیں کہ جنہیں حضور اقدس علیہ السلام کی زبانِ اقدس سے ایک بار نہیں بلکہ متعدد مجالس میں متعدد بار جنت کی بشارت ملی اور زبانِ مصطفیٰ ﷺ سے کسی کے لیے جنت کی بشارت کا صدور یقیناً اللہ رب العزت کی وحی کے بغیر ممکن نہیں۔ لہذا جو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو جہنمی کہے وہ نہ صرف یہ کہ حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تردید، تکذیب اور تغلیط کر رہا ہے بلکہ اس واسطے سے اللہ رب العزت کی بھی تکذیب کر رہا ہے۔ زبانِ مصطفیٰ ﷺ سے نکلا ہوا ہر حرف حق، سچ، یقینی، قطعی اور عین صواب ہے جس کی حقانیت اور صداقت میں تذبذب اور تشویش صرف اسی کو لاحق ہو سکتی ہے جس کا دل نورِ ایمان سے خالی ہے۔ اللہ رب العزت نے اپنے حبیبِ مکرم ﷺ کی اس شان کو بیان فرمایا: ”وما ینطق عن الہوی ان هو الا وحی یوحی“ اور میرا محبوب اپنی خواہش سے کلام نہیں کرتا، وہ نہیں مگر اس وحی سے جو ان کی طرف کی جاتی ہے۔ نیز حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی اس

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

شان کو بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

والذی نفسی بیدہ ما
یخرج منه الا حق .
اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت
میں میری جان ہے! میرے دہن اقدس سے
حق کے سوا کچھ نہیں نکلتا۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے لیے حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بشارات
جنت ملاحظہ فرمائیں!

(۱) عن سعید بن زید رضی
اللہ عنہ، قال: قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم: عشرة
فی الجنة، ابوبکر فی الجنة،
وعمر فی الجنة، وعثمان و
علی..... الحدیث .
حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ سے
مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دس
آدمی جنتی ہیں: ابوبکر جنتی ہے، عمر جنتی ہے، عثمان
اور علی جنتی ہیں..... الی آخر الحدیث۔

(سنن الترمذی، کتاب: المناقب عن رسول اللہ ﷺ، باب: مناقب سعید بن زید، رقم الحدیث:

۳۷۵۷، دار المعرفۃ، بیروت) (سنن نسائی، کبریٰ، رقم الحدیث: ۸۱۹۰، المستدرک: ۵۸۹۸)

(۲) عن سعید بن زید بن
عمرو بن نفیل رضی اللہ عنہ
انہ قال: کنا مع رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم بحراء
فقال: اثبت حراء فانہ لیس
علیک الا نبی او صدیق او
شہید قبل، ومنہم؟ قال:
حضرت سعید بن زید بن عمرو بن نفیل
سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ ہم حضور نبی
اکرم ﷺ کے ہمراہ جبل حراء پر تھے کہ
آپ ﷺ نے فرمایا: اے حراء! ٹھہر جا!
کیونکہ تجھ پر نبی، صدیق اور شہید ہی تو ہیں۔
پوچھا گیا: وہ کون تھے؟ فرمایا: حضور نبی
اکرم ﷺ، حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت

Click For More Books

رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم و ابو بکر و عمر و
عثمان و علی و طلحة و الزبیر
و سعد و عبد الرحمن بن عوف
رضی اللہ عنہم قیل فمن
العاشر قال: انا .

عثمان، حضرت علی، حضرت طلحہ، حضرت زبیر،
حضرت سعد اور حضرت عبدالرحمن بن عوف۔
پوچھا گیا: دسواں کون تھا؟ فرمایا: میں تھا۔

(سنن الترمذی، کتاب: المناقب عن رسول اللہ ﷺ، باب: مناقب سعید بن زید، رقم الحدیث: ۳۷۵۷) (سنن نسائی، رقم الحدیث: ۸۱۹۰، المستدرک: ۵۸۹۸)

(۳) عن قتاده: ان انس بن
مالك رضی اللہ عنہ حدثہم ان
النبی صلی اللہ علیہ وسلم
صعد احدا و ابو بکر و عمر و
عثمان فرجف بہم فقال: اثبت
احد، فانما علیک نبی و صدیق
و شہیدان .

حضرت قتادہ روایت کرتے ہیں کہ
حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے انہیں
حدیث بیان کی کہ نبی مکرم ﷺ، حضرت ابو بکر،
حضرت عمر، حضرت عثمان رضوان اللہ علیہم
اجمعین اُحد پہاڑ پر چڑھے تو وہ حرکت میں آ
گیا، حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:
اُحد ٹھہر جا! تجھ پر نبی، صدیق اور دو شہید ہیں
(اور شہید نص قرآن سے جنتی ہے)۔

(صحیح بخاری، کتاب: فضائل اصحاب النبی ﷺ، باب: ۳۳، رقم الحدیث: ۳۶۷۵، دار الکتاب
العربی، بیروت) (صحیح بخاری، اطراف الحدیث: ۳۶۸۶-۳۶۹۹) (سنن ابوداؤد، کتاب: السنۃ، باب:
فی الخلفاء، رقم الحدیث: ۳۶۵۱، دار السلام، ریاض) (سنن الترمذی، کتاب: المناقب، باب: فی مناقب
عثمان بن عفان، رقم الحدیث: ۳۶۹۷، دار المعرفۃ، بیروت) (مسند احمد: ۲۳۳۵۷)

(۴) عن ابی ہریرۃ رضی اللہ
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے

Click For More Books

عنه قال: بينا نحن عند رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذ
قال: بينا انا نائم رایتنی فی
الجنة فاذا امرأة تتوضا الی
جانب قصر فقلت: لمن هذا
القصر؟ قالوا: لعمر، فذکرت
غیرتہ فولیت مدبراً فبکی عمر
وقال: اعلیک اغار یا رسول
اللہ؟ متفق علیہ۔

ہیں کہ ہم حضور نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں
حاضر تھے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: میں سویا ہوا
تھا کہ میں نے خود کو جنت میں پایا وہاں میں
نے ایک محل کے کونے میں ایک عورت کو وضو
کرتے ہوئے دیکھا، میں نے پوچھا: یہ محل کس
کا ہے؟ جواب ملا: عمر فاروق کا (میں نے اند
جانے کا ارادہ کیا) پس مجھے عمر فاروق کی
غیرت یاد آ گئی۔ اس لیے میں اُلٹے پاؤں
لوٹ آیا، پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ رو
لگے اور عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا میں آپ
بھی غیرت کر سکتا ہوں؟

(صحیح بخاری کتاب: فضائل الصحابة؛ باب: مناقب عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ رقم الحدیث
۳۳۷۷ وفی کتاب: بدء الخلق؛ باب: ما جاء فی صفة الجنة رقم الحدیث: ۳۰۷۰ وفی کتاب: النکاح؛ باب
الغیرة رقم الحدیث: ۳۹۲۹) (صحیح مسلم کتاب: فضائل الصحابة؛ باب: من فضائل عمر رقم الحدیث
۲۳۹۵) (سنن نسائی الکبریٰ: ۸۱۲۹ صحیح ابن حبان: ۶۸۸۸)

(۵) عن ابی بن کعب رضی
اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم اول من
یصافحه الحق عمر رضی اللہ
عنه واول من یسلم علیہ واول
من یأخذ بیده فیدخله الجنة۔

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے
روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا
حق تعالیٰ (اپنی شان کے مطابق) سب سے
پہلے جس شخص سے مصافحہ فرمائے گا وہ عمر
اور سب سے پہلے جس شخص پر سلام بھیجے گا اور
سب سے پہلے جس کا ہاتھ پکڑ کر جنت میں

Click For More Books

داخل فرمائے گا وہ بھی عمر ہے۔

(سنن ابن ماجہ مقدمہ باب: فضل عمر رقم الحدیث: ۱۰۴۰ دارالسلام ریاض) (المستدرک رقم الحدیث: ۲۲۸۹ المعجم الاوسط للطبرانی رقم الحدیث: ۵۵۸۴ مسند الفردوس جلد ۱ صفحہ ۲۵ رقم الحدیث: ۲۶)

(۶) عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا صحابہ ذات یوم: من شهد منکم الیوم جنازۃ؟ قال عمر: انا قال من عاد منکم مریضاً؟ قال عمر: انا قال: من تصدق؟ قال عمر: انا قال: من اصبح صائماً؟ قال عمر: انا قال: وجبت وجبت۔ (مسند احمد جلد ۳ صفحہ ۱۱۸ رقم الحدیث: ۲۲۰۲ مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۲ صفحہ ۲۲۲ رقم الحدیث: ۱۰۸۲۳ مجمع الزوائد جلد ۳ صفحہ ۱۶۳)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا: ایک دن حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ سے پوچھا: آج کس نے جنازہ پڑھا ہے؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آج کس نے کسی مریض کی تیمارداری کی ہے؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آج کس نے صدقہ کیا ہے؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آج کون روزے سے رہا؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (عمر کے لیے جنت) واجب ہوگئی، واجب ہوگئی۔

(۷) عن ابی موسیٰ رضی اللہ عنہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم دخل حائطاً وامرنی بحفظ باب الحائط فجاء رجل

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک باغ میں داخل ہوئے اور مجھے باغ کی حفاظت پر مامور فرمایا پس ایک آدمی نے آکر اندر آنے

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

کی اجازت طلب کی تو آپ نے فرمایا: اسے اجازت دے دو اور جنت کی بشارت بھی دے دو، دیکھا تو وہ ابو بکر رضی اللہ عنہ تھے پھر دوسرے شخص نے آکر اجازت طلب کی تو آپ ﷺ نے فرمایا: اسے بھی اجازت دو اور جنت کی بشارت دے دو، دروازہ کھولا تو وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ تھے پھر ایک اور شخص آیا اور اس نے بھی اجازت طلب کی تو آپ ﷺ تھوڑی دیر خاموش رہے پھر فرمایا: اسے بھی اجازت دے دو اور جنت کی بشارت دے دو، ان مصائب و مشکلات کے ساتھ جو انہیں پہنچیں گی، دیکھا تو وہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ تھے۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جنتیوں میں جو بلند درجات والے ہیں ان کو نچلے درجات والے اس طرح دیکھیں گے جس طرح آسمان کے کناروں میں سے کسی کنارے پر روشن ستارے کو دیکھا جاتا ہے اور ان بلند درجات والوں میں ابو بکر و عمر بھی ہوں گے اور وہ بہت زیادہ نعمتوں میں ہوں گے۔

یستاذن فقال: ائذن له وبشره بالجنة فاذا ابو بکر رضی اللہ عنہ ثم جاء آخر يستاذن فقال: ائذن له وبشره بالجنة فاذا عمر رضی اللہ عنہ ثم جاء آخر يستاذن فسكت هنيهة ثم قال: ائذن له وبشره بالجنة على بلوى تصيبه . فاذا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ .

(صحیح بخاری، کتاب: فضائل الصحابة؛ باب: مناقب عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ؛ رقم الحدیث: ۳۳۹۲، دارالکتب العربی، بیروت)

(۸) عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ، قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: ان اهل الدرجات العلی لیراهم من تحتهم کما یرى الکوکب الدری فی الافق من آفاق السماء، وان ابا بکر و عمر منهم وانعماء .

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

(سنن الترمذی کتاب: المناقب باب: فی مناقب ابی بکر وعمر رقم الحدیث: ۳۶۵۸ بیروت)
(سنن ابوداؤد کتاب: الحروف باب الاوّل رقم الحدیث: ۳۹۸۷ دارالسلام ریاض) (المعجم الصغیر جلد ۱
صفحہ ۲۲۰ المعجم الاوسط جلد ۳ صفحہ ۳۳۰ المعجم الکبیر جلد ۲ صفحہ ۲۵۴ مسند احمد رقم الحدیث: ۱۱۵۱۱-۱۲۰۰۸-
۱۲۲۰۴-۱۲۲۶۲ اسد الغابہ جلد ۳ صفحہ ۲۲۳ دارالکتاب العربی بیروت)

(۹) عن علی ابن ابی طالب
قال: كنت مع النبی صلی اللہ
علیہ وسلم فاقبل ابو بکر و
عمر فقال لی النبی صلی اللہ
علیہ وسلم یا علی ہذان سیدا
کھول اهل الجنة من الاولین
والآخرین الا النبین والمرسلین .
ثم قال لی: یا علی لا تخبرهما .
حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ
فرماتے ہیں کہ میں نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا
کہ سامنے سے حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما
آئے تو حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے
مجھے فرمایا کہ یہ دونوں نبیوں اور رسولوں کے بعد
اہل جنت کے ادھیڑ عمر کے لوگوں کے سردار
ہوں گے۔ (حضرت علی فرماتے ہیں:) پھر
حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مجھے فرمایا:
اے علی! ان دونوں کو خبر نہ دینا۔

(سنن الترمذی کتاب: المناقب باب: فی مناقب ابی بکر وعمر رقم الحدیث: ۳۶۶۶ دارالمعرفۃ
بیروت) (مسند احمد رقم الحدیث: ۶۱۲ اسد الغابہ جلد ۳ صفحہ ۲۲۳)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی فضیلت میں چند آیات

اللہ رب العالمین نے ارشاد فرمایا:

وَإِذَا جَاءَكَ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ
بِآيَاتِنَا فَقُلْ سَلَّمَ عَلَيْكُمْ كَتَبَ
رَبُّكُمْ عَلَيَّ نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ لَا
اور جب آپ کے پاس وہ لوگ آئیں جو
ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں تو آپ کہیں: تم
پر سلام ہو! تمہارے رب نے (محض اپنے کرم
(الانعام: ۵۳) سے) اپنے اوپر رحمت کو لازم کر لیا ہے۔

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی تائید میں جتنی قرآن کی آیات نازل ہوئیں (جن میں سے چند ایک کا ذکر سابقہ صفحات میں ہوا) وہ آیات دراصل حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی عظیم منقبت، فضیلت اور عند اللہ و جاہت منزلت اور عزت پر دلیل ہیں۔ لیکن ان آیات میں صرف آپ کی رائے کی تائید تھی اور مذکورہ آیت میں آپ کی شخصی اور ذاتی فضیلت کو بیان کیا ہے۔ اکثر مفسرین کے نزدیک مذکورہ آیت کریمہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے پر نازل ہوئی۔ ان میں سے چند مفسرین کے حوالہ جات ملاحظہ فرمائیں:

علامہ ابن جوزی (زاد المسیر جلد ۳ صفحہ ۴۹-۴۸، مکتب اسلامی بیروت) امام فخر رازی (تفسیر کبیر جلد ۵ صفحہ ۴، دار الفکر بیروت) امام ابو عبد اللہ محمد بن احمد قرطبی (تفسیر القرطبی جلد ۶ صفحہ ۳۹۸، مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ) حافظ ابن کثیر متوفی ۷۷۷ھ (تفسیر ابن کثیر جلد ۲ صفحہ ۸۱۶، مؤسسة الریان بیروت) قاضی ثناء اللہ پانی پتی متوفی ۱۱۴۳ھ (تفسیر مظہری جلد ۲ صفحہ ۴۵۶، مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ) امام بغوی شافعی متوفی ۵۱۶ھ (تفسیر معالم التنزیل جلد ۲ صفحہ ۸۲، دار الکتب العلمیہ، بیروت) علامہ جار اللہ محمد بن عمر الزمخشری الخوارزمی متوفی ۵۳۸ھ (تفسیر الکشاف صفحہ ۳۳۰، دار المعرفہ، بیروت)

اس آیت کریمہ سے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی فضیلت کے متعلق چند باتیں معلوم ہوئیں:

(۱) حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اپنے ایمان میں مخلص تھے اور آپ کا ایمان اللہ جل مجدہ کی بارگاہ میں مقبول تھا، جس پر دلیل ”یؤمنون بایاتنا“ کا جملہ ہے۔ اگر آپ کے دل میں کسی قسم کا نفاق، کجی، مفاد پرستی یا لالچ ہوتا تو وہ اللہ رب العزت سے یقیناً نہ چھپ سکتا۔ سو جب علیم بذات الصدور نے آپ کے ایمان پر مہر تصدیق لگا دی تو کسی کی کیا مجال کہ آپ کے مخلص مؤمن ہونے میں شک کرے۔

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

(۲) اللہ رب العزت نے اپنے حبیب مکرم ﷺ کو حکم دیا کہ وہ حضرت عمر کے آنے پر آپ کو سلام کریں۔ اس میں جو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی عظیم منقبت، فضیلت، عزت افزائی اور دلجوئی ہے وہ کسی بھی صاحب عقل و خرد سے مخفی اور پوشیدہ نہیں۔

(۳) سلام کا یہ جملہ دعا کو متضمن ہے اور اس دعا میں بڑی وسعت اور گہرائی ہے اور سلامتی کی یہ دعا دنیا، قبر و برزخ اور آخرت کے ہر ہر لمحہ کو محیط ہے، سو جب حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے لیے سلامتی کی دعا مانگی اور مانگی بھی اللہ جل مجدہ کے حکم سے تو اس کی قبولیت اور استجابت میں کیا شک و شبہ ہو سکتا ہے؟ جس سے معلوم ہوا کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ دنیا، قبر و برزخ اور آخرت کے جمیع مراحل میں سالم اور محفوظ ہیں اور دنیا و آخرت میں سلامتی آپ پر سایہ فگن ہے۔

(۴) ”کتب ربکم علی نفسہ الرحمة“ تمہارے رب نے اپنی ذات پر رحمت کو لازم کر لیا ہے۔ اللہ رب العزت پر بندوں کی طرف سے کچھ لازم نہیں، وہ چاہے کسی کو عذاب دے، چاہے کسی پر رحمت کرے، لیکن حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی شخصیت وہ عظیم شخصیت ہیں کہ اللہ رب العزت نے آپ پر رحمت کرنا اپنے ذمہ کرم سے اپنے اوپر لازم کر لیا ہے۔

(۵) اللہ رب العزت نے اپنی ربوبیت کی اضافت اور نسبت حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی طرف فرمائی اور آپ کو جمع کی ضمیر ”کم“ سے مخاطب فرمایا، جس کا مقصود آپ کو معظم، مکرم اور مشرف بنانا تھا ورنہ اللہ جل مجدہ رب تو ساری کائنات کا ہے، کس قدر عزت افزائی ہے کہ اللہ رب العزت جمیع موجودات و مخلوقات کا رب ہونے کے باوجود فرمائے: ”عمر کارب“۔

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

(۲) اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا:

أَوْ مَنْ كَانَ مَيْتًا فَاحْيَيْنَاهُ
وَجَعَلْنَا لَهُ نُورًا يَمْشِي بِهِ فِي
النَّاسِ كَمَنْ مَثَلُهُ فِي الظُّلُمَاتِ
لَيْسَ بِخَارِجٍ مِنْهَا ط .
اور کیا وہ جو مردہ تھا تو ہم نے اسے زندہ
کیا اور اس کے لیے ایک نور بنا دیا جس سے
لوگوں میں چلتا ہے وہ اس جیسا ہو جائے گا جو
اندھیروں میں ہے۔

(الانعام: ۱۲۲)

اس آیت کریمہ میں مردہ ہونے سے مراد کافر ہونا ہے اور ”فاحیینہ“ سے مراد
اس کا مسلمان ہونا ہے اور ”نور“ سے مراد نور بصیرت، فکر صائب اور ملہم و موثق ہونا ہے۔
جس کے فیض سے اُمّت محمدی ﷺ تا قیامت مستفیض و مستفید ہوتی رہے گی۔ اور اس
ذات سے مراد حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ ہیں۔ چنانچہ درج ذیل مفسرین نے
اس آیت کریمہ سے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی ذات مراد لی ہے۔

امام ابن ابی حاتم متوفی ۳۲۷ھ (تفسیر ابن ابی حاتم جلد ۴ صفحہ ۱۳۸۱ مکتبہ نزار
مصطفیٰ) امام ابو جعفر محمد بن جریر الطبری متوفی ۳۱۰ھ (تفسیر طبری جلد ۵ صفحہ ۳۳۲-۳۳۱
دارالکتب العلمیہ بیروت) امام ابن جریر کے الفاظ یہ ہیں:

عن الضحاک فی قوله تعالیٰ: او من کان میتا فاحییناہ وجعلنا لہ نورا
یمشی بہ فی الناس قال عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کمن مثلہ فی
الظلمات قال: ابو جہل بن ہشام .

مزید ان مفسرین نے نقل کیا:

امام ابو عبد اللہ محمد بن احمد القرطبی (تفسیر القرطبی جلد ۷ صفحہ ۷۰ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)
امام فخر الدین رازی متوفی ۶۰۴ھ (تفسیر الکبیر جلد ۵ صفحہ ۱۵۰ دارالفکر بیروت) حافظ ابن
کثیر دمشقی متوفی ۷۷۳ھ (تفسیر ابن کثیر جلد ۲ صفحہ ۸۵۷ مؤسسۃ الریان بیروت)

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

قاضی ثناء اللہ پانی پتی متوفی ۱۱۲۵ھ (تفسیر المظہری، جلد ۲ صفحہ ۲۹۳، مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ)
علامہ صاوی (تفسیر صاوی جلد ۲ صفحہ ۶۲۲، دار الفکر، بیروت)

(۳) اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا:

لَئِنْ لَّمْ يَنْتَهِ الْمُنَافِقُونَ
وَالَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَّرَضٌ
وَالْمُرْجِفُونَ فِي الْمَدِينَةِ
لَنُغْرِبَنَّكَ بِهِمْ ثُمَّ لَا يُجَاوِرُونَكَ
فِيهَا إِلَّا قَلِيلًا ۝ مَلْعُونِينَ ۗ أَيَّمَا
أَكْفَرُوا أَخْذُوا وَوَقِيلُوا نَكَيْلًا ۝
سُنَّةَ اللَّهِ فِي الَّذِينَ خَلَوْا مِنْ
قَبْلُ ۗ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللَّهِ
تَبْدِيلًا ۝ (الاحزاب: ۶۰-۶۲)

اگر اپنی حرکتوں سے باز نہ آئے منافق
اور جن کے دلوں میں بیماری ہے اور شہر میں
جھوٹی افواہیں اڑانے والے تو ہم آپ کو مسلط
کر دیں گے ان پر پھر وہ نہ ٹھہر سکیں گے آپ
کے پاس مدینہ طیبہ میں مگر چند روز وہ بھی
اس حال میں کہ ان پر لعنت برس رہی ہوگی
جہاں پائے جائیں گے پکڑ لیے جائیں گے اور
ان کو اچھی طرح قتل کر دیا جائے گا ۝ یہ اللہ کی
سنت ان کے متعلق بھی یہی تھی جو پہلے گزر چکے
اور تو اللہ کی سنت میں ہرگز کوئی تغیر و تبدل نہیں
پائے گا ۝

اس آیت کریمہ میں اللہ رب العزت نے سابقہ اقوام اور اُمم ماضیہ کے متعلق اپنی
ایک ایسی سنت بیان کی ہے جس میں ترمیم، ترمیم اور تبدیلی کی گنجائش نہیں اور وہ یہ ہے کہ
کفار و منافقین میں سے جو کوئی اپنے کفر اور اپنے نفاق کی روش پر مستقر اور پکار رہے گا اور
دین کے استیصال اور بیخ کنی کی فکر میں رہے گا اسے چند سزائیں ملیں گی۔

ایک تو یہ کہ وہ لعنتی ہوگا دوسری یہ کہ وہ مباح الدم ہوگا جہاں ملے گا اسے قتل کر دیا
جائے گا اور تیسری سزا منافقین مدینہ کے لیے یہ تجویز فرمائی کہ وہ میرے محبوب ﷺ
کے قرب میں اور دیار مقدس میں زیادہ دیر نہیں رہ سکیں گے بلکہ کچھ ہی عرصے کے بعد ان

Click For More Books

انہا تنفی الرجال کما
مدینہ خراب لوگوں کو (ایسے) باہر نکالتا
تنفی النار خبث الحديد .
ہے جیسے آگ لوہے کے میل کو پھینک دیتی
ہے۔

(صحیح بخاری کتاب: فضائل المدینہ باب: المدینہ تسمى الخبث رقم الحدیث: ۱۸۸۴ بیروت)
(صحیح مسلم کتاب: الحج باب: المدینہ تسمى شرارها رقم الحدیث: ۳۳۳۳) (سنن الترمذی کتاب: تفسیر
القرآن باب: ومن سورة النساء رقم الحدیث: ۳۰۲۸ دار المعرفہ) (مسند احمد جلد ۲ صفحہ ۲۳۷ دلائل النبوة
للبيہقی جلد ۳ صفحہ ۲۲۲)

نیز حدیث پاک میں ہے:

انہا طيبة يعنى المدينة
شہر مدینہ طیب ہے اور یہ میل کچیل کو اس
وانہا تنفی الخبث کما تنفی
طرح دور کرتا ہے جس طرح آگ چاندی کا
النار خبث الفضة .
میل دور کرتی ہے۔

(صحیح بخاری کتاب: التفسیر رقم الحدیث: ۲۳۱۳) (صحیح مسلم کتاب: الحج رقم الحدیث: ۱۳۸۴)
مسند احمد جلد ۵ صفحہ ۱۸۴)

قرآن مجید کی یہ آیت: ”ثم لا يجاورونك الا قليلا“ اور مذکورہ احادیث صحیحہ
اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ جو منافق ہیں وہ حضور نبی مکرم ﷺ کے قرب و جوار میں
زیادہ دیر نہیں رہ سکتے لہذا اگر بقول شیعہ صحابہ کرام بالعموم اور خلفائے ثلاثہ بالخصوص
منافق تھے یا العیاذ باللہ تعالیٰ ان کے دلوں میں کچی تھی تو اللہ رب العزت کے اس فرمان
کے بموجب وہ زیادہ دیر حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قرب و جوار میں نہ رہ سکتے
اور حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام امتثال امر الہی سے ان کو چن چن کر قتل کروا دیتے اور
بحکم باری تعالیٰ: ”يا ايها النبي جاهد الكفار والمنافقين واغلق عليهم“ ان سے
جہاد کرتے اور ان پر غلظت اور سختی کرتے لیکن یہاں تو حال یہ ہے کہ اس آیت کریمہ

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

کے نزول کے بعد بھی حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت، شفقت، عنایت اور لطف و کرم صحابہ کرام پر بالعموم اور حضراتِ خلفائے ثلاثہ پر بالخصوص نہ صرف یہ کہ باقی رہا بلکہ روزِ فزوں بڑھتا چلا گیا۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے داماد بنے، حضراتِ شیخین حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سر بنے اور خاص حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نواسی، حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا اور مولا علی شیر خدا رضی اللہ عنہ کی لختِ جگر، حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کے خاوند اور شوہر بنے (اس پر دلائلِ قاہرہ عنقریب کتبِ شیعہ سے دیئے جائیں گے) اور آج قبرانور میں حضراتِ شیخین رضی اللہ عنہما کا حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام سے قرب، ہر موافق و مخالف پہ عیاں ہے۔ اور ایسا قرب روئے زمین کے کسی فرد بشر کو میسر نہیں۔ سو اگر یہ حضراتِ منافق تھے تو قرآن کی آیت کے بموجب ان کو بھی حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قرب و جوار میں ٹھکانہ نہ ملتا۔ ان پر روزِ فزوں حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی توجہات، عنایات، لطف و کرم اور شفقتوں کا بڑھنا اور ان حضرات کا حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مقرب سے مقرب تر ہوتے جانا، اس امر کی بین، قطعی اور یقینی دلیل ہے کہ یہ حضراتِ منافق نہیں تھے بلکہ خالص، مخلص، مخلص اور وفائیکش مؤمن تھے۔ فجزاہم اللہ تعالیٰ عنا احسن الجزاء!

(۴) اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا:

مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ ط
وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ
رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ تَرَاهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا
يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِنَ اللَّهِ وَرِضْوَانًا
سِيمَاهُمْ فِي وُجُوهِهِمْ مِنْ أَثَرِ
محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں اور ان کے ساتھ والے کافروں پر سخت ہیں اور آپس میں نرم دل، تو انہیں دیکھے گا رکوع کرتے، سجدے میں گرتے، اللہ کا فضل و رضا چاہتے، ان کی علامت ان کے چہروں میں سے سجدوں

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

السُّجُودِ ط ذَلِكَ مَثَلُهُمْ فِي
التَّوْرَةِ ء وَمَثَلُهُمْ فِي الْإِنْجِيلِ ء
كَزَّرِعٍ أَخْرَجَ شَطَاةً فَازَرَّهُ
فَأَسْتَغْلَظَ فَاسْتَوَى عَلَى سَوْقِهِ
يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيظَ بِهِمُ
الْكُفَّارَ ء وَعَدَّ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا
وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ مِنْهُمْ مَغْفِرَةً
وَأَجْرًا عَظِيمًا (الف: ۲۹)

کے نشان ہیں یہ ان کی صفت توریت میں ہے
اور ان کی صفت انجیل میں جیسے ایک کھیتی اس
نے پٹھا نکالا پھر اسے طاقت دی پھر دبیز ہوئی
پھر اپنی ساق پر سیدھی کھڑی ہوئی کسانوں کو
بھلی لگتی ہے تاکہ ان سے کافروں کے دل جلیں
اللہ نے وعدہ کیا ان سے جو ان میں ایمان
والے اور اچھے کاموں والے ہیں بخشش اور
بڑے ثواب کا O

اس آیت کریمہ میں اللہ رب العزت نے اپنے حبیب مکرم ﷺ کے صحابہ کے
چند اوصاف و فضائل بیان کیے جن میں پہلا وصف یہ ہے کہ وہ حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ
والسلام کی معیت رفاقت اور محبت کے حامل ہیں اور یہ وصف چونکہ باقی تمام اوصاف
سے فائق ہے اس لیے اس کا ذکر سب سے مقدم ہے۔ دوسرا وصف یہ کہ صحابہ کرام
کافروں پر سخت ہیں اور تیسرا وصف یہ ہے کہ مؤمنین پر رحم دل اور نرم ہیں اور یہ دونوں
اوصاف صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ایمان محکم اور کامل الاسلام ہونے پر واضح
دلیل ہیں۔ چوتھا وصف یہ بیان فرمایا کہ وہ اللہ رب العزت کی رضا اور خوشنودی کے
طالب، متمنی اور متلاشی ہیں اور یہ وصف صحابہ کرام کے اخلاص، للہیت، بے نفس اور مخلص
ہونے پر دلیل قاطع ہے۔ پانچواں وصف اور فضیلت یہ بیان فرمائی کہ جس طرح ان کا
ذکر خیر قرآن مجید میں موجود ہے اسی طرح ان کا تذکرہ توریت و انجیل میں بھی موجود
ہے اور یہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی کس قدر عظمت، عزت، منزلت، علوم مرتبت
اور خداداد وجاہت ہے کہ ان کے اجسادِ عنصری کے منصہ شہود میں آنے سے قبل ہی ان کا
ذکر خیر آفاق میں جاری و ساری تھا۔ چھٹا وصف یہ بیان ہوا کہ جب ان کا ذکر خیر ان

Click For More Books

کے موجود ہونے سے قبل ہی تھا تو یقیناً وجود میں آنے کے بعد جب انہوں نے دین اسلام کی اشاعت اور فروغ کے لیے اعلیٰ کلمۃ اللہ اور شجر دین کی آبیاری کے لیے اپنی فکری، علمی، ذہنی اور جسمانی تمام صلاحیتیں صرف کر دیں، اپنا مال، کنبہ، وطن، اعزہ و اقارب سب کچھ لٹا کر آفاق عالم کے ایوان ہائے کفر و باطل آوازہ حق اور پرچم توحید و رسالت بلند کیا تو یقیناً ان کی عظمت، عزت اور علوم مرتبت کو چار چاند لگ گئے جسے دیکھ کر کفار بغض، حسد، کینہ، نفرت اور عداوت میں جلتے ہیں۔ اور یہ اس پر دلیل ہے کہ آج بھی جو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے بغض و عداوت رکھے اور ان کی توہین و تحقیر کرے اور ان کے اخلاص، ایمان، ایقان و عرفان اور ایثار میں شک کرے، اس کا شمار گروہ کفار سے ہو گا۔ یہی وجہ ہے کہ جب حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ جو بندہ جمیع صحابہ کی تکفیر کرتا ہے (جیسا کہ شیعہ کا عقیدہ ہے ارتد الناس الا ثلاث) اس کے متعلق کیا حکم ہے؟ تو عالم مدینہ امام مالک علیہ الرحمۃ نے فرمایا: وہ کافر ہے۔ اس آدمی نے دلیل مانگی تو آپ نے یہ آیت کریمہ پڑھی: ”لِغِيظِ بِهِمُ الْكُفَّارَ“۔

اور ساتویں فضیلت یہ بیان فرمائی کہ اللہ رب العزت نے اپنے محبوب ﷺ کے صحابہ سے جو کہ صاحبان ایمان بھی اور صالح و متقی بھی ان سے مغفرت کا اور بہت بڑے اجر کا وعدہ فرمایا ہے اور یقیناً اللہ رب العزت کا وعدہ پورا ہو کر رہے گا اور اس کا خلاف ہونا ناممکن، محال اور ممتنع بالذات ہے۔ اور وعدہ بھی اجر عظیم کا، جس کی وسعت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ قرآن مجید میں پوری دنیا کی متاع کو قلیل فرمایا گیا، سو جب قلیل کی وسعت کا یہ عالم ہے کہ وہ احاطہ احصاء اور شمار سے باہر ہے تو اس اجر عظیم کی وسعت کا عالم کیا ہوگا؟

اس آیت کریمہ کا شمول اور عموم تو اگرچہ جمیع صحابہ کرام کے لیے ہے لیکن بعض مفسرین نے بیان کیا ہے کہ یہاں ”والذین معہ“ سے مراد حضرت ابو بکر صدیق رضی

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

اللہ عنہ ہیں۔

”اشداء علی الکفار“ سے مراد حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ ہے۔

”رحماء بینہم“ سے مراد حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ ہیں۔

”تُرَامم رُكْعًا سَجْدًا يَتَغَوْنُ فَضْلًا مِنَ اللَّهِ وَرِضْوَانًا“ کے مصداق

حضرت سیدنا مولا علی شیر خدا رضی اللہ عنہ ہیں۔

اللہ رب العزت نے خلقائے راشدین کی ذواتِ قدسیہ میں جس وصف کا غلبہ تھا

اس وصف کے ساتھ ان کا ذکر فرمایا۔

حضرت عمر کا ”اشداء علی الکفار“ ہونے کی چند مثالیں

چنانچہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی جس وصف کے ساتھ اللہ رب العزت نے

فضیلت بیان فرمائی اور ان میں جس وصف کا غلبہ تھا وہ یہ ہے: ”اشداء علی الکفار“۔

اگرچہ باقی سب صحابہ کفار پر سخت تھے لیکن کتب احادیث شاہد ہیں کہ جتنی سختی کفار پر

حضرت عمر کی طبیعت اور مزاج میں تھی اور کفار کے لیے جس قدر بغض، عداوت، نفرت اور

غلظت حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے قلب اطہر میں تھی اتنی کسی اور کے دل میں

نہیں۔ اس کی چند مثالیں ملاحظہ فرمائیں جن میں سے کچھ کی تفصیل سابقہ صفحات میں

گزر چکی ہیں: (۱) مثلاً حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی

حاکیت کو تسلیم نہ کرنے والے منافق کو قتل کرنا (۲) بدر کی جنگ کے بعد حضرت عمر فاروق

رضی اللہ عنہ کا اپنے قریبی رشتہ داروں کو اپنے ہاتھ سے قتل کرنے کا مشورہ دینا

(۳) عبداللہ بن ابی رئیس المنافقین کے نمازِ جنازہ میں حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کو

شرکت نہ کرنے کا مشورہ دینا۔ اور چند احادیث یہ ہیں:

(۴) عن ابی سعید الخدری حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے

رضی اللہ عنہ قال: بینا النبی روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ ایک روز نبی

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

صلی اللہ علیہ وسلم یقسم ذات یوم قسما فقال ذوالخویصرة رجل من بنی تمیم: یا رسول اللہ! اعدل قال: ویلک من یعدل اذا لم اعدل؟ فقال عمر: ائذن لی فلا ضرب عنقه قال: لا.....الی آخر الحدیث (وفی روایة احمد: قال عمر بن الخطاب: یا رسول اللہ! دعنی اقتل هذا المنافق الخبیث .

مکرم صلی اللہ علیہ وسلم مال (غنیمت) تقسیم فرما رہے تھے تو ذوالخویصرہ نامی شخص جو بنو تمیم قبیلہ سے تھا، نے کہا: یا رسول اللہ! انصاف کیجئے! آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: تُو ہلاک ہو! اگر میں انصاف نہ کروں تو اور کون انصاف کرے گا؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: مجھے اجازت دیں کہ اس کی گردن اڑا دوں؟ حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: نہیں! (مسند احمد کی روایت میں لفظ ہیں کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یا رسول اللہ! مجھے اجازت دیں کہ میں اس خبیث منافق کو قتل کر دوں۔

(صحیح بخاری کتاب: الادب باب: ما جاء فی قول الرجل ویلک رقم الحدیث: ۵۸۱۱ وفی کتاب: استتابة الرتدين والعائین وقتالہم باب: من ترک قال الخوارج رقم الحدیث: ۶۵۳۳) (صحیح مسلم کتاب: الزکاة باب: ذکر الخوارج رقم الحدیث: ۱۰۶۳) (سنن الکبریٰ للنسائی رقم الحدیث: ۸۵۶۰) مسند احمد رقم الحدیث: ۱۱۶۳۹ صحیح ابن حبان رقم الحدیث: ۶۷۴۱، سنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۷ صفحہ ۱۷۱ مصنف عبدالرزاق جلد ۱ صفحہ ۱۶۶)

(۵) صلح حدیبیہ کے موقع پر جب حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کفار کی چند سخت شرطوں کو تسلیم کیا تو مسلمانوں پر یہ بڑا شاق گزرا حتیٰ کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت عالی میں حاضر ہوئے اور عرض کی: یا رسول اللہ! کیا ہم حق پر اور وہ کافر

البننا علی الحق، وهم

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

علی الباطل، ایس قتلانا فی باطل پر نہیں ہیں؟ کیا ہمارے مقتول جنت میں
الجنة وقتلاہم فی النار قال اور ان کے مقتول جہنم میں نہیں ہیں؟ فرمایا:
ہاں! عرض کی: پھر ہم دین کے معاملہ میں ان کی کڑی شرائط کو کیوں قبول کر رہے ہیں!

(حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا یہ اضطراب و اہتر از اس وجہ سے نہ تھا کہ معاذ اللہ انہیں حضور نبی مکرم ﷺ کے فیصلہ کی حقانیت و صداقت پر کوئی تردد تھا بلکہ آپ چونکہ ”اشداء علی الکفار“ کے مصداق اتم تھے لہذا آپ یہ برداشت نہ کر سکے کہ ہم حق پر ہونے کے باوجود کفار کی سخت شرائط کو تسلیم کریں۔)
حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

یا ابن الخطاب، انی اے ابن خطاب! بے شک میں اللہ جل
رسول اللہ، ولن یضیعنی اللہ مجدہ کا رسول ہوں اور اللہ ذوالمجد والعلی مجھے
ابدا۔ کبھی بھی ضائع نہیں فرمائے گا۔

(حضرت عمر فاروق کے قلبی اضطراب اور قلق کی کیفیت برقرار رہی) یہاں تک کہ
آپ حضرت ابوبکر کے پاس آئے اور ان سے بھی وہی سوال کیا کہ کیا ہم حق پر اور ہمارا
دشمن باطل پر نہیں ہے؟ تو آپ نے بھی بعینہ وہی جواب دیا جو حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ
والسلام نے دیا حدیث کے لفظ ہیں:

یا ابن خطاب! انہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولن یضیعہ اللہ ابدا۔
اے خطاب کے بیٹے! بے شک وہ اللہ جل مجدہ کے رسول ہیں اور اللہ تعالیٰ کبھی بھی
ان کو ضائع نہیں فرمائے گا۔

(صحیح بخاری کتاب: التفسیر باب: قولہ ان الذین یبايعونک رقم الحدیث: ۴۸۴۴ دارالکتاب
العربی بیروت) (صحیح مسلم کتاب: الجہاد باب: صلح الحدیبیہ رقم الحدیث: ۴۶۳۳ دارالکتاب العربی)

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

بیروت) (مسند احمد رقم الحدیث: ۱۶۳۹۸)

(۶) غزوة أحد میں ستر مسلمان شہید ہوئے تو ابوسفیان نے کہا کہ کیا اب مسلمانوں میں محمد (ﷺ) ہیں؟ سرکارِ اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: اسے جواب مت دو۔ ابوسفیان نے پوچھا: کیا مسلمانوں میں ابوبکر موجود ہیں؟ حضورِ اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا: اسے جواب مت دو۔ ابوسفیان نے پوچھا: کیا مسلمانوں میں عمر بن الخطاب موجود ہیں؟ پھر اس نے کہا: بے شک یہ سب قتل ہو گئے اور اگر یہ زندہ ہوتے تو ضرور جواب دیتے۔

فلم یملك عمر نفسه
حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ (شدتِ غضب سے) برداشت نہ کر سکے اور کہا: اے اللہ کے دشمن! تو نے جھوٹ بولا، اللہ تعالیٰ نے تیری رسوائی کے لیے ان سب کو باقی رکھا ہے۔

(صحیح بخاری، کتاب: المغازی، باب: غزوة أحد رقم الحدیث: ۴۰۴۳، دارالکتب العربی، بیروت)

(۷) ایک یہودی نے حضورِ اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صفتِ حلم کا بیان تو رات میں پڑھا، وہ حضورِ اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صفتِ حلم کو دیکھنا چاہتا تھا، تو اس نے حضورِ اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ کھجوروں کا سودا کیا اور قیمت پہلے ادا کر دی۔ مقررہ میعاد سے پہلے وہ یہودی حضورِ اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں آ کر بڑے درشت اور کرخت انداز میں، حضورِ اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قمیص اور ردا مبارک پکڑ کر کہنے لگا: اے محمد! تم میرا حق مجھے سپرد کیوں نہیں کرتے؟ خدا کی قسم! اے بنو عبدالمطلب! تم جان بوجھ کر تاخیر کرتے ہو؟ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جب اس یہودی کا یہ انداز دیکھا کہ وہ بارگاہِ نبوت میں کس لہجہ اور رویہ سے گفتگو کر رہا ہے، آپ جلال میں آئے اور اسے کہا:

Click For More Books

ای عدو اللہ، اتقول
رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم مما اسمع فواللہ لو لا ما
احاذر فوقہ لتضربت بسیفی
رأسک، ورسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم ينظر الی عمر و
تبسم۔
اے اللہ کے دشمن! کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے متعلق وہ کہہ رہا ہے جو میں سن رہا ہوں، پس
اللہ کی قسم! اگر حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام
میرے سامنے نہ ہوتے اور مجھے بارگاہ نبوت کا
ادب ملحوظ خاطر نہ ہوتا تو میں اپنی تلوار سے تیرا
سر قلم کر دیتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عمر رضی
اللہ عنہ کے اس جلال شدت اور کفار پر غیظ و
غضب دیکھ کر مسکرا دیئے۔

(المستدرک جلد ۲ صفحہ ۳۲، اتحاف السادة المتقين جلد ۷ صفحہ ۹۶، دلائل النبوة لابن نعیم جلد ۱
صفحہ ۳۳، البدایہ والنہایہ جلد ۲ صفحہ ۲۸۸، الثفاء جلد ۱ صفحہ ۱۰۹، مجمع الزوائد جلد ۸ صفحہ ۲۳۲، دلائل النبوة
للبيهقي جلد ۶ صفحہ ۲۷۸، المواہب اللدنیہ جلد ۲ صفحہ ۸۸، مدارج النبوة)

ان تمام روایات سے معلوم ہوا کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ کا قلب اطہر کفار و
مشرکین سے نفرت، عداوت اور بغض سے مملو تھا اور کسی کافر کے لیے نرمی کا کوئی گوشہ
آپ کے قلب اطہر میں نہیں اور کفار سے نفرت، عداوت، دشمنی اور بغض یقیناً ایمان کامل
اور رسوخ فی الدین ہونے کی دلیل قاطع ہے۔ چنانچہ حدیث پاک میں ہے:

عن ابی امامة رضی اللہ
عنه، عن رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم انه قال: من احب
للہ، وابغض للہ، واعطى للہ
ومنع للہ، فقد استكمل
الایمان۔
حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی
ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس
نے کسی سے محبت کی اللہ کے لیے اور بغض رکھا
اللہ کے لیے اور دیا اللہ کے لیے اور روکا اللہ
کے لیے پس تحقیق اس کا ایمان کامل ہو گیا۔

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

(سنن ابوداؤد کتاب: السنۃ باب: الدلیل علی زیادۃ الایمان ونقصانہ رقم الحدیث: ۴۶۸۱)
(المستدرک رقم الحدیث: ۲۶۹۳، المعجم الاوسط رقم الحدیث: ۹۰۸۳)

حضور نبی مکرم ﷺ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی اس صفت ”اشداء علی الکفار“ کو ان الفاظ میں بیان فرمایا:

عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ، قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارحم امتی بامتی ابو بکر، واشدهم فی امر اللہ عمر الخ۔
حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان اقدس ہے: میری اُمت میں سے سب سے زیادہ میری اُمت پر رحم کرنے والا ابو بکر ہے اور اللہ کے معاملے میں میری اُمت میں سب سے زیادہ سخت عمر ہے۔

(سنن الترمذی کتاب: المناقب باب: مناقب معاذ بن جبل رقم الحدیث: ۳۷۹۰-۳۷۹۱)
دارالمعرفۃ بیروت) (سنن ابن ماجہ المقدمة باب: فی فضائل اصحاب رسول اللہ ﷺ رقم الحدیث: ۱۵۳)

آیت استخلاف کا مصداق اتم حضرت عمر ہیں

(۵) اللہ رب العالمین نے ارشاد فرمایا:

وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي ارْتَضَىٰ لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِنْ بَعْدِ

اللہ نے وعدہ فرمایا تم میں سے ان لوگوں کے ساتھ جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کیے کہ انہیں ضرور زمین میں خلافت عطا فرمائے گا جس طرح ان سے پہلے لوگوں کو عطا فرمائی اور اس نے جو ان کے لیے دین پسند فرمایا ہے اسے ضرور ان کے لیے مضبوط اور

Click For More Books

خَوْفِهِمْ أَمْنًا يَعْبُدُونَنِي لَا يُشْرِكُونَ بِي شَيْئًا وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذَلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ
پائیدار کر دے گا اور ان کے خوف کو ضرور امن سے بدل دے گا وہ میری عبادت کریں گے اور میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے اور جو اس کے بعد ناشکری کرے تو وہی لوگ

الفِسْقُونَ ○ (النور: ۵۵)

فاسق ہیں ○

یہ آیت کریمہ اگرچہ تمام خلفائے راشدین کی خلافت کی صحت پر قوی دلیل اور برہان ہے لیکن اس آیت کریمہ کا مصداق اتم صرف اور صرف حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا زمانہ خلافت ہے۔ اس لیے کہ اگر آپ جمیع خلفاء کے ادوار پر نظر غائر ڈالیں تو معلوم ہوگا کہ جس قدر فتوحات، نفاذ شریعت، نفاذ عدل و انصاف، رعایا پروری، ترویج دین، فروغ کلمہ حق اور اشاعت اسلام حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں ہوئی، اس قدر کسی اور خلیفہ کے دور میں نہیں ہوئی۔ آپ ہی کا زمانہ وہ مینت لزوم زمانہ تھا جس میں لاکھوں مربع میل دور تک اسلام کی سرحدیں پھیلیں۔ ایوان ہائے کفر و باطل پر لوہائے توحید و رسالت سر بلند ہوا، روم و فارس جیسی سپر پاور سلطنتیں سرنگوں ہوئیں اور آپ ہی کی شخصیت وہ شخصیت تھی جن کے نام پر قیصر و کسریٰ لرزہ بر اندام ہو جاتے، جن کے دور میں ایسا تاریخی بالفعل نفاذ عدل و انصاف ہوا کہ چشم فلک نے کسی اور خلیفہ کے دور میں ایسا نفاذ نہیں دیکھا، اسی لیے تو مخبر صادق رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت کی تعریف و تحسین فرمائی۔ حدیث ملاحظہ فرمائیں!

عن عبد اللہ بن عمر
رضی اللہ عنہما، ان النبی صلی
اللہ علیہ وسلم قال: اریت فی
حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے
روایت ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ نے فرمایا:
خواب میں مجھے دکھایا گیا کہ میں ایک کنویں

Click For More Books

المنام انی انزع بدلوا بكرة علی
قلیب۔ فجاء ابو بکر، فنزع
ذنوبا او ذنوبین نزعاً ضعيفاً۔
واللہ یغفر له۔ ثم جاء عمر بن
الخطاب فاستحالت غرباً فلم
ار عبقریا یفری فریہ، حتی روی
الناس و ضربوا بعطن۔ متفق
علیه۔ (صحیح بخاری، کتاب: فضائل
الصحابۃ، باب: مناقب عمر بن الخطاب، رقم
الحدیث: ۳۴۷۹) (صحیح مسلم، کتاب: فضائل
الصحابۃ، باب: من فضائل عمر، رقم الحدیث:
۳۳۹۳) (مسند احمد، رقم الحدیث: ۳۹۷۴
مصنف ابن ابی شیبہ، رقم الحدیث: ۳۰۴۸۵
مسند ابویعلیٰ، رقم الحدیث: ۵۵۱۴)

سے ڈول کے ذریعے پانی نکال رہا ہوں جس پر
چرخی لگی ہوئی ہے، پھر ابو بکر آئے اور انہوں نے
ایک یا دو ڈول نکالے لیکن انہیں کچھ مشکل پیش
آ رہی تھی، اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے
(اس سے مراد ان کی خلافت کی مشکلات ہیں
جو انہوں نے مرتدین، منکرین، زکوٰۃ اور جھوٹے
مدعیان نبوت کے فتنوں کو کچلنے میں اٹھائیں، ان
کا زمانہ خلافت چونکہ انتہائی قلیل اڑھائی سالہ
مدت پر مشتمل تھا تو اس کو حضور اقدس علیہ
الصلوٰۃ والسلام نے ضعف کے ساتھ تعبیر فرمایا)
ان کے بعد عمر بن الخطاب آئے تو وہ ڈول ایک
بڑے ڈول میں تبدیل ہو گیا اور میں نے کسی
بھی جوان مرد کو اس طرح کام کرتے ہوئے
نہیں دیکھا، یہاں تک کہ تمام لوگ خود بھی
سیراب ہوئے اور جانوروں کو بھی سیراب کر کے
انہیں ان کے ٹھکانوں پر لے گئے۔

امام یحییٰ بن شرف النووی متوفی ۶۷۶ھ فرماتے ہیں:

یہ خواب حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کی خلافت ان کی حسن سیرت اور لوگوں کے
ان سے منتفع ہونے کی واضح مثال ہے اور یہ کہ ان کے کمالات نبی مکرم ﷺ سے ماخوذ
تھے اور حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی برکت اور آپ کی صحبت کے آثار میں سے تھے
اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ دو سال اور کچھ ماہ خلیفہ ہوئے اور ذنوبین سے نبی مکرم ﷺ

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

کی یہی مراد ہے پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے تو آپ کے زمانے میں اسلام خوب پھیلا اور لوگوں کے لیے آپ کے احکام ایسے مقرر ہوئے کہ اس کی مثل واقع نہ ہوئے تھے۔ اس کو حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کنویں سے تعبیر فرمایا کیونکہ اس میں پانی ہوتا ہے اور پانی کے ساتھ لوگوں کی حیات اور درستی وابستہ ہوتی ہے۔ پس حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے لوگوں کے امیر (یعنی حضرت عمر کو) ساقی کے ساتھ تشبیہ دی اور حضرت عمر کے پانی پلانے کا مطلب ان کی مصالح کا قیام اور ان کے معاملات کی تدبیر ہے۔

اور اس میں حضرت عمر کی حضرت ابو بکر پر افضلیت نہیں ہے بلکہ حضرت ابو بکر کے ضعف سے مراد ان کے زمانہ خلافت کا قلیل ہونا ہے لیکن اس کے برعکس لوگوں نے کثرت سے نفع اٹھایا، حضرت عمر کے دور میں اور اسلام سلطنت اور مال وغیرہ خوب پھیلے۔ علیٰ هذا القیاس! (شرح صحیح مسلم جلد ۱۰ صفحہ ۶۲۸۲، مکتبہ نزار مصطفیٰ، الریاض)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت کی تحسین

مولانا علی رضی اللہ عنہ کی زبانِ اقدس سے

حضرت مولانا علی کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے ہیں کہ

اللہ تعالیٰ "فلاں" کے شہروں کو برکت	للہ بلاد فلان فقد قوم
دے اس نے کچی کو سیدھا کیا اور بیماری کا علاج	الاولد وداوی العممد خلف
کیا سنت کو قائم کیا اور فتنہ کو ختم کر دیا، دنیا سے	الفتنة واقام السنة ذهب نقی
پاک و صاف لباس اور کم عیب میں رخصت ہوا	الثوب قلیل العیب اصاب
خلافت کی نیکی کو حاصل کیا اور اس کے شر سے	خیرھا وسبق شرھا ادی الی
اجتناب کیا، اللہ تعالیٰ کی اطاعت بجالایا اور اللہ	اللہ طاعته واتقاه بحقه .
تعالیٰ سے اس طرح ڈرا جس طرح ڈرنے کا	(نسخ البلاغ، خطبہ نمبر ۲۲۶ صفحہ ۸۸۷)

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

مطبوعہ انتشارات زرین، ایران) حق تھا۔

یہ روایت اہل تشیع کی قرآن ثانی، معتمد، معتبر اور متداول کتاب ”نہج البلاغہ“ میں موجود ہے۔ اس روایت میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اس جملہ میں ”فلان“ سے کون مراد ہے؟ شیخ ابن ابی الحدید لکھتا ہے:

فلان المکنی عنہ عمر بن الخطاب وقد وجدت النسخة التي بخط الرضی ابی الحسن جامع نہج البلاغہ وتحت فلان عمر۔
لفظ ”فلاں“ حضرت عمر بن الخطاب سے کنایہ ہے، میں نے نہج البلاغہ کا وہ نسخہ دیکھا جو اس کتاب کے جامع رضی ابوالحسن کا لکھا ہوا ہے، اس میں فلاں کے نیچے عمر لکھا ہوا تھا۔

(شرح نہج البلاغہ لابن ابی الحدید جلد ۱۲ صفحہ ۳، مطبوعہ ایران)

نہج البلاغہ کے اردو اور فارسی شیعہ مترجمین نے بھی اس خطبہ سے پہلے ”دربارہ عمر“ کا عنوان لکھا ہے۔

سید نبی الدین اولیائی نہج البلاغہ کے فارسی ترجمہ میں اس خطبہ کا عنوان لکھتے ہیں:

”دربارہ عمر ابن الخطاب“۔ (ترجمہ نہج البلاغہ (فارسی) صفحہ ۸۸۸، ایران)

رئیس احمد جعفری، نہج البلاغہ کے اردو ترجمہ میں اس خطبہ کا عنوان لکھتا ہے:

”دربارہ عمر“۔ (ترجمہ نہج البلاغہ (اردو) صفحہ ۵۳۱، مطبوعہ شیخ غلام علی اینڈ سنز، لاہور)

اس ضمن میں یہ روایت بھی قابل توجہ ہے:

ابن ابی الحدید نے شرح نہج البلاغہ میں لکھا کہ

جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ زخمی ہوئے اور آپ بے قراری کا اظہار کر

رہے تھے تو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے ان الفاظ کے ساتھ تسلی دی:

لے امیر المؤمنین! آپ کیوں گھبراتے

Click For More Books

المؤمنین؟ فواللہ لقد کان اسلامک عزا و امارتک فتحا و لقد ملات الارض عدلا فقال اتشهد لی یا ابن عباس قال فکانہ کره الشهادة فتوقف فقال له علی علیہ السلام قل نعم و انا معک فقال نعم۔

(شرح نہج البلاغہ لابن ابی الحدید متوفی ۶۵۶ھ جلد ۱۲ صفحہ ۱۹۲ مطبوعہ ایران) ہاں! اور میں بھی تمہارے ساتھ (عمر کے حق میں) گواہی دیتا ہوں پھر انہوں نے کہا: ہاں! فارس کی جنگ کے موقع پر حضرت علی کے کلمات تحسین کتب شیعہ سے

من کلام له علیه السلام لعمر بن الخطاب وقد استشاره فی غزو الفارس بنفسه ان هذا الامر لم یکن نصره ولا خذلانه بکثرة ولا قلة وهو دین اللہ الذی اظہرہ وجندہ الذی اعدہ و امدہ حتی بلغ ما بلغ و طلع حیثما طلع ونحن علی موعود من اللہ واللہ منجز و عدہ و ناصر جندہ و مکان القیم بالامر مکان النظام من الخرز جب خلیفہ ثانی نے عجمی سپاہ کے مقابلہ میں بنفس خود جانا چاہا اور اس امر میں حضرت سے مشورہ لیا تو آپ نے فرمایا: دین اسلام کا غالب آنا اور مغلوب ہو جانا کچھ سپاہ کی کثرت و قلت پر منحصر نہیں یہ اسلام اس خدا کا دین ہے جس نے اس کو تمام ادیان و مذاہب پر غالب کیا ہے اور سپاہ اسلام اس خدا کی فوج ہے جس نے اس کی ہر جگہ مدد اور اعانت کی۔ اسے ایک بلند مرتبہ پر پہنچایا ان کا آفتاب وہاں طالع ہو گیا جہاں ہونا لازم تھا ہم لوگ اس وعدہ خدا پر کامل یقین کے ساتھ ثابت ہیں جو اس نے

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

یجمعہ ویضمہ فاذا انقطع
النظام تفرق الخرز وذهب ثم
لم یجتمع بحذا فیہ ابدًا .
والعرب الیوم وان كانوا قلیلا
فہم کثیرون بالاسلام عزیزون
بالاجتماع فکن قطبا واستدر
الرحا بالعرب واصلہم دونک
نار الحرب فانک ان شخصت
من ہذہ الارض انتقضت علیک
العرب من اطرافہا واقطارہا
حتی یکون ما تدع ورائک من
العورات اہم الیک مما بین
یدیک . (نسخ البلاغہ خطبہ نمبر ۱۳۶ صفحہ ۲۰۳
مطبوعہ بیروت)

غلبہ اسلام کے بارے میں فرمایا بے شک وہ
اپنے وعدوں کا وفا کرنے والا ہے وہ اپنی سپاہ کا
مددگار ہے دین اسلام کے بزرگ اور صاحب
اختیار کا مرتبہ رشتہ مروارید کی مانند ہے جو موتی
کے دانوں کو ایک جگہ جمع کر کے باہم پیوست کر
دیتا ہے اگر یہ رشتہ ٹوٹ جائے تو تمام دانے
متفرق ہو کر ادھر ادھر بکھر جائیں گے پھر اجتماع
کامل نصیب نہ ہوگا۔ آج کے روز اہل عرب
اگرچہ قلیل ہیں لیکن اسلام کی شوکت انہیں کثیر
ظاہر کر رہی ہے۔ یہ اپنے اجماع کی وجہ سے
یقیناً دشمن پر غالب ہوں گے۔ اب تو ان کے
لیے قطب آسیا بن جا اور آسیائے جنگ کو گروہ
عرب کے ساتھ گردش دے اور اپنے سوا کسی
دوسرے شخص کو ماتحت بنا کر انہیں لڑائی کی آنچ
سے گرم کر، کیونکہ اگر تو مدینہ سے باہر چلا گیا تو
عرب کے تمام قبیلے اطراف و اکناف سے
ٹوٹ پڑیں گے اس وقت پیچھے رہ جانے والی
عورات سپاہ کی حفاظت تجھ پر اس شے سے
مقدم ہو جائے گی جو تیرے سامنے (جنگ
فارس) موجود ہے۔ (ترجمہ: نیرنگ فصاحت مصنفہ:
ذاکر حسین ہاشمی، صفحہ 201-200)

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

قاطع رافضیت، شیخ الحدیث علامہ محمد علی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب ”تحفہ جعفریہ“ میں اس روایت کے تحت رقم طراز ہیں:

مذکورہ خطبہ سے مندرجہ ذیل امور ثابت ہوئے:

(۱) حضرت علی رضی اللہ عنہ جناب فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے مشیر خاص اور قابل اعتماد شخص تھے۔ اسی لیے اس خطبہ کی شرح میں ”ابن میثم“ نے اپنی مشہور ”شرح نہج البلاغہ جلد سوم صفحہ ۱۹۵“ پر یوں نقل کیا ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو دوسرے صحابہ کرام نے بھی اچھے اچھے مشورے دیئے یہاں تک کہ عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے بھی اپنا مشورہ پیش کیا مگر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کسی پر عمل نہ کیا بلکہ صرف حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مشورہ پر ہی اعتماد کرتے ہوئے ”سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ“ کو مسلمانوں کا امیر بنا کر ”جنگ فارس“ کے لیے روانہ کیا۔

(۲) حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے لشکر کو ”لشکر اسلام“ سمجھتے تھے اور ان کے دین کو اللہ عزوجل کا دین سمجھتے تھے اس لیے آپ نے اس خطبے میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو تین القاب سے نوازا ہے: (۱) قیم (۲) نظام (۳) قطب۔ لغت عربی کی مشہور کتاب ”القاموس جلد سوم صفحہ ۹۲“ پر ”قیم الامر“ کا معنی یہ لکھا ہے: ”المصلح له والقرآن والنبي والخليفة“۔ گویا کہ آپ نے فرمایا کہ اے خلیفہ وقت! تم بمنزلہ نظام کے ہو یعنی ایسی لڑی ہو جس میں موتی پروئے جاتے ہیں اور اس وقت تمام مسلمان اس لڑی کے موتی ہیں جس کی وجہ سے وہ منتشر نہیں۔

تو یہ الفاظ صاف بتاتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ جناب فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو خلیفہ برحق سمجھتے تھے اور تمام مسلمانوں کا بچا (جائے پناہ) بھی سمجھتے تھے اسی لیے

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

انہیں لشکر اسلام کی چکی کے قطب کو کہا۔ تو اب حیرت کی بات ہے کہ جس شخص کو حضرت علی رضی اللہ عنہ اللہ عزوجل کے لشکر کا قطب کہیں، وہ لشکر تو اسلام کا لشکر ہو، مگر اس کا قطب اور محور معاذ اللہ کا فر اور منافق ہو۔

شیعو! خدارا انصاف کرو۔ ”ایس منکم رجل رشید“۔

(۳) حضرت علی رضی اللہ عنہ اس بات پر یقین رکھتے تھے کہ حضرت فاروق اعظم ایسے خلیفہ ہیں جن کا اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے، گویا ”موعود من اللہ“ سمجھتے تھے، اسی لیے آپ نے فرمایا: ”نحن علی موعود من اللہ واللہ منجز وعدہ وناصر جندہ“، ہم اللہ تعالیٰ کے سچے وعدہ پر یقین رکھتے ہیں، لہذا اللہ تعالیٰ اپنا وعدہ سچا کرے گا اور اپنے لشکر کی مدد کرے گا۔

اب قابل وضاحت یہ بات ہے کہ ”موعود من اللہ“ سے یہاں انہوں نے کیا مراد لی؟ آئیے اس کی وضاحت آپ کے ایک مجتہد سے سنئے! ”ابن میثم البحرانی“ لکھتا ہے:

پھر اس نے ہم سے اپنی تقدیر میں مقدر	ثم وعدنا بموعد و هو
وعدہ کا اعلان فرمایا اور وہ مدد اور غلبہ اور زمین	النصر والغلبة والاستخلاف في
میں خلیفہ بنانا ہے جیسا کہ اس نے اپنے کلام	الارض كما قال وعد اللہ
پاک میں فرمایا: ”وعدہ کیا اللہ تعالیٰ نے ان	الذين امنوا منكم و عملوا
لوگوں سے جو ایمان لائے تم میں سے اور اچھے	الصلحت ليستخلفنهم في
عمل کیے، البتہ ان کو ضرور بالضرور خلیفہ بنائے گا	الارض كما استخلف الذين من
زمین میں جیسے اس نے پہلے لوگوں کو خلیفہ	قبلهم الاية . وكل وعد من اللہ
بنایا“۔ اور اللہ تعالیٰ کا وعدہ پورا ہونے والا ہے	فهو منجز لعدم الخلف في
کیونکہ اس کی خبر جھوٹی نہیں ہو سکتی۔	خبره .

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

(شرح نہج البلاغہ لابن میثم جلد سوم صفحہ ۱۹۶ طبع جدید) (ترجمہ و شرح نہج البلاغہ فیض الاسلام

مطبوعہ تہران)

ابن میثم البحرانی شیعہ نے یہ تسلیم کیا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے ارشاد فرمودہ خطبہ میں ”معوذ من اللہ“ سے مراد ”آیت استخلاف“ ہے تو معلوم ہوا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ جناب فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے بارے میں یقین رکھتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے جن لوگوں کو اس زمین میں خلافت عطا فرمائی ہے اور خلیفہ کی مدد کرنی اور ان کے دین کو غلبہ دینا اور ان کے خوف کو امن میں تبدیل کرنے کا وعدہ فرمایا وہ یقیناً حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہیں۔ اسی لیے حضرت علی نے حضرت فاروق اعظم کے لشکر کو اللہ تعالیٰ کا لشکر فرمایا اور تسلی دی کہ اللہ تعالیٰ آپ کے لشکر کی مدد فرمائے گا کیونکہ یہ اس کا وعدہ ہے۔

آیت استخلاف کی تفسیر منہج الصادقین کے حوالہ سے

آیت استخلاف کے تحت ”ملاح اللہ کاشانی شیعہ“ لکھتا ہے:

و در اندک وقتی حق تعالیٰ	قلیل مدت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدہ
بوعده مومنان وفا نموده جزائر	کو مسلمانوں کے حق میں پورا فرما دیا عرب
عرب و دیار کسری و بلاد روم	کے جزیرے اور کسریٰ کا شہر اور روم کے علاقے
بایشان ارزانی داشت .	انہیں عطا فرما دیئے۔

(تفسیر منہج الصادقین جلد ششم صفحہ ۳۱۲)

قیصر و کسریٰ کے شہروں کا مسلمانوں کے زیر تسلط آنا

اسے شیعہ سنی سب متفقہ طور پر مانتے ہیں کہ ان فتوحات کا سہرا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے سر ہے اور آپ کے دور خلافت میں ہی یہ فتوحات ہوئیں۔ لہذا مذکورہ حوالہ ”منہج الصادقین“ کے مطابق خلفائے راشدین ہی آیت استخلاف کے مصداق بنتے

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

ہیں اور ان فتوحات کا ذکر حدیث پاک میں ہی ہے:

عن البراء بن عازب،
قال: امرنا رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم بحضر
الخنندق، وعرض لنا صخرة فی
مکان من الخندق لا تاخذ فیها
المعاول، قال: فشکوها الی
رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم فجاء رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم ثم هبط الی
الصخرة فاخذ المعول، فقال:
بسم اللہ، فضرب ضربة فکسر
ثلث الحجر، فقال: اللہ اکبر
اعطیت مفاتیح الشام، واللہ
انی لا بصر قصورها الحمر من
مکانی هذا. ثم قال: بسم اللہ
وضرب اخرى فکسر ثلث
الحجر، فقال: اللہ اکبر
اعطیت مفاتیح فارس واللہ انی
لا بصر المدائن و ابصر قصرها
الابيض من مکانی هذا. ثم

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے
روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خندق
کھودنے کا حکم دیا اور خندق کھودنے کے
دوران ایک پتھر آیا کہ جو ہتھوڑوں سے نہ ٹوٹا،
پس صحابہ کرام نے اس بات کی شکایت حضور
نبی مکرم ﷺ سے کی تو سرکارِ دو عالم ﷺ
تشریف لے آئے اور پتھر کی طرف متوجہ ہو کر
اس پر ہتھوڑا مارا اور کہا: ”بسم اللہ!“ پس جب
ایک ضرب آپ نے اس پر لگائی تو اس کا تہائی
حصہ ٹوٹ گیا۔ حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام
نے فرمایا: ”اللہ اکبر“ مجھے شام کی چابیاں عطا
فرمائی گئی ہیں اور خدا کی قسم! میں اپنی اس جگہ
سے شام کے سرخ محلات دیکھ رہا ہوں۔ پھر
کہا: ”بسم اللہ!“ اور دوسری ضرب لگائی تو اس
کا مزید تہائی حصہ ٹوٹ گیا۔ سرکارِ اقدس علیہ
الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: ”اللہ اکبر!“ مجھے
فارس کی چابیاں عطا فرمائی گئی ہیں اور خدا کی
قسم! میں اپنے اس مقام پر کھڑے ہو کر مدائن
اور اس کے سفید محل کو دیکھ رہا ہوں۔ پھر کہا:
”بسم اللہ!“ اور ایک اور ضرب لگائی تو بقیہ پتھر

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

قال: بسم الله وضرب ضربة
اخرى فقلع بقية الحجر، فقال:
الله اكبر اعطيت مفاتيح اليمن
والله انى لا بصر ابواب صنعاء
من مكاني هذا .
ٹوٹ گیا، پھر کہا: ”اللہ اکبر!“ مجھے یمن کی
چابیاں عطا فرمائی گئی ہیں اور خدا کی قسم! میں
صنعا کے دروازوں کو اپنی اس جگہ پر کھڑے
ہو کر دیکھ رہا ہوں۔

حدیث مذکور کی تخریج کتب اہل سنت و شیعہ سے

یہ حدیث اہل سنت و اہل تشیع دونوں کی کتب معتمدہ میں مندرج ہے۔ اہل سنت کی
کتابوں کے حوالہ جات یہ ہیں:

(مسند احمد بن حنبل جلد ۷ صفحہ ۵۷۸، رقم الحدیث: ۱۹۲۰۵، مطبوعہ دارالکتب العلمیہ،
بیروت) (سنن الکبریٰ للنسائی جلد ۵ صفحہ ۲۶۹، رقم الحدیث: ۸۸۵۸) (مصنف ابن ابی
شیبہ جلد ۷ صفحہ ۳۷۸، رقم الحدیث: ۳۶۸۲۰) (مسند ابویعلیٰ جلد ۳ صفحہ ۲۲۲، رقم الحدیث:
۱۶۸۵، دلائل النبوة للبیہقی جلد ۳ صفحہ ۳۹۹، تاریخ بغداد للخطیب البغدادی جلد ۱ صفحہ ۱۳۱،
المواہب اللدنیہ للإمام القسطلانی جلد اول صفحہ ۲۳۱، مطبوعہ بیروت) (کنز العمال رقم
الحدیث: ۳۰۰۸۰-۳۱۷۹۲، جمع الجوامع رقم الحدیث: ۹۶۶۷، فتح الباری جلد ۷ صفحہ ۵۰۵)
اور اہل تشیع کی کتابوں کے حوالہ جات یہ ہیں:

(حملہ حیدری مصنفہ مرزا محمد رفیع مشہدی شیعہ صفحہ ۹۵، مطبوعہ تہران) (حیات
القلوب مصنفہ ملا باقر مجلسی جلد دوم صفحہ ۷۱) (باب سی و پنجم در بیان جنگ خندق مطبوعہ
نولکشور) (تفسیر مجمع البیان جلد ۲ جز ۸ صفحہ ۳۳۱، فروع کافی کتاب الروضة صفحہ ۲۱۶ مطبوعہ
تہران)

نوٹ: فروع کافی میں اس خندق والی حدیث کے حاشیہ پر ”علی اکبر غفاری شیعہ“
یوں تحریر کرتا ہے:

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

”چٹان والی حدیث“ حدیث متواترات میں سے ہے اور اسے خاص و عام علماء نے مختلف اسناد سے ذکر کیا اور ”براء بن عازب“ کی روایت سے ”شیخ صدوق“ نے بھی اس واقعہ کو ذکر کیا۔

اس روایت میں حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بشارت دیتے ہوئے ہر بار یہ فرمایا: ”اعطیت“ کہ مجھے ان ملکوں کی چابیاں دی گئی ہیں۔ اور سب جانتے ہیں کہ یہ ملک حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں فتح ہوئے اور حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہ بشارت پوری ہوئی۔ اس سے قطعی طور پر معلوم ہوا کہ حضرت فاروق اعظم، حضور نبی کریم ﷺ کے خلیفہ برحق تھے۔ اسی لیے جو ممالک آپ کی خلافت کے زمانہ میں فتح ہوئے، انہیں حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی ذات کی طرف منسوب فرمایا۔ سو اگر آپ خلیفہ برحق نہ ہوتے بلکہ العیاذ باللہ غاصب اور ظالم ہوتے تو اس بشارت کا قطعاً کوئی محل نہ ہوتا۔ کبھی کوئی شخص اپنے مخالف کی فتوحات کو اپنی طرف منسوب نہیں کرتا۔ ہمیشہ اپنوں کی فتوحات اور انہیں کے کارناموں کو اپنی طرف منسوب کیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جن ملکوں کی فتح کا وعدہ اپنے حبیب کریم ﷺ سے کیا تھا، اس وعدہ کا خلافت فاروقی میں پورا ہونا، آپ کے خلیفہ برحق ہونے کی اتنی روشن دلیل ہے کہ کسی حق پسند اور منصف مزاج کو کسی دوسری دلیل کی ضرورت ہی نہیں رہتی۔

کتب اہل سنت سے حضرت عمر کی حقانیت خلافت پر مزید دلائل

حضور نبی مکرم ﷺ نے اگرچہ واضح الفاظ میں نام لے کر خلیفہ کا تعین اور تقرر نہیں فرمایا لیکن ایسے قرآن اور اشارات و کنایات فرمادیئے جس سے ہر ذی شعور و ذی فہم سمجھ سکتا ہے کہ اس امت میں خلیفہ اول حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں اور خلیفہ ثانی حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہیں۔ اس پر چند احادیث ملاحظہ فرمائیں:

(۱) عن ابی سعید الخدری . حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

رضی اللہ عنہ، قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من نبی الا وله وزیران من اهل السماء و وزیران من اهل الارض، فما وزیران من اهل السماء فجبریل و میکائیل، و اما وزیران من اهل الارض،

روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ہر نبی کے لیے دو وزیر آسمان والوں میں سے اور دو وزیر زمین والوں میں سے ہوتے ہیں، پس آسمان والوں میں سے میرے دو وزیر جبریل و میکائیل علیہما الصلوٰۃ والسلام ہیں اور زمین والوں میں سے میرے دو وزیر ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما ہیں۔

فابوبکر و عمر۔

(سنن الترمذی، ابواب المناقب، باب: فی مناقب ابی بکر و عمر رضی اللہ عنہما، رقم الحدیث: ۳۶۸۰، دارالعرف، بیروت) (المسجد رک رقم الحدیث: ۳۰۴۷، تہذیب الاسماء جلد ۲ صفحہ ۴۷۸)

(۲) عن حذیفہ رضی اللہ عنہ، حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: اقتدوا بالذین من بعدی ابی بکر و عمر۔

ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: میرے بعد ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کی اقتداء کرنا۔

(سنن الترمذی، کتاب: المناقب، باب: فی مناقب ابی بکر و عمر رضی اللہ عنہما، رقم الحدیث: ۳۶۶۳-۳۶۶۲، دارالعرف، بیروت) (سنن ابن ماجہ، المقدمة، باب: فی فضائل اصحاب رسول اللہ ﷺ، فضل ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ، رقم الحدیث: ۹۷، دارالسلام، ریاض ح) (مسند احمد رقم الحدیث: ۲۳۸۸۹)

(۳) عن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما، ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: اريت فی

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: خواب میں مجھے دکھایا گیا کہ میں ایک کنویں

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

المنام انی انزع بدلو بكرة علی
قلیب . فجاء ابو بکر ، فنزع
ذنوبا او ذنوبین نزعاً ضعيفاً .
واللہ یغفر له . ثم جاء عمر بن
الخطاب ، فاستحالت غرباً ، فلم
ار عبقریا یفری فریہ ، حتی روی
الناس و ضربوا بعطن . متفق
علیه .

سے ڈول کے ذریعے پانی نکال رہا ہوں جس پر
چرخی لگی ہوئی ہے پھر ابو بکر آئے اور انہوں نے
ایک یا دو ڈول نکالے لیکن نہیں کچھ مشکل پیش
آ رہی تھی اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے۔ ان
کے بعد عمر بن الخطاب آئے تو وہ ڈول ایک
بڑے ڈول میں تبدیل ہو گیا اور میں نے کسی
بھی جوان مرد کو اس طرح کام کرتے ہوئے
نہیں دیکھا یہاں تک کہ تمام لوگ خود بھی
سیراب ہوئے اور جانوروں کو بھی سیراب کر
کے انہیں ان کے ٹھکانوں پر لے گئے۔

(صحیح بخاری کتاب: فضائل الصحابة باب: مناقب عمر بن الخطاب رقم الحدیث: ۳۴۷۹) (صحیح
مسلم کتاب: فضائل الصحابة باب: من فضائل عمر رضی اللہ عنہ رقم الحدیث: ۲۳۹۳) (مسند احمد رقم
الحدیث: ۲۹۷۲ مصنف ابن ابی شیبہ رقم الحدیث: ۳۰۲۸۵ مسند ابویعلیٰ رقم الحدیث: ۵۵۱۳)

(۴) عن ابن عمر رضی اللہ
عنہما قال: خرج علينا رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذات
غداة بعد طلوع الشمس فقال
رایت قبیل الفجر کانی اعطیت
المقالید والموازين فاما
المقالید فهذه المفاتيح واما
الموازين فهذه التي تزنون بها

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے
مروی ہے کہ ایک صبح طلوع شمس کے بعد رسول
اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا:
میں نے فجر سے کچھ دیر پہلے (خواب میں)
دیکھا گویا کہ مجھے مقالید اور موازین دیئے گئے
پس بہر حال مقالید تو وہ یہ چابیاں ہیں اور
بہر حال موازین تو وہ یہ (ترازو) ہیں جس کے
ساتھ تم وزن کرتے ہو پس مجھے ایک پلڑے

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

فوضعت فی کفة ووضعت
امتی فی کفة فوزنت بهم
فرجحت ثم جیء بابی بکر
فوزن بهم فوزن ثم جیء بعمر
فوزن فوزن ثم جیء بعثمان
فوزن بهم ثم رفعت .
میں رکھا گیا اور میری اُمت کو دوسرے پلڑے
میں پھر میرا اُن کے ساتھ وزن کیا گیا تو میرا
وزن زیادہ ہو گیا پھر ابو بکر کو لایا گیا اور اس کا
میری تمام اُمت کے ساتھ وزن کیا گیا تو ابو بکر
کا وزن زیادہ ہوا پھر عمر کو لایا گیا اور عمر کا وزن
کیا گیا تو عمر کا وزن زیادہ ہوا پھر عثمان کو لایا
گیا اور عثمان کا وزن کیا گیا اور پھر ترازو اٹھالی
گئی۔

(مسند احمد (مسند عبد اللہ بن عمر) جلد ۳ صفحہ ۲۶۵ رقم الحدیث: ۵۵۹۸ دارالکتب العلمیہ
بیروت) (مجمع الزوائد جلد ۹ صفحہ ۵۲ وقال البیہقی رجالہ ثقات مصنف ابن ابی شیبہ رقم الحدیث: ۳۱۹۶۰)
اس حدیث میں اس بات پر دلیل ہے کہ اس اُمت میں حضور نبی مکرم ﷺ کی
ذاتِ انور و اقدس کے بعد سب سے زیادہ فضیلت مرتبت اور مقام کی حامل شخصیت سیدنا
صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہیں اور حضرت صدیق اکبر کے بعد اس پوری اُمت میں سب
سے زیادہ برتر اور مرتبہ و مقام کی حامل شخصیت حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ ہیں۔
اسی فضیلت اور برتری کی وجہ سے خلیفہ اول باجماع صحابہ و اہل بیت حضرت صدیق
اکبر قرار پائے اور خلیفہ ثانی حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ قرار پائے اور حضرات
شیخین رضی اللہ عنہما کی فضیلت کی ایک بہت قوی دلیل یہ بھی ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ
عموماً اپنے ساتھ اپنے ان دونوں یاروں کا اسی ترتیب سے ذکر فرماتے جو ان کی پوری
اُمت پر فضیلت پر برہان قوی ہے۔

ایمان افروز روایت ملاحظہ فرمائیں!

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما

(۵) عن ابن عباس رضی اللہ

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

سے روایت ہے کہ جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا جنازہ تخت پر رکھا گیا تو لوگ ان کے گرد جمع ہو گئے وہ ان کے حق میں دعا کرتے تحسین آمیز کلمات کہتے اور جنازہ اٹھائے جانے سے بھی پہلے ان پر دعا پڑھ رہے تھے میں بھی ان لوگوں میں شامل تھا اچانک ایک شخص نے پیچھے سے میرے کندھے پر ہاتھ رکھا میں نے گھبرا کر مڑ کے دیکھا تو وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ تھے انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے لیے رحمت کی دعا کی اور فرمایا: (اے عمر!) آپ نے اپنے بعد کوئی ایسا شخص نہیں چھوڑا جس کے کیے ہوئے اعمال کے ساتھ مجھے اللہ تعالیٰ سے ملاقات پسند ہو اللہ عزوجل کی قسم! مجھے قوی امید ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو آپ کے دونوں ساتھیوں سے مدد دے گا کیونکہ میں حضور نبی مکرم ﷺ سے بکثرت یہ سنتا تھا: ”میں اور ابو بکر و عمر آئے میں اور ابو بکر و عمر داخل ہوئے میں اور ابو بکر و عمر نکلے“ اور مجھے یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اسی طرح آپ کے دونوں رفیقوں کے ساتھ رکھے گا۔

عنہما یقول: وضع عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہما علی سریرہ فتکنفہ الناس یدعون ویثنون ویصلون علیہ قبل ان یرفع وانا فیہم قال: فلم یرعنی الا برجل قد اخذ بمنکبی من ورائی۔ فالتفت الیہ فاذا هو علی رضی اللہ عنہ فترحم علی عمر رضی اللہ عنہ وقال: ما خلفت احدا احب الی ان القی اللہ بمثل عملہ منک۔ وایم اللہ ان کنت لاظن ان یجعلک اللہ مع صاحبیک وذاک انی کنت اکثر اسمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول: جئت انا و ابو بکر و عمر و دخلت انا و ابو بکر و عمر و خرجت انا و ابو بکر و عمر فان کنت لارجو ان یجعلک اللہ معہا۔

(صحیح بخاری کتاب: فضائل الصحابة باب: مناقب عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ رقم الحدیث:

Click For More Books

(صحیح مسلم کتاب: فضائل الصحابة؛ باب: من فضائل عمر رضی اللہ عنہ؛ رقم الحدیث: ۲۳۸۹)
(مسند احمد رقم الحدیث: ۸۹۸، المسند رک رقم الحدیث: ۲۳۲۷)

(۶) عن ابی ہریرة رضی اللہ عنہ قال: بینما رجل راكب علی بقرة التفت الیہ فقالت لم اخلق لهذا خلقت للخرائة قال (علیہ الصلوٰة والسلام): امنت بہ انا و ابو بکر و عمر و اخذ الذنب شاة فتبعها الراعی فقال الذنب: من لها یوم السبع یوم لراعی لها غیری؟ قال (علیہ الصلوٰة والسلام): امنت بہ انا و ابو بکر و عمر قال ابو سلمہ و ما ہما یومئذ فی القوم۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: جس وقت ایک شخص گائے کے اوپر سوار تھا تو اس نے مڑ کر اس سوار سے کہا: میں اس لیے پیدا نہیں کی گئی ہوں، میں تو صرف ہل چلانے کے لیے پیدا کی گئی ہوں۔ آپ نے فرمایا: اس پر میں ایمان لایا اور ابو بکر و عمر بھی ایمان لائے۔ (نیز فرمایا:) ایک بھیڑیے نے ایک بکری کو پکڑ لیا تو چرواہے نے اس کا پیچھا کیا، تب بھیڑیے نے کہا: درندوں کے دن اس بکری کا کون محافظ ہوگا جس دن اس بکری کا میرے سوا کوئی محافظ نہ ہوگا؟ آپ علیہ الصلوٰة والسلام نے ارشاد فرمایا: اس پر میں ایمان لایا اور ابو بکر و عمر بھی ایمان لائے۔ حضرت ابو سلمہ نے فرمایا: اس دن دونوں صحابہ آپ علیہ الصلوٰة والسلام کی مجلس میں نہیں تھے۔

(صحیح بخاری کتاب: المزاج؛ باب: استعمال البقر للخرائے؛ رقم الحدیث: ۲۳۲۳، دارالکتاب العربی بیروت) (صحیح بخاری اطراف الحدیث: ۳۳۷۱-۳۳۶۶-۳۳۶۰) (صحیح مسلم کتاب: فضائل الصحابة؛ باب: من فضائل ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ؛ رقم الحدیث: ۶۱۳۶، دارالکتاب العربی بیروت)

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

(سنن الترمذی کتاب: المناقب باب: فی مناقب ابی بکر وعمر رضی اللہ عنہما رقم الحدیث: ۳۶۷۷۔
۳۶۹۵ دار المعرفۃ بیروت) (مسند الحمیدی رقم الحدیث: ۱۰۵۳ شرح السنۃ رقم الحدیث: ۳۸۸۹ سنن
کبریٰ رقم الحدیث: ۸۱۱۱ صحیح ابن حبان رقم الحدیث: ۶۶۸۵ الادب المفرد رقم الحدیث: ۹۰۲ مسند احمد
رقم الحدیث: ۷۳۵۱)

اس حدیث سے ایک بات یہ معلوم ہوئی کہ حضور نبی اکرم ﷺ کو اپنے ان دونوں
ساتھیوں کے ایمان و ایقان پر اس قدر کامل یقین و رسوخ تھا کہ باوجودیکہ وہ مجلس میں
نہیں تھے لیکن آپ نے فرمایا کہ اگر وہ دونوں میری اس بات کو سنیں گے تو یقیناً ایمان
لائیں گے۔

اور دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ حضور نبی مکرم ﷺ عموماً اکثر اور غالباً اپنے ذکر
کے ساتھ اپنے ان دونوں ساتھیوں کا ذکر فرماتے تھے۔ حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کا
ان کے ناموں کو اپنے ذکر کے ساتھ مقترن رکھنا اس بات پر دلیل ہے کہ مقام نبوت کے
بعد افضلیت کا مقام حضراتِ شیعین رضی اللہ عنہما کا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرام رضوان
اللہ علیہم اجمعین حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ظاہری حیاتِ طیبہ میں اسی ترتیب کو
برقرار رکھتے اور خلافت میں بھی انہوں نے اسی ترتیب کو برقرار رکھا۔ چنانچہ حدیث میں
ہے:

(۷) عن محمد بن الحنفیہ حضرت محمد بن حنفیہ رضی اللہ عنہ سے
قال: قلت لابی: ای الناس خیر روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ میں نے
بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ اپنے والد گرامی (حضرت علی کرم اللہ وجہہ
وسلم قال: ابوبکر، قلت: ثم الکریم) سے پوچھا کہ حضور نبی مکرم ﷺ کے
من؟ قال: ثم عمر رضی اللہ بعد سب سے بہتر کون ہے؟ تو حضرت علی رضی
عنہما۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ پھر میں نے

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

کہا: ان کے بعد کون؟ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: عمر رضی اللہ عنہ۔

(صحیح بخاری کتاب: فضائل اصحاب النبی ﷺ، رقم الحدیث: ۳۶۷۱) (سنن ابوداؤد

کتاب: السنۃ باب: فی التفضیل، رقم الحدیث: ۴۶۲۳، دارالسلام)

(۸) عن عبد اللہ بن سلمة قال حضرت عبد اللہ بن سلمہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا، آپ فرما رہے تھے کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد لوگوں میں سب سے افضل حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں اور حضرت ابوبکر کے بعد سب سے افضل حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہیں۔

(سنن ابن ماجہ مقدمہ رقم الحدیث: ۱۰۶، دارالسلام ریاض) (حلیۃ الاولیاء جلد ۱ صفحہ ۲۰۰، تاریخ

بغداد رقم الحدیث: ۳۶۸۶، تہذیب الکمال جلد ۲۱ صفحہ ۳۲۵، الاستیعاب جلد ۳ صفحہ ۱۱۳۹)

(۹) قال سالم بن عبد اللہ ان حضرت سالم بن عبد اللہ فرماتے ہیں کہ ابن عمر قال: کنا نقول حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ارشاد فرمایا: ہم حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حیات طیبہ میں کہا کرتے تھے کہ حضور نبی مکرم ﷺ کے بعد آپ کی تمام امت میں سب سے افضل حضرت ابوبکر ہیں، پھر حضرت عمر اور پھر ان کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہم

ہیں۔

Click For More Books

(صحیح بخاری کتاب: فضائل اصحاب النبی ﷺ، باب: فضل ابوبکر بعد النبی ﷺ، رقم الحدیث: ۳۶۵۵-۳۶۹۸، دارالکتب العربی، بیروت) (سنن ابوداؤد کتاب: السنۃ، باب: فی التفصیل، رقم الحدیث: ۴۲۸۲، دارالسلام)

سو جس ترتیب پر اللہ رب العزت نے ان کو مرتبہ اور فضیلت عطا فرمائی، اسی ترتیب پر ان کو حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نیابت اور خلافت بھی عطا فرمائی۔ جس پر ماسوائے اہل تشیع کے پوری اُمت کا اجماع و اتفاق ہے۔ آج روضہ پاک میں تینوں قبریں بھی اسی ترتیب پر دلالت کرتی ہیں۔ پہلی قبر حضور نبی مکرم ﷺ کی ہے اور دوسری قبر حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی ہے اور تیسری قبر حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی ہے اور یہی ترتیب قرآن مجید کی آیت کریمہ سے مستفاد ہے۔ اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا:

”من النبیین والصدیقین والشہداء والصالحین“

پہلا مرتبہ نبوت کا، دوسرا مرتبہ صداقت کا اور تیسرا مرتبہ شہادت کا ہے، جس سے معلوم ہوا کہ نبوت کے بعد خلافت و نیابت میں صداقت اور پھر شہادت کا مرتبہ عین منشاء الہی کے مطابق ہے۔

کتب شیعہ سے حضرت عمر فاروق کی خلافت پر دلائل

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی خلافت کی حقانیت اور صداقت اس قدر اظہر من الشمس ہے کہ اس کے دلائل کتب شیعہ میں بھی موجود ہیں۔ نمونہ کے طور پر چند دلائل ملاحظہ فرمائیں!

(۱) اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا:

اور جب نبی (مکرم) نے اپنی کسی بیوی

وَإِذْ أَسْرَ النَّبِيِّ إِلَىٰ بَعْضِ

سے ایک راز کی بات کی۔

آيَةٌ أَحَدِهِمْ حَدِيثًا. (التحریم: ۳)

Click For More Books

اس آیت کریمہ کی تفسیر میں اہل تشیع کی معتمد اور معتبر کتب تفسیر ”تفسیر صافی“ تفسیر قمی اور تفسیر منہج الصادقین“ میں شان نزول یوں لکھا ہے:

نبی پاک ﷺ جس دن سیدہ حفصہ کی باری تھی ان کے گھر تشریف فرما تھے۔ اس وقت وہاں ”ماریہ قبطیہ“ بھی موجود تھیں اتفاقاً سیدہ حفصہ کسی کام کے لیے باہر گئی ہوئی تھیں تو حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ماریہ قبطیہ سے صحبت فرمائی تو جب سیدہ حفصہ کو اس بات کا علم ہوا تو وہ حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کی: یا رسول اللہ! آپ نے میرے گھر میں اور پھر میری باری میں ماریہ قبطیہ سے صحبت فرمائی ہے؟ حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سیدہ حفصہ کی دلجوئی کے لیے فرمایا: ایک تو میں نے ”ماریہ قبطیہ“ کو اپنے اوپر حرام کیا اور آئندہ اس سے کبھی صحبت نہیں کروں گا اور دوسرا میں تجھے ایک راز کی بات کہتا ہوں اگر تو نے اس راز کی بات کو ظاہر کیا تو تیرے لیے اچھا نہیں ہوگا۔ تو سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ ٹھیک ہے لہذا آپ فرمائیں کہ وہ راز کی بات کیا ہے؟

فقال ان ابا بکر یلی الخلفاء بعدی ثم بعدہ ابوك
حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا: بے شک میرے بعد خلیفہ ابو بکر ہوں گے پھر ان کے بعد تیرے والد خلیفہ ہوں گے۔ حضرت حفصہ نے عرض کی کہ حضور! یہ خبر تفسیر منہج الصادقین جلد ۹ صفحہ ۳۷۳ تفسیر صافی معنیہ فیض کاشانی سورہ تحریم آیت: یا ایہا النبی الخ

اس روایت سے معلوم ہوا کہ حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بالکل واضح اور غیر مبہم الفاظ میں حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو بشارت دینے کے لیے اور آپ کو خوش

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

کرنے کے لیے اپنے بعد کے خلفاء کے نام بتائے۔ سو اگر حضرات شیخین کی خلافت العیاذ باللہ باطل، ظلم اور غصب تھا اور اس پر اللہ اور اس کے رسول کی ناراضگی تھی تو ایک غلط کام کی حضرت حصہ رضی اللہ عنہا کو بشارت اور خوش خبری دینے کا کیا مطلب تھا؟ حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حضرت حصہ کو ان کے والد گرامی کے خلیفہ ہونے کی بشارت دینا اس بات پر صریح دلیل ہے کہ خلافت کی اس ترتیب پر اللہ جل مجدہ اور اس کے رسول ﷺ کی رضا ہے۔

(۲) نہج البلاغہ میں ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک مکتوب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف لکھا جس میں یہ مضمون تھا:

انہ بايعنى القوم الذين
بايعوا ابا بكر و عمر و عثمان
على ما بايعوهم عليه فلم يكن
للساهد ان يختار ولا للغائب
ان يرد وانما الشورى
للمهاجرين والانصار فان
اجتمعوا على رجل وسمعوه
اماما كان ذلك لله رضى .

مجھ سے انہی لوگوں نے بیعت کی ہے
جنہوں نے ابو بکر، عمر اور عثمان سے بیعت کی تھی،
لہذا اب حاضر کے لیے بیعت کرنے میں کوئی
اختیار ہے نہ غائب کو بیعت مسترد کرنے کا حق
ہے، مشورہ دینے کا منصب مہاجرین اور انصار کا
ہے، اور جب وہ کسی شخص کے انتخاب پر متفق
ہو جائیں اور اس کو امام قرار دے دیں تو یہ اللہ
تعالیٰ کی طرف سے رضا ہے۔

(نہج البلاغہ مکتوب نمبر ۶)

حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے اللہ رب العزت کی مرضی اور پسندیدہ خلافت کا معیار اور کوئی حضرات مہاجرین و انصار کے انتخاب کو قرار دیا اور اسی کو دلیل بنا کر حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم اپنی خلافت کی حقانیت اور صداقت پر استدلال کیا۔ اور حضرت ابو بکر، حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کو خلیفہ منتخب کرنے والے یہی

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

حضرات مہاجرین و انصار تھے سو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اس قائم کردہ معیار سے معلوم ہوا کہ یہ حضرات نگاہ مرتضویٰ میں خلیفہ برحق تھے اور ان کی خلافت عند اللہ مرضی اور خلافت راشدہ تھی۔

(۳) اسی نہج البلاغہ میں ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیعت کو اپنے اوپر لازم کر لیا اور حضرت صدیق اکبر کا خلیفہ برحق ثابت ہونا، حضرت عمر فاروق کی خلافت حقہ پر محکم دلیل ہے کیونکہ خلافت کے لیے حضرت عمر فاروق کا انتخاب خود حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کیا۔ روایت کے الفاظ یہ ہیں:

الدلیل عندی عزیز حتی
اخذ الحق له والقوی عندی
ضعیف حتی اخذ الحق منه
رضینا عن اللہ قضاءہ وسلمنا
للہ امرہ اترانی اکذب علی
رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم واللہ لانا اول من صدقہ
منہ اکون اول من کذب علیہ
فنظرت فی امری فاذا طاعتی
قد سبقت بیعتی واذا الميثاق
فی عنقی لغيری۔ (نہج البلاغہ خطبہ
نمبر ۳۷، صفحہ ۸۱، مطبوعہ بیروت)

ہر ذلیل میرے نزدیک باعزت ہے
جب تک اس کا دوسرے سے حق نہ لے لوں
اور قوی میرے لیے کمزور ہے یہاں تک کہ میں
مستحق کا حق اس سے دلا دوں، ہم اللہ ذوالجود
والعلیٰ کی قضاء پر راضی ہیں اور اللہ کے امر کو
اسی کے سپرد کیا۔ تو سمجھتا ہے کہ میں نبی
مکرّم صلی اللہ علیہ وسلم پر بہتان باندھوں گا، اللہ عزوجل کی
قسم! میں نے ہی سب سے پہلے آپ کی
تصدیق کی تو یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ میں ہی سب
سے پہلا جھٹلانے والا بنوں۔ میں نے اپنے
معاملہ میں غور و فکر کیا تو اس نتیجہ پر پہنچا کہ میرا
ابو بکر کی اطاعت کرنا اور ان کی بیعت میں
داخل ہونا، اپنے لیے بیعت لینے سے بہتر ہے

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

اور میری گردن میں غیر کی بیعت کرنے کا عہد
بندھا ہوا ہے۔

اس روایت سے معلوم ہوا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے نزدیک حضرت
ابوبکر کی اطاعت اور آپ کی بیعت میں داخل ہونا اپنے لیے بیعت لینے سے بہتر تھا سو
اگر حضرت صدیق اکبر یا فاروق اعظم کی خلافت سرے سے ہی غصب، ظلم، ناحق اور
باطل تھی اور ان کی خلافت ولایت علی رضی اللہ عنہ کے انکار کو مستلزم تھی تو حضرت علی کرم
اللہ وجہہ الکریم نے آپ کی بیعت اور اطاعت کو ترجیح کیوں دی۔ آپ ڈٹ جاتے اور
ان سے اپنا وہ حق جو بقول شیعہ: اللہ اور اس کے رسول نے انہیں تفویض کیا تھا وہ وصول
کرتے جبکہ آپ خود فرمانا ہے ہیں کہ قوی اور ضعیف میری نظر میں برابر ہیں تو تقیہ کا عذر
بھی نہیں ہو سکتا۔

نیز آپ کا یہ فرمانا کہ میری گردن میں غیر کا میثاق یعنی عہد بندھا ہوا ہے جس میں
اشارہ تھا کہ یہ وعدہ خود حضور نبی مکرم ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کیا تھا کہ وہ
ابوبکر کی بیعت کریں گے اور ان کی خلافت کو تسلیم کریں۔ سو صاحبان عقل و خرد سے سوال
ہے کہ اگر حضرات شیخین کی خلافت ظلم اور باطل تھی تو کیا حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام
ظلم کا میثاق اور وعدہ لے سکتے ہیں؟

(۴) حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے مشیر خاص تھے آپ
نے حضرت عمر کو مہمات میں بڑے گراں قدر مشورے دیئے اور حضرت عمر فاروق
رضی اللہ عنہ نے ان پر عمل بھی کیا۔ جیسا کہ روم و فارس کی جنگ کے موقع پر ہوا۔
یہ ایک اور قوی دلیل ہے اس بات پر کہ یہ حضرات باہم شیر و شکر اور ایسے دوسرے
کے معتمد تھے اور اس بات پر کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نزدیک حضرت عمر
فاروق رضی اللہ عنہ برحق تھے۔

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

(۵) حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف ایک خط لکھا، جس میں حضراتِ شیخین کے مقام و مرتبہ کا اعتراف مولا علی نے ان الفاظ کے ساتھ کیا:

فکان افضلہم فی الاسلام
وانصحہم للہ ولرسولہ
الخلیفة و خلیفة الخلیفة
ولعمری ان مکانہما فی
الاسلام شدید رحمہما اللہ
وجزاہما باحسن الجزاء الخ۔
(وفی روایة) استخلف الناس
ابا بکر، ثم استخلف ابوبکر
عمر واحسنا السیرة وعدلا فی
الامة۔ (وفی روایة) کان
افضلہم فی الاسلام وانصحہم
للہ ولرسولہ الخلیفة الصدیق
و خلیفة الخلیفة الفاروق
ولعمری ان مکانہما فی
الاسلام لعظیم وان المصاب
بہما لجرح فی الاسلام شدید
یرحمہما اللہ وجزاہما
باحسن ما عملا۔

مسلمانوں میں سے سب سے افضل
اسلام میں اور اللہ عزوجل اور اس کے رسول
کے سب سے زیادہ خیر خواہ خلیفہ (اول) اور پھر
ان کے خلیفہ تھے اور مجھے میری زندگی کے رب
کی قسم! ان دونوں حضرات کا اسلام میں بہت
اونچا مقام ہے اللہ ان پر رحمت فرمائے اور
انہیں بہت اچھی جزا عطا فرمائے! (ایک
روایت میں یہ الفاظ ہیں:) لوگوں نے حضرت
ابوبکر کو خلیفہ منتخب کیا، پھر حضرت ابوبکر نے
حضرت عمر کو خلیفہ بنایا، یہ دونوں اچھی سیرت
کے مالک تھے اور انہوں نے امت میں عدل و
انصاف کو فروغ دیا۔ (ایک روایت میں الفاظ
یہ ہیں:) اسلام میں لوگوں میں سے سب سے
زیادہ فضیلت والے اور اللہ ذوالجود والعلیٰ اور
اس کے رسول ﷺ کے خیر خواہ خلیفہ (اول)
ابوبکر ہیں اور ان کے خلیفہ حضرت عمر ہیں اور
مجھے اپنی زندگی کے رب کی قسم! ان دونوں کی
عزالت اسلام میں بہت عظیم ہے اور ان کی

Click For More Books

رحلت سے اسلام میں بہت سے مصائب پیدا ہو گئے۔ اللہ (عزوجل) ان پر رحم فرمائے اور ان کے اعمال کی جزائے خیر عطا فرمائے۔

(واقعہ صفین صفحہ ۶۳-۱۳۹، مطبوعہ مطبع عباسیہ بیروت) (شرح نہج البلاغۃ ابن میثم بحرانی جلد ۴

صفحہ ۳۶۲، مطبوعہ تہران، زیر خط نمبر ۹)

اس روایت میں نہ صرف یہ کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرات شیخین کو خلیفہ برحق کہا اور ان کی تعریف و توصیف کی بلکہ انہیں اس پوری امت میں سب سے افضل قرار دیا اور یہ کہ وہ اللہ اور اس کے رسول کے سب سے زیادہ خیر خواہ تھے۔ کہاں حضرت علی کے نظریات جو شیعہ کی کتب معتمدہ، معتبرہ اور متداولہ سے ثابت ہیں۔ اور کہاں اہل تشیع کا ان حضرات پر سب و شتم اور ان کو غاصب و ظالم قرار دینا۔ اس سے معلوم ہوا کہ شیعہ حضرات کا دور دور تک حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کوئی تعلق نہیں۔

(۶) حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت کی صحت، حقانیت اور صداقت پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ایک اور فرمان شیعہ کی مستند کتاب ”تلخیص الثانی“ کا ملاحظہ فرمائیں:

ان فی الخبر المروى عن امیر المؤمنین علیہ السلام سے روایت ہے کہ جب آپ سے کہا گیا کہ آپ وصیت کیوں نہیں کرتے؟ تو آپ نے فرمایا: کیا حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے (خلیفہ کے لیے) وصیت فرمائی تھی کہ میں وصیت کروں، لیکن اگر اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرمایا تو ان کو ان میں سے

ان فی الخبر المروى عن امیر المؤمنین علیہ السلام کما قبل له الا توصی فقال ما اوصی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاوصی ولكن ان اراد اللہ بالناس خیرا استجمعهم علی خیرهم کما جمعهم بعد

Click For More Books

نبیہم علی خیرہم ۔ بہترین شخص پر جمع فرمادے گا جیسا کہ اس نے نبی
(تخصیص الشافی تالیف شیخ الطائفہ مکرم علیہ السلام کے بعد انہیں بہترین حضرات پر
ابی جعفر الطوسی جلد ۲ صفحہ ۲۳۷ دلیل آخر علی جمع فرمادیا۔
امامت علیہ السلام مطبوعہ قم۔)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اس فرمان سے چند باتیں معلوم ہوئیں:

(۱) حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حضور نبی مکرم علیہ السلام نے خلافت کے متعلق کوئی وصیت
نہیں فرمائی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بایں معنی وصی قرار دینا سراسر اہل تشیع کا
کذب و جل اور فریب ہے، اگر حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آپ کو خلافت
کی وصیت فرمائی ہوتی تو آپ بہر صورت اپنا حق وصول فرماتے اس لیے کہ آپ
شیر خدا اور حیدر کرار تھے کسی سے ڈرنے والے نہیں تھے۔

(۲) حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اس فرمان سے یہ بھی معلوم ہوا کہ امام و خلیفہ منصوص
من اللہ نہیں ہوتا بلکہ یہ اہل رائے اور اہل شوریٰ پر تفویض ہوتا ہے وہ اپنی صواب
دید سے جس کو خلیفہ نامزد کر دیں وہی اللہ جل مجدہ کی مرضی ہے جیسا کہ نبی البلاغہ
کے اس فرمان ”انما الشوری للمہاجرین والانصار“ سے ثابت ہے۔

(۳) دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے نزدیک خلفائے
ملائکہ اس امت کے بہترین افراد اور خلفائے برحق ہیں۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے کتب شیعہ سے

بزبان ائمہ اہل بیت مزید فضائل و مناقب

اہل تشیع نے امت میں افتراق و انتشار ڈالنے اور ملت کا شیرازہ منتشر کرنے کے
لیے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور ائمہ اہل بیت کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے
درمیان نفرت، بغض و عداوت اور کینہ و عناد پر مبنی روایات کا افتراء و بہتان کیا اور عامتہ

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

الناس کو یہ تاثر دینے کی کوشش کی کہ العیاذ باللہ تعالیٰ صحابہ کرام نے اہل بیت پر ظلم و ستم ڈھائے ان کو جائز حقوق سے محروم رکھا اور ان کی قدر پامال کی، لیکن حقیقت میں یہ سب روایات سبائی سازش، جھوٹ کا پلندہ اور بہتانات پر مبنی ہیں، ان کا حقائق اور واقعیت کے ساتھ دور کا بھی تعلق نہیں۔ حقائق یہ ہیں کہ صحابہ کرام اور اہل بیت کرام کے درمیان کوئی منافرت، کوئی دوری، کوئی بغض و کینہ اور حسد و عناد نہ تھا بلکہ ان کے قلوب آپس میں ایک دوسرے کے لیے جذبہ تکریم و تعظیم اور محبت و عقیدت سے مملو تھے۔ صحابہ کرام، برسر عام اہل بیت کا حق عظمت تسلیم کرتے اور اہل بیت برسر عام صحابہ کرام کی تعریف و توصیت کرتے تھے، جس پر بہت تفصیلی دلائل موجود ہیں۔ یہاں خوف طوالت سے چند روایات ائمہ اہل بیت کی مقدس زبان سے حضرت صدیق اور حضرت فاروق کے لیے ملاحظہ فرمائیں!

(۱) اہل تشیع کے معروف مصنف، سید نعمت اللہ الجزائری موسوی نے انوار نعمانیہ میں نقل کیا ہے کہ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے خلیفہ وقت کے دربار میں حضرات شیخین رضی اللہ عنہما کے متعلق علی الاعلان فرمایا:

ہما امامان عادلان وہ دونوں (یعنی حضرت ابوبکر و حضرت قاسطان کانا علی الحق فماتا (عمر) امام عادل و منصف تھے وہ حق پر تھے وہ علیہ علیہما رحمة اللہ یوم اسی حق پر فوت ہوئے ان دونوں پر قیامت کے القیامة۔ (انوار نعمانیہ جلد اول صفحہ ۹۹) دن تک اللہ عزوجل کی رحمت ہو۔

(۲) حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے برسر منبر علی الاعلان خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے حضرات شیخین کی افضلیت کو ان الفاظ میں تسلیم کیا:

الا ان خیر هذه الامة بعد سنو! بے شک اس امت میں نبی مکرم ﷺ کی ذات اقدس کے بعد سب سے بہتر حضرت نبیہا ابوبکر و عمر۔

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

(شانی صفحہ ۱۷۶، تلخیص صفحہ ۲۳۰) ابوبکر اور حضرت عمر ہیں۔

(۳) اہل تشیع کی معتبر ترین کتاب ”شانی“ مصنفہ علم الہدیٰ سید مرتضیٰ اور ”تلخیص شانی“

مصنفہ محقق بلوخی میں یہ روایت موجود ہے:

امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ اپنے والد

روی عن جعفر بن محمد

ماجد امام محمد باقر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے

عن ابیہ ان رجلا من قریش جاء

ہیں کہ ایک قریش کا جوان امیر المؤمنین سیدنا

الی امیر المؤمنین علیہ السلام

علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی خدمت میں حاضر ہوا

فقال سمعته يقول فی الخطبة

اور عرض کی کہ یا حضرت! میں نے آپ سے

آنفا اللہم اصلحنا بما اصلحت

ابھی خطبہ میں فرماتے ہوئے سنا ہے کہ آپ فرما

به الخلفاء الراشدين فمن هما

رہے تھے کہ اے میرے پروردگار! ہم پر اسی

قال: هما حبیبای و عماک

مہربانی کے ساتھ کرم فرما جو مہربانی و کرم تُو نے

ابوبکر و عمر اما ما الہدیٰ

خلفائے راشدین پر فرمایا ہے تو وہ خلفائے

وشیخنا الاسلام ورجلا قریش

راشدین کون ہیں؟ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ

والمقتدی بہما بعد رسول

نے فرمایا کہ وہ میرے حبیب و دوست اور

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من

تیرے چچا ہیں ابوبکر و عمر وہ دونوں ہدایت کے

اقتدی بہما عصم و من اتبع

امام ہیں اور وہ دونوں اسلام کے پیشوا ہیں جس

آثارہما ہدیٰ الی صراط

نے ان کی پیروی کی وہ (جہنم سے) بچ گیا اور

مستقیم۔

جس نے ان کی اقتداء کی اس نے صراطِ مستقیم

(شانی مع تلخیص جلد ۲ صفحہ ۲۲۸)

کی ہدایت پالی۔

(۴) اہل تشیع کی ایک اور مستند کتاب ”کشف الغمہ“ کے حوالے سے امام محمد زین

العابدین رضی اللہ عنہ کا فرمان ملاحظہ فرمائیں! اگر شیعہ میں کچھ بھی ائمہ اہل بیت

Click For More Books

کے فرامین کا پاس و لحاظ ہے تو امام محمد زین العابدین کے اس فرمان کو حریز جان و ایمان بناتے ہوئے سر تسلیم خم کریں اور حضرات صحابہ بالعموم شیخین کریمین بالخصوص کی گستاخی، اہانت، استخفاف و استحقار سے صدقِ دل سے توبہ کریں۔ وگرنہ اس فرمان کی روشنی میں انہیں یہ بصیرت اور یقین ہو جانا چاہیے کہ ان کے نظریات و معتقدات سراسر ائمہ اہل بیت کے نظریات و معتقدات سے متصادم اور مخالف ہیں اور ان کی مخالفت کا انجام باتفاق فریقین، خذلان و خسران اور ذلت و عذاب ہے۔
فرمان ملاحظہ فرمائیں:

امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کی خدمت میں عراقیوں کا ایک گروہ حاضر ہوا، انہوں نے حضرت ابو بکر، حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کی تنقیص شروع کر دی، جب خاموش ہوئے تو امام عالی مقام نے ان سے دریافت کیا کہ کیا تم بتا سکتے ہو کہ تم مہاجرین اولین ہو جو اپنے گھروں اور مالوں سے ایسی حالت میں نکالے گئے تھے کہ وہ اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کی رضا چاہنے والے تھے اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی مدد و اعانت کرتے تھے اور وہی سچے تھے۔ عراقی کہنے لگے کہ ہم وہ نہیں ہیں۔ امام عالی مقام رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ پھر تم وہ لوگ ہو جنہوں نے اپنے گھر بار اور ایمان کو ان مہاجرین کے آنے سے

قدم علیہ نفر من اهل العراق فقالوا فی ابی بکر و عمر و عثمان رضی اللہ عنہم فلما فرغوا من کلامہم قال لہم: الا تخبرونی انتم المهاجرون الاولون الذین اخرجوا من دیارہم و اموالہم یتغون فضلا من اللہ و رضوانا ینصرون اللہ و رسولہ و اولئک ہم الصادقون؟ قالوا: لا، قال: فانتم الذین تبؤوا الدار و الایمان من قبلہم یحبون من ہاجر الیہم و لا یجدون فی صدورہم حاجة مما اوتوا

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

پہلے تیار کیا ہوا تھا، ایسی حالت میں کہ وہ اپنی طرف ہجرت کرنے والوں کو دل سے چاہتے تھے اور جو کچھ مال و متاع مہاجرین کو دیا گیا تھا اس کے متعلق اپنے دلوں میں کسی قسم کا حسد، بغض اور کینہ نہیں پاتے اور اگرچہ وہ خود بھی حاجت مند تھے مگر پھر بھی مہاجرین کو اپنے اوپر ترجیح دیتے تھے؟ عراقیوں نے کہا کہ ہم وہ (انصار) بھی نہیں ہیں۔ امام عالی مقام سید الساجدین رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم اپنے اقرار سے ان دونوں جماعتوں میں سے کسی ایک سے ہونے کی برأت ظاہر کر چکے ہو اور میں اس بات کی شہادت دیتا ہوں کہ تم ان مسلمانوں میں سے بھی نہیں جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرمایا ہے: ”اور وہ مسلمان لوگ جو مہاجرین اہلین اور انصار سابقین کے بعد آئیں گے وہ عرض کریں گے کہ اے ہمارے رب! ہمیں بخش اور ہمارے ان بھائیوں کو بخش جو ہم سے ایمان کے ساتھ سبقت لے جا چکے ہیں اور ایمان والوں کے متعلق ہمارے دلوں میں کسی قسم کا کھوٹ، بغض، کینہ اور حسد یا عداوت نہ ڈال۔“ یہ فرما کر امام عالی مقام زین

ویثرون علی انفسہم ولو کان بہم خصاصة؟ قالوا: لا! قال: اما انتم فقد تبرأتم ان تكونوا من احد ہذین الفریقین وانا اشہد انکم لستم من الذین قال اللہ تعالیٰ فیہم ”والذین جاءوا من بعدہم یقولون ربنا اغفر لنا ولاخواننا الذین سبقونا بالایمان ولا تجعل فی قلوبنا غلا للذین آمنوا“ اخرجوا عنی فعل اللہ بکم۔

(کشف الغم صفحہ ۱۹۹ مطبوعہ ایران)

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

العابدین رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میرے پاس سے نکل جاؤ اللہ تمہیں ہلاک کرے۔

امام عالی مقام کی یہ ہلاکت اور تباہی کی دعا ہر اس شقی کو پہنچے گی جو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم پر تبراً اور سب و شتم کرتا ہے۔

(۵) کتاب ناخ التواریخ جلد دوم کتاب احوال امام زین العابدین رضی اللہ عنہ صفحہ ۵۹۰ پر امام الساجدین کے فرزند ارجمند حضرت زید کا ارشاد گرامی بھی ملاحظہ فرمائیں:

کوفہ کے مشہور ترین لوگوں کے ایک گروہ نے حضرت زید بن زین العابدین رضی اللہ عنہما سے بیعت کی ہوئی تھی وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ اللہ آپ پر رحمت کرے! آپ ابو بکر و عمر (رضوان اللہ علیہما) کے حق میں کیا فرماتے ہیں؟ آپ نے جواب دیا کہ میں ان کے حق میں سوائے کلمہ خیر کے اور کچھ کہنے کے لیے تیار نہیں ہوں اور اپنے خاندان سے بھی ان کے حق میں سوائے کلمہ خیر کے میں نے کچھ نہیں سنا۔ حاصل یہ ہے کہ حضرت زید بن علی نے فرمایا کہ ابو بکر اور عمر نے کسی پر بھی ظلم نہیں کیا اور اللہ عزوجل کی کتاب اور سنت رسول ﷺ پر کاربند رہے۔

طائفہ از معارف کوفہ بزید بیعت کردہ بودند در خدمتش حضور یافتہ گفتند۔ رحمک اللہ در حق ابی بکر و عمر چہ میگوئی؟ فرمود دربارہ ایشان جز بخیر سخن نکنم و از اہل خود نیز در حق ایشان جز سخن خیر نشینندہ ام و ایس سخنان منافی آن روایتے است کہ از عبد اللہ مسطور افتاد بالجملہ زید فرمود ایشان بر کسے ظلم و ستم نراند

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

ندوب کتاب خدا و

سنت رسول کار کردند۔

(تاریخ التواتر جلد ۲ صفحہ ۵۹۰)

قارئین! یہ چند روایات کتب شیعہ سے ائمہ اہل بیت کے فرامین پر مشتمل ہیں۔
شیعہ لوگوں کو یقیناً اس پر ایمان لانا چاہیے اور جو ائمہ اہل بیت کے یہ صریح واضح اور غیر
مبہم فرامین پڑھ کر بھی اپنی ضد اور عناد پر قائم رہے تو اس کا انجام سوائے تباہی ہلاکت اور
جہنم کے عذاب کے سوا کچھ نہیں۔ اللہ جل مجدہ عقل سلیم اور فہم و بصیرت کا نور عطا
فرمائے۔ آمین!

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت

قارئین کرام! مدارِ ایمان، اساسِ دین اور بنیادِ اسلام، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت
ہے چنانچہ حدیث صحیح میں ہے:

عن انس رضی اللہ عنہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت
قال: قال النبی صلی اللہ علیہ ہے کہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم میں
وسلم لا یؤمن احدکم حتی سے کوئی اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب
اکون احب الیہ من والدہ تک کہ میں اسے اس کے والد اس کی اولاد اور
وولده والناس اجمعین۔ (متفق تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔
علیہ)

(صحیح بخاری، کتاب: الایمان، باب: حب الرسول صلی اللہ علیہ وسلم من الایمان، رقم الحدیث: ۱۵)

دارالکتاب العربی، بیروت) (صحیح مسلم، کتاب: الایمان، باب: وجوب محبة الرسول صلی اللہ علیہ وسلم، رقم

الحدیث: ۲۳، دارالکتاب العربی، بیروت)

اور چونکہ اس اُمت میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے بعد سب سے زیادہ

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

محکم ایمان والے حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہیں، اسی لیے حضور نبی مکرم ﷺ کی محبت میں بھی فائق تر ہیں۔ اس موضوع پر ضمناً اگرچہ بہت سی روایت گزر چکی ہیں۔ لیکن چند مزید ملاحظہ فرمائیں۔

(۱) امام بخاری اپنی صحیح میں روایت کرتے ہیں:

عن عبد اللہ بن ہشام
رضی اللہ عنہ، قال: کنا مع
النبی صلی اللہ علیہ وسلم،
وهو آخذ بيد عمر بن
الخطاب، فقال له عمر: يا
رسول اللہ، لانت احب الی من
کل شیء الا من نفسی، فقال
النبی صلی اللہ علیہ وسلم: لا
والذی نفسی بیده، حتی اکون
احب الیک من نفسك۔ فقال له
عمر: فانه الآن، واللہ لانت
احب الی من نفسی، فقال النبی
صلی اللہ علیہ وسلم: الآن یا
عمر۔

حضرت عبداللہ بن ہشام رضی اللہ عنہ
سے مروی ہے، آپ فرماتے ہیں کہ ہم نبی
مکرم ﷺ کے ساتھ تھے اور آپ نے حضرت
عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑا ہوا تھا،
حضرت عمر نے عرض کی: یا رسول اللہ! آپ
مجھے ہر چیز سے بڑھ کر محبوب ہیں ماسوا اپنی
جان کے۔ نبی مکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:
نہیں! اس ذات کی قسم جس کے دست قدرت
میں میری جان ہے! یہاں تک کہ میری ذات
تجھے اپنی جان سے بڑھ کر محبوب نہ ہو جائے۔ تو
حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: پس بے
شک اللہ عزوجل کی قسم! آپ اب مجھے اپنی
جان سے بھی بڑھ کر محبوب ہیں، تو نبی مکرم ﷺ
نے ارشاد فرمایا: اب اے عمر!

(صحیح بخاری، کتاب: الایمان والذکر، باب: ارقم الحدیث: ۶۶۳۲، دارالکتب العربی، بیروت)

(۲) صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے لیے سب سے زیادہ جانکاه صدمہ اور

مصیبت، حضور نبی مکرم ﷺ کا وصال تھا۔ وہ صحابہ جو دیدار محبوب کے بغیر تڑپ

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

اُٹھتے، حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہجر و فراق اور وصال اقدس پر اس قدر بے چین، مضطرب اور بے کل ہو گئے کہ دنیا انہیں اندھیر محسوس ہونے لگی اور ان کی زندگی کا سکون و چین ختم ہو گیا۔ یہی کیفیت حضور نبی مکرم ﷺ کے وصال مبارک کے وقت حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی ہو گئی۔ یہاں تک کہ شدت اضطراب میں آپ نے اپنی تلوار باہر نکال لی اور فرمایا: جس نے یہ کہا کہ حضور نبی مکرم ﷺ ہمیں داغِ مفارقت دے چکے ہیں تو میں اس کا سر قلم کر دوں گا، لیکن جب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی زبان اقدس سے حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال اقدس کا سنا تو حضرت عمر شدتِ صدمہ سے زمین پر گر گئے۔ روایت ملاحظہ فرمائیں!

امام قسطلانی متوفی ۹۲۳ھ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضور نبی مکرم ﷺ کے وصال کے وقت فرمایا:

لا اسمع احدا يقول مات رسول الله صلى الله عليه وسلم الا ضربته بسيفي هذا .
حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے جس کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ حضور نبی مکرم ﷺ کا وصال ہو گیا ہے تو میں اپنی (مواہب اللدنیہ جلد ۳ صفحہ ۳۸۹) اس تلوار سے اس کی گردن اڑا دوں گا۔

ایک روایت میں ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ کے بعض صحابہ کی حالت بہت زیادہ خراب ہو گئی اور ان میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بھی تھے۔
امام قسطلانی فرماتے ہیں:

وكان عمر رضي الله عنه
اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان میں سے
ممن خبل . (مواہب جلد ۳ صفحہ ۳۹۱)
تھے جن کی حالت حضور نبی مکرم ﷺ کے وصال کے وقت بہت خراب ہو چکی تھی۔

Click For More Books

اسی مواہب میں ہے:

وکان عمر اجزع الناس
کہ تمام صحابہ میں سب سے زیادہ
گھبرائے ہوئے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ
کلہم -
تھے۔

اور جب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی زبان اقدس سے حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال کا سنا تو آپ حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حجرہ میں روتے ہوئے داخل ہوئے اور حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف دیکھا تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ شدتِ جزع و فزع میں کہنے لگے: ”واغشیاہ“ ہائے! مجھ پر بے ہوشی طاری ہو جائے۔ (مواہب اللدنیہ جلد ۳ صفحہ ۲۸۹)

اور آپ نے روتے ہوئے یہ کلمات عرض کیے:

قال وهو يبكي: بابي انت
روتے ہوئے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ
وامی یا رسول اللہ! لقد کان
عنه نے عرض کی: یا رسول اللہ! میرے ماں باپ
لك جذع تخطب الناس عليه؛
آپ پر قربان! جب لوگ کثرتِ تعداد میں
فلما كثروا اتخذت منبرا
ہوئے اور آپ کے لیے منبر بنایا گیا تا کہ آپ
لتسههم؛ فمن الجذع لفراقك؛
اس پر جلوہ افروز ہو کر لوگوں کو خطاب سنائیں تو
حتى جعلت يدك عليه فسكن؛
حنین الجذع آپ کے فراق سے شدت کے
فامتك اولی بالحنین عليك
ساتھ رویا؛ تو آپ کی امت کا زیادہ حق بنتا ہے
حين فارقتهم؛ بابي انت وامی یا
کہ وہ آپ کے فراق پر کھجور کے تنے سے بڑھ
رسول اللہ! لقد بلغ من
کر روئے۔ میرے ماں باپ یا رسول اللہ آپ
فضيلتك عند ربك ان جعل
پر قربان ہوں! تحقیق آپ اپنے رب کے حضور؛
طاعتك طاعته؛ قال: من يطع
اس منزلت و مقام پر فائز ہیں کہ اس نے آپ

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

الرسول فقد اطاع اللہ، بابی
انت وامی یا رسول اللہ، لقد
بلغ من فضيلتك عنده ان بعثك
آخر الانبياء وذكرك في اولهم،
فقال تعالى: (واذ اخذنا من
النبيين ميثاقهم ومنك ومن
نوح) (الاحزاب: ۷) بابی انت
وامی یا رسول اللہ، لقد بلغ من
فضيلتك عنده، ان اهل النار
يودون ان يكونوا اطاعوك وهم
في اطباقها يعذبون، يقولون
بالتنا اطعنا اللہ واطعنا
الرسول .
(مواہب اللدنیہ جلد ۳ صفحہ ۳۹۵، بیروت)

کی اطاعت کو اپنی اطاعت قرار دے دیا اور
فرمایا: ”جو رسول کی اطاعت کرے پس تحقیق
اس نے اللہ کی اطاعت کی“ میرے ماں باپ
یا رسول اللہ آپ پر قربان ہوں! تحقیق آپ
اپنے رب عزوجل کے حضور اس منزلت اور
فضیلت پر فائز ہیں کہ اس نے آپ کو بھیجا تو
سب انبیاء کے آخر میں لیکن آپ کا ذکر سب
انبیاء سے پہلے فرمایا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:
”اور جب ہم نے انبیاء سے پختہ وعدہ لیا اور
اے محبوب! تم سے لیا اور نوح سے لیا“۔
یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان
ہوں! آپ اللہ کی بارگاہ میں اس مرتبت عالی پر
فائز ہیں کہ جہنمی تمنا کریں گے کہ کاش وہ آپ
کی اطاعت کرتے، اس حال میں کہ وہ جہنم کے
طبقات میں عذاب دیئے جا رہے ہوں گے اور
وہ کہیں گے: کاش کہ ہم نے اللہ کی اطاعت کی
ہوتی اور رسول کی اطاعت کی ہوتی۔

(۳) حضرت زید بن اسلم رضی اللہ عنہ سے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے بارے
میں مروی ہے: ایک رات آپ عوام کی خدمت کے لیے رات کو نکلے تو آپ نے
ایک گھر میں دیکھا کہ چراغ جل رہا ہے اور ایک بوڑھی عورت اون کاتے ہوئے
ہجر و فراق میں ڈوبے ہوئے یہ اشعار پڑھ رہی تھی:

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

صلی علیہ الطیبون الاخیار

علی محمد صلاة الابرار

یا لیت شعری والمنا یا اطوار

قد کنت قواما بکا بالاسحار

هل تجمعی وحبیبی الدار

” (حضرت) محمد ﷺ پر اللہ عزوجل کے تمام ماننے والوں کی طرف سے سلام ہو اور تمام متقین کی طرف سے بھی۔ آپ راتوں کو اللہ تعالیٰ کی یاد میں کثیر قیام کرنے والے اور سحری کے وقت آنسو بہانے والے تھے۔ ہائے افسوس! اسباب موت متعدد ہیں، کاش مجھے یقین ہو جائے کہ روز قیامت مجھے آقا کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا قرب نصیب ہو سکے گا۔“

یہ اشعار سن کر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو بے اختیار اپنے محبوب ﷺ کی یاد آگئی اور وہ زار و قطار رو پڑے۔ اہل سیر آگے لکھتے ہیں:

طرق علیہا الباب، انہوں نے دروازے پر دستک دی،
فقلت: من هذا، فقال: عمر بن خاتون نے پوچھا: کون؟ آپ نے فرمایا: عمر
الخطاب، فقالت: مالی ولعمر بن الخطاب، خاتون نے کہا: رات کے ان
فی هذه الساعة؟ فقال: افتحی، اوقات میں عمر کو یہاں کیا کام؟ آپ رضی اللہ
یرحمک اللہ فلا بأس علیک، عنہ نے فرمایا: اللہ عزوجل تجھ پر رحم فرمائے! تو
ففتحت له، فدخل علیہا، وقال: دروازہ کھول تجھے کوئی پریشانی نہ ہوگی۔ اس
ردی الکلمات التي قلتیہا آنفا، نے دروازہ کھولا، آپ اندر داخل ہو گئے اور کہا:
فردتها، فقال: ادخلینی معكما، جو اشعار تو ابھی پڑھ رہی تھی انہیں دوبارہ پڑھ!
وقول وعمر فاغفر له یا غفار، اس نے جب دوبارہ اشعار پڑھے تو آپ کہنے

(کتاب الزید للامام ابن مبارک

جلد ۱ صفحہ ۲۶۳، الثناء قاضی عیاض صفحہ ۲۵۱ اپنے ساتھ شامل کر لے اور یہ کہ ہم دونوں کو

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

رقم الحدیث: ۱۲۱۷، بیروت) آخرت میں حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کا

ساتھ نصیب ہو اور اے بہت بخشے والے! عمر کو

بھی بخش دے!

بقول قاضی سلیمان منصور پوری رحمۃ اللہ علیہ:

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ اس کے بعد چند دن تک صاحب فراش رہے اور صحابہ

کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین آپ کی عیادت کے لیے آتے رہے۔

(۴) عن مصعب بن عمیر حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ سے

روایت ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ

نے اُمہات المؤمنین عشرۃ آلاف

وزاد عائشۃ الفین وقال: انها

حبیبۃ رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم۔ (المستدرک جلد ۵ صفحہ ۱۰۱)

رقم الحدیث: ۶۷۸۳، دار المعرفۃ، بیروت)

(ابن سعد جلد ۸ صفحہ ۶۷)

اللہ عنہا، رسول اللہ ﷺ کی حبیبہ ہیں۔

(۵) امام مسلم روایت کرتے ہیں:

قال عمر رضی اللہ عنہ،

واللہ لئن امرنی رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم بضرب

عنقہا لا ضربن عنقہا۔

حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے

فرمایا: اللہ عزوجل کی قسم! اگر رسول اللہ ﷺ

مجھے میری بیٹی حفصہ کے متعلق حکم دیں کہ میں

اس کا سر قلم کر دوں تو میں ضرور (تعمیل حکم میں)

حفصہ کا سر قلم کر دوں گا۔

(صحیح مسلم کتاب: الطلاق، باب: فی الایلاء، رقم الحدیث: ۳۶۹۱، دارالکتب العربی، بیروت)

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

حضرت سیدنا عمر کی اہل بیت سے محبت

بات تشنہ رہ جائے گی اگر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اہل بیت سے محبت، عقیدت اور مودت کو بیان نہ کیا جائے۔ چنانچہ چند روایات اس پر بھی ملاحظہ فرمائیں:

(۱) جب حضور نبی مکرم ﷺ نے غدیر خم کے مقام پر حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ کی محبوبیت کے مقام کو بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

من كنت مولاه فعلي
مولاہ اللہم وآل من والاہ وعاد
من عاداتہ۔
جس کا میں مولا ہوں اس کا علی مولا
(محبوب) ہے اے اللہ! اسے تو دوست رکھ جو
علی کو دوست رکھے اور اس سے تو عداوت رکھ
جو علی سے عداوت رکھے۔

اس فرمان کو سننے کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ملے اور فرمایا:

ہنیئا یا ابن ابی طالب
اصبحت وامسیت مولی کل
مؤمن۔ وفی روایة: فقال عمر
بن الخطاب رضی اللہ عنہ بنخ
بنخ لك یا بن ابی طالب
اصبحت وامسیت مولای
ومولی کل مسلم۔
اے ابن ابی طالب! مبارک ہو! آپ
صبح و شام (یعنی ہمیشہ کے لیے) ہر مؤمن و
مؤمنہ کے مولا و محبوب بن گئے۔ اور ایک اور
روایت میں ہے کہ اس پر حضرت عمر بن الخطاب
رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مبارک ہو! اے ابن ابی
طالب! آپ میرے اور ہر مسلمان کے مولا و
محبوب ٹھہرے۔

(مسند احمد جلد ۲ صفحہ ۲۸۱ رقم الحدیث: ۱۸۵۰۲، معنف ابن ابی شیبہ جلد ۶ صفحہ ۳۷۲، رقم الحدیث:

۳۲۱۱۸، تاریخ بغداد رقم الحدیث: ۳۳۹۲، تاریخ دمشق الکبیر جلد ۳۲ صفحہ ۲۳۳، کنز العمال رقم الحدیث:

Click For More Books

۳۶۳۲۰ البدایہ والنہایہ جلد ۲ صفحہ ۱۶۹

(۲) امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس دو دیہاتی لڑتے ہوئے آئے، آپ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے فرمایا کہ ان دونوں کے درمیان فیصلہ کر دیں، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فیصلہ کر دیا تو ان میں سے ایک نے کہا: یہ کیا فیصلہ کرے گا ہمارے درمیان؟ تو یہ سن کر:

قوئب الیہ عمر واخذ
بتلبیہ وقال ویحک ما تدری
من هذا؟ هذا مولاک ومولی کل
مؤمن من لم یکن مولاہ فلیس
بمؤمن. (الصواعق المحرقة صفحہ ۱۷۷) نہیں۔
حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس پر ٹوٹ پڑے اور اس کا گریبان پکڑ کر فرمایا: کیا تو جانتا ہے کہ یہ کون ہیں؟ یہ تیرے اور ہر مؤمن کے مولا ہیں اور جس کے یہ مولا نہیں ہیں وہ مؤمن نہیں۔

(۳) حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے محبت کے متعلق یہ روایت بھی چشم بینا سے پڑھنے کے قابل ہے۔ جسے امام قرطبی نے ”التذکرہ“ میں نقل فرمایا:

روی عن عروۃ قال: وقع
رجل فی علی رضی اللہ عنہ
عند عمر بن الخطاب رضی
اللہ عنہ، فقال له عمر رضی
اللہ عنہ، مالک قبحک اللہ: لقد
آذیت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم فی قبرہ۔
عروہ نے فرمایا کہ ایک آدمی نے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی موجودگی میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی تنقیص کی تو حضرت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے فرمایا: تجھے کیا ہے؟ اللہ تجھے برباد کرے! بے شک تو نے (حضرت علی رضی اللہ عنہ کی تنقیص کر کے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کی قبر میں اذیت پہنچائی ہے۔

(التذکرۃ فی احوال الموقی وأموال الآخرة صفحہ ۵۸ دار الکتاب العربی بیروت)

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

سو جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اذیت کو رسول اللہ ﷺ کی اذیت سمجھتے ہوں تو کیا خود ان سے متصور ہو سکتا ہے کہ وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی تنقیص کریں یا ان کو اذیت پہنچائیں۔

(۴) حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فضیلت علمی کا ان الفاظ میں

اعتراف فرماتے تھے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ

خطبنا عمر رضی اللہ عنہ

عنه، فقال اقضانا علی۔ اور اس میں فرمایا کہ ہم میں بڑے قاضی علی کرم

اللہ وجہہ الکریم ہیں۔

(استیعاب صفحہ ۲۷۵، حلیۃ الاولیاء جلد ۱ صفحہ ۶۵، الریاض النضرۃ جلد ۲ صفحہ ۲۶۲، الصواعق المحرقة

صفحہ ۱۲۲)

(۵) نیز حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے:

لا یفتین احد فی المسجد

وعلی حاضر۔ کہ حضرت علی کی موجودگی میں کوئی شخص مسجد میں فتویٰ نہ دیا کرے۔

(الاستیعاب جلد ۲ صفحہ ۲۷۵)

(۶) حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے مشیر خاص تھے اور

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بہت سے معاملات اور مہمات میں حضرت علی رضی

اللہ عنہ سے مشورہ لیتے اور اسی مشورہ کو ترجیح دیتے ہوئے اس پر عمل کرتے۔ جس

کی ایک مثال یہ روایت ہے:

حضرت ابو حزن فرماتے ہیں کہ ایک مجنونہ عورت نے نکاح کے چھ ماہ بعد بچہ جنا،

لوگوں نے اس پر زنا کا الزام لگایا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھی اس عورت کو

رجم کا ارادہ فرمایا لیکن حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ چھ

Click For More Books

ماہ بعد بھی بچہ ہو سکتا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَحَمْلُهُ وَفِصَالُهُ ثَلَاثُونَ شَهْرًا .
اور بچہ کے حمل میں رہنے اور اس کے
دودھ چھڑانے کی مدت تیس مہینے ہے۔

اور دودھ چھڑانے کی مدت دو برس ہے۔ فرمایا:

”وَفِصَالُهُ فِي عَامَيْنِ“۔

لہذا ۲۳ ماہ دودھ چھڑانے اور چھ ماہ حمل میں رہنے کے پورے ہوئے نیز مجنون
مرفوع القلم ہے۔

فترك عمر رجمها وقال
لو لا علي لهلك عمن۔
حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس
عورت کے رجم کا ارادہ ترک کر دیا اور فرمایا: اگر
علی نہ ہوتے تو عمر ہلاک ہو جاتا۔

(الرياض النضرة جلد ۲ صفحہ ۲۵۶ الاستیعاب جلد ۲ صفحہ ۴۷۴)

(۷) نیز حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے:

اعوذ باللہ من ان اعیش
فی قوم لست فیہم یا ابا
میں اللہ عزوجل کی پناہ مانگتا ہوں کہ میں
ایسی قوم میں زندہ رہوں جس میں اے ابوالحسن
حسن۔ (تفسیر درمنثور جلد ۳ صفحہ ۱۴۴) آپ نہ ہوں۔

(۸) حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو حضرت سیدہ کائنات سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ
عنہا سے کس قدر محبت تھی اس کا اندازہ اس روایت سے لگائیں!
امام حاکم متوفی ۴۰۵ھ اپنی سند سے روایت کرتے ہیں:

عن عمر رضی اللہ عنہ
انہ دخل علی فاطمة بنت
حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ حضرت
فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف
رسول اللہ صلی اللہ علیہ لے گئے اور فرمایا: اے فاطمہ! میں نے نہیں

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

وسلم فقال: يا فاطمة والله! ما
رایت احدا احب الی رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منك،
واللہ! ما كان احد من الناس
بعد ابيك صلی اللہ علیہ وسلم
احب الی منك۔
دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ سے بڑھ کر
بھی کسی کے ساتھ محبت تھی اور اللہ عزوجل کی
قسم! مجھے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تمام
لوگوں میں سے سب سے زیادہ آپ کے ساتھ
محبت ہے۔

(المسند رک جلد ۳ صفحہ ۱۳۹ باب: کان احب النساء الی النبی فاطمة؛ رقم الحدیث: ۳۷۸۹)

(دارالمعرفہ بیروت) (مسند فاطمة للسیوطی رقم الحدیث: ۱۸۶)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ جو حضرت فاطمة الزہراء رضی اللہ عنہا کے پاس
تشریف لے گئے تو اس کی وجہ یہ تھی کہ حضرت فاطمة الزہراء رضی اللہ عنہا حضرت عمر
فاروق رضی اللہ عنہ کی ساس تھی اور حضرت عمر آپ کے داماد تھے اور حضرت عمر کا نکاح
حضرت سیدہ فاطمہ کی بیٹی حضرت اُم کلثوم رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہوا تھا۔

حضرت عمر کا حضرت اُم کلثوم بنت علی کے ساتھ نکاح

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اہل بیت سے
محبت، مودت اور نسبت کی ایک بین اور صریح دلیل یہ ہے کہ آپ کا نکاح حضرت علی اور
حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہما کی لخت جگر حضرت اُم کلثوم کے ساتھ ہوا۔ اور یہ اک ایسی
تاریخی حقیقت ہے کہ اہل سنت کی کتابوں میں تو اس کا ثبوت موجود ہی ہے اس نکاح کا
ثبوت اہل تشیع کی بھی معتبر کتابوں میں ہے۔ ایک بات کی حقانیت اور صداقت کا اس
سے بڑا ثبوت کیا ہو سکتا ہے کہ وہ اپنے اور مخالفین سب کی کتب سے ثابت ہو جائے۔

کتب اہل سنت سے اس نکاح کا ثبوت

دو عدد حوالے اہل سنت کی کتب کے ملاحظہ فرمائیں:

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

(۱) امام بخاری اپنی صحیح میں روایت کرتے ہیں:

قال ثعلبة بن ابی مالک ان
عمر ابن الخطاب رضی اللہ
عنه قسم مروطاً بین نساء من
نساء اهل المبدینة فبقی منها
مرط جید فقال له بعض من
عنده یا امیر المؤمنین اعط هذا
بنت رسول اللہ التي عندك
یریدون ام كلثوم بنت علی .

ثعلبہ بن ابی مالک کہتے ہیں کہ حضرت عمر
نے اہل مدینہ کی چند خواتین میں چادریں تقسیم
کیں، آپ کے پاس ایک عمدہ چادر بچ گئی تو جو
لوگ آپ کے پاس حاضر تھے ان میں سے کسی
نے کہا: اے امیر المؤمنین! یہ چادر رسول
اللہ ﷺ کی اس بیٹی کو عطا فرمادیں جو آپ
کے نکاح میں ہے اور لوگوں کی اس سے مراد
حضرت علی کی بیٹی، حضرت اُم کلثوم تھیں۔

(صحیح بخاری، کتاب: المغازی، باب: ذکر اُم سلیط، رقم الحدیث: ۴۰۷۱)

(۲) امام حاکم متوفی ۴۰۵ھ سند صحیح کے ساتھ روایت کرتے ہیں:

عن جعفر بن محمد عن
ابیہ ان اُم كلثوم بنت علی
رضی اللہ عنہما توفیت ہی
وابنہا زید بن عمر بن الخطاب
فی یوم فلم یدر ایہما مات قبل
فلم ترثہ ولم یرثہا . قال الامام
الحاکم: هذا حدیث اسنادہ
صحیح وفيہ فوائد منها ان اُم
كلثوم ولدت لعمر ابنا . (المسند رک
جلد ۵ صفحہ ۳۹۳ کتاب: الفرائض، رقم الحدیث:

حضرت امام جعفر الصادق رضی اللہ عنہ
اپنے والد حضرت امام محمد باقر رضی اللہ عنہ سے
روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ حضرت
اُم کلثوم بنت علی رضی اللہ عنہما اور آپ کا بیٹا
حضرت زید بن عمر بن الخطاب، ایک ہی دن
فوت ہوئے۔ اور یہ معلوم نہ ہو سکا کہ ان میں
پہلے کون فوت ہوا، پس نہ حضرت اُم کلثوم
حضرت زید بن عمر کی وارث ہوئی اور نہ حضرت
زید، حضرت اُم کلثوم کے وارث ہوئے۔ امام
حاکم فرماتے ہیں: اس حدیث کی سند صحیح ہے

Click For More Books

اور اس حدیث میں بہت سے فوائد ہیں جن میں سے ایک یہ ہے کہ حضرت اُم کلثوم بنت علی رضی اللہ عنہما کا حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ایک بیٹا پیدا ہوا تھا۔

کتب شیعہ سے اس نکاح کا ثبوت

اہل تشیع کی صحاح اربعہ میں سے اک صحیح ترین کتاب ”فروع کافی“ کی عبارت ملاحظہ فرمائیں:

حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے
مسئلہ دریافت کیا گیا: جس عورت کا خاوند فوت ہو جائے تو وہ اپنے خاوند کے گھر عدت بیٹھے یا جہاں مناسب خیال کرے وہاں بیٹھے؟ امام عالی مقام نے جواب دیا کہ جہاں چاہے عدت بیٹھے کیونکہ جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فوت ہوئے تو حضرت علی علیہ السلام اپنی بیٹی اُم کلثوم رضی اللہ عنہا کو اپنے گھر لے گئے تھے۔

عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال: سالتہ عن المرأة المتوفی عنہا زوجها اتعد فی بیتها او حیث شاءت قال: ان علیا علیہ السلام لما توفی عمراتی اُم کلثوم فانطلق بہا الی بیتہ۔ (فروع کافی جلد ۲ صفحہ ۲۱۱)

اہل تشیع کی مستند کتاب ”تہذیب الاحکام جلد ۸ صفحہ ۱۶۱“ پر یہ روایت موجود ہے جس کا ذکر مستدرک کے حوالہ سے ہوا۔ اس کی صرف عبارت ملاحظہ فرمائیں:

”عن جعفر عن ابیہ قال ماتت ام کلثوم بنت علی و ابنہا زید بن عمر بن الخطاب فی ساعة واحدة لا یدری ایہما ہلک قبل فلم یورث احدہما من الآخر و صلی علیہما جمیعاً“۔

اسی طرح شیخ عباس قمی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اولاد کا تذکرہ کرتے ہوئے

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

لکھا:

امام کلثوم حکایت اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ایک بیٹی
تزویرج او با عمر در کتب حضرت اُم کلثوم رضی اللہ عنہا جن کا نکاح
مسطور است۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہوا اور یہ بات
بہت سی کتابوں میں لکھی ہوئی ہے۔

(فتی الامال، مصنفہ شیخ عباس قمی، جلد اول صفحہ ۲۱۷، باب دوم، فصل ششم، در ذکر اولاد حضرت

امیر المؤمنین علیہ السلام)

قاضی نور اللہ شوستری، اہل تشیع کا چوٹی کا محقق اور مصنف ہے، اس نے بھی اس
حقیقت کو تسلیم کیا:

اگر نبی دختر بعثمان اگر حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے
دار، ولی دختر خود را اپنی لڑکی حضرت عثمان کو دی تو ولی (یعنی حضرت
بعمرفرستاد۔ علی) نے اپنی دختر حضرت عمر سے بیاہی۔

(مجالس المؤمنین مصنفہ نور اللہ شوستری جلد اول صفحہ ۲۰۴، مطبوعہ تہران)

اس مجالس المؤمنین کی یہ روایت بھی قابل ذکر ہے:

دیگر پرسید کہ چرا حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے معتمد
آنحضرت دختر خود را شیعہ میں سے ”علی بن اسماعیل“ سے پوچھا گیا
بعمربن الخطاب دار۔ کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے اپنی دختر
گفت بواسطہ آنکہ اظہار کی شادی حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کیوں کی؟
شہادتین می نمود۔ بزبان تو اس نے جواب دیا کہ دو شہادتوں کے اظہار
واقرار بفضل حضرت کی وجہ سے ایسا کیا، ایک یہ کہ زبان سے کلمہ
امیر میگرد۔ شہادت بھی ادا کرتے تھے اور حضرت علی کرم اللہ

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

وجہ الکریم کی فضیلت کا اقرار بھی کرتے تھے۔

(مجالس المؤمنین جلد ۱ صفحہ ۲۵۱؛ ذکر مناظرہ علی بن اسماعیل، مطبوعہ تہران) (مناقب ابن شہر

آشوب صفحہ ۲۷۵، مطبوعہ بیروت)

ایک حوالہ اہل تشیع کی کتاب ”الشافی“ کا بھی ملاحظہ فرمائیں:

روایت ہے کہ عمر بن الخطاب (رضی اللہ

وردت بان عمر بن

عنه) نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے

الخطاب خطبها الی امیر

رشتہ مانگا تو انہوں نے ٹال دیا، پھر حضرت عمر

المؤمنین فدافعه وماطله

نے حضرت عباس سے کہا کہ میں نے آپ کے

فاستدعی عمر بن العباس فقال

بھتیجے سے رشتہ طلب کیا، اس نے مجھے منع کر دیا،

مالی ابی باس؟ فقال ما حملك

آخر کار حضرت عباس نے حضرت علی رضی اللہ

علی هذا الکلام فقال خطبت

عنه سے کہا: آپ اس لڑکی کے نکاح کا اختیار

الی ابن اخیک فمنعنی فقال

مجھے دے دیں تو انہوں نے اختیار دے دیا،

العباس اد امرها الی ففعل

پھر حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے حضرت اُم

فزوجہ العباس اباها .

کلثوم کا نکاح حضرت سیدنا فاروق رضی اللہ عنہ

(کتاب الشافی بمع تلخیص الشافی

سے کر دیا۔

صفحہ ۱۶، مطبوعہ ایران)

اس نکاح پر حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خوشی، مسرت اور آپ کے

تاثرات کیا تھے؟ اس کے متعلق ”ناخ التوارخ“ کی یہ روایت دیدہ بینا سے پڑھنے کے

قابل ہے:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت اُم کلثوم کا

فجاء عمر الی مجلس

رشتہ ملنے کے بعد ایک باغ میں گئے جس میں

المہاجرین فی الروضة وکان

اولین مہاجرین بیٹھے تھے، انہیں فرمایا: مجھے

يجلس فیها المہاجرون

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

الاولون فقال رفؤنی رفؤنی
قالوا بماذا يا امير المؤمنين
قال: تزوجت ام كلثوم بنت
علي ابن ابي طالب واني
سمعت رسول الله صلى الله
عليه وسلم يقول: كل سب
ونسب وصهر ينقطع يوم
القيامة الا سببي ونسبي
وصهري .

مبارک دو! انہوں نے کہا: کس چیز کی؟ فرمایا:
میں نے اُم کلثوم بنت علی رضی اللہ عنہما سے
شادی کر لی ہے اور میں نے رسول اللہ ﷺ کو
فرماتے سنا ہے کہ آپ نے فرمایا: بروز قیامت
ہر سبب، ہر نسب اور سسرال منقطع ہو جائے گا،
صرف میرا سبب، نسب اور سسرال باقی رہے گا۔

(تاریخ التواریخ مصنفہ مرزا تقی، جلد ۲ صفحہ ۲۹۶، شرح نوح البلاغہ لابن ابی الحدید، باب: تزویج عمر

بام کلثوم بنت علی جلد ۳ صفحہ ۱۲۳)

یعنی اس نکاح سے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا مقصد صرف حضور نبی مکرم ﷺ کی اہل بیت کی مسلک میں مسلک ہونا تھا، تاکہ اللہ رب العزت نے انہیں جس طرح مرتبہ صحابیت سے سرفراز فرمایا ہے، اسی طرح حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اہل بیت ہونے کا شرف بھی میسر آ جائے۔

اہل تشیع اس نکاح پر بڑے اضطراب و اہتزاز اور چیخ و تاب کا اظہار کرتے ہیں، اس لیے کہ اگر وہ نکاح کو تسلیم نہیں کرتے تو مستند تاریخی حقائق کا انکار لازم آتا ہے۔ جیسا کہ پہلے واضح کیا گیا کہ یہ نکاح ہر دو فریق کی کتب مستندہ معتمدہ معتبرہ متداولہ سے ثابت ہے اور اگر وہ اس نکاح کو تسلیم کر لیتے ہیں تو ان کے مذہب غیر مہذب کی بنیاد ہی منہدم ہوتی نظر آتی ہے، اس لیے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین پر تکفیر اور ان پر سب و شتم ان کے ایمان کے لوازمات میں سے ہے۔ خاص طور پر سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

ساتھ تو انہیں حد درجہ عداوت و بغض ہے۔ لہذا اہل تشیع کے ایک فریق نے تو یہ کہہ کر جان چھڑائی کہ یہ نکاح منعقد ہی نہیں ہوا حالانکہ اس میں مسلم تاریخی حقائق کا انکار ہے اور فریق ثانی نے روایات کی حد تک تو تسلیم کر لیا لیکن اس میں اس قدر رکیک تاویلات کیں کہ جن کا فساد و بطلان ہر ذی شعور پر اظہر من الشمس ہے جس میں سب سے وزنی تاویل یہ کی کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ڈر اور دب گئے تھے جس کی وجہ سے نکاح کیا کیونکہ حضرت عمر کے پاس قوتِ حاکمہ اور نافذہ تھی تو وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو سزا دے سکتے تھے۔

لیکن یہ تاویل سراسر لغو و باطل ہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی تنقیص اور بے ادبی کو لازم ہے۔ اس لیے کہ حضرت عمر مذہب شیعہ کے مطابق دائرہ اسلام سے خارج اور کافر ہیں اور کافر کے ساتھ نکاح حرام ہے اور کافر کسی مسلمان عورت سے نکاح کرے گا تو وہ سراسر حرام کا مرتکب ہوگا۔ ایک عام مسلمان کی غیرت بھی یہ گوارا نہیں کر سکتی کہ وہ اپنی بیٹی کا نکاح کافر سے کر کے اس کے ساتھ بدکاری کروا تار ہے خواہ اسے اپنی جان پر ہی کیوں نہ کھیلنا پڑے۔ تو ایسی بے غیرتی کا اتہام و الزام مولا علی رضی اللہ عنہ کی ذات پر کس طرح لگایا جاسکتا ہے؟ جن کی شان یہ ہے کہ ”لا فتی الا علی“ علی جیسا کوئی جواں مرد نہیں۔ اور حیدر کرار اور شیر خدا ہیں جنہیں موت اس قدر پسند ہے جیسے دودھ پیتے بچے کو ماں کا دودھ پسند ہوتا ہے۔ (نسخ البلاغ) کیا وہ اپنی بیٹی کے متعلق ایسی بے غیرتی کو پسند کر سکتے ہیں؟ یقیناً یہ مولا علی رضی اللہ عنہ پر بہت بڑا الزام اور بہتان ہے۔ آپ نے یہ نکاح اپنی رضا مندی اور خوشی سے کیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو مسلمان بلکہ خلیفہ عادل راشد سمجھ کر کیا۔

ایک آخری روایت شیعہ کی کتاب سے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی حضراتِ حسنین کریمین رضی اللہ عنہ سے محبت پر ہی ملاحظہ فرمائیں تاکہ علی وجہ البصیرة اور شرح

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

صدر سے معلوم ہو کہ فریقین کے مابین بغض و نفرت اور عداوت نہیں بلکہ باہمی محبت اور مودت اور ایک دوسرے کے لیے خلوص و ایثار کا جذبہ تھا۔

اہل تشیع کی معتبر کتاب ”مناقب آل ابی طالب“ میں ہے:

عن شہر بن حوشب قال
لما دون عمر بن الخطاب
الدوا دین بدأ بالحسن
والحسین علیہما السلام فملاً
مجرهما من المال فقال ابن
عمر تقدمہما علی ولی صحبتہ
وہجرة دونہا فقال عمر:
اسکت لا ام لك ابوہما خیر
من ابیک وامہما خیر من أمک۔
(مناقب آل ابی طالب جلد ۳
صفحہ ۱۰ باب: فی انہ خیر الخلق بعد النبی
مطبوعہ علمیہ قم ایران)

شہر بن حوشب سے روایت ہے کہ جب
حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے مال
غنیمت تقسیم کرنے کا ارادہ فرمایا تو آپ نے
سب سے پہلے امام حسن و حسین رضی اللہ عنہما کو
دیا۔ آپ نے ان کی جھولی بھر دی جس پر آپ
کے بیٹے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے
عرض کیا: ابا جاں! آپ نے ان دونوں کو مجھ پر
مقدم کر دیا ہے حالانکہ میں صحابی بھی ہوں اور
ہجرت بھی کی ہے اور ان دونوں میں طول صحبت
اور مہاجرت ہی نہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ
نے جواباً فرمایا: چپ کر! تیری ماں نہ رہے! ان
دونوں کا باپ تیرے باپ سے بہتر ہے اور ان
کی والدہ تمہاری ماں سے بہتر ہے۔

قارئین! اُمت میں تفرقہ انتشار اور افتراق ڈالنے کے لیے اور اُمت مسلمہ کی
وحدت کو منتشر اور باہمی اشتعال کے لیے وضع کردہ اور خود ساختہ اتہام و بہتان پر مبنی قصے
تو بیان کیے جاتے ہیں تاکہ آنے والی نسلوں کے اذہان میں یہ تصور نقش ہو جائے کہ
صحابہ نے اہل بیت پر کتنے ظلم و ستم کیے اور وہ پھر ان کے متعلق سوئے ظن رکھیں اور ان پر
تتقید کی جرأت کریں۔ لیکن سوال یہ ہے کہ صحابہ کرام اور اہل بیت کی جو باہمی محبت و

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

عقیدت اور ادب و احترام پر مشتمل روایات ہیں ان کو نظر انداز کیوں کیا جاتا ہے؟ انہیں طاق نسیان میں یا قصداً کتمان کر کے بیان کیوں نہیں کیا جاتا؟ صرف اور صرف اس مقصد کے لیے کہ اگر وہ بیان کیے جائیں تو اُمت مسلمہ کو منتشر کر کے کمزور نہیں کیا جاسکتا۔

جس سے قطعی طور پر معلوم ہوا کہ شیعہ فرقہ کے در پر وہ یہود و نصاریٰ کا ہاتھ ہے جو اُمت مسلمہ کی وحدت کو کبھی نہیں دیکھ سکتے۔

اس روایت میں غور فرمائیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اپنے سگے بیٹے پر حضرات حسنین کریمین کو ترجیح دے رہے ہیں تو کیا یہ حضرت عمر کی حضرات حسنین کے ساتھ محبت و مودت پر قوی دلیل اور برہان نہیں ہے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا زہد و تقویٰ

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی شخصیت کا یہ باب بھی سنہرے حروف سے لکھے جانے کے قابل ہے۔ وہ ذات جن کو اللہ رب العزت نے پوری اسلامی دنیا کا خلیفہ اور حکمران بنایا، جن کا اقتدار اور اثر و نفوذ لاکھوں میل تک پھیلا ہوا تھا۔ جو اپنے لیے چاہتے ہر بادشاہ کی طرح دنیا کے سب سامان تقیش و تلذذ جمع کر لیتے، فلک بوس محلات، حشم و خدام اعلیٰ ترین ملبوسات، مطعومات اور مرکوبات سب مہیا کر سکتے تھے۔ لیکن کیا یہ اس عمر فاروق کی عظمت، خدا خونی اور خدا ترسی پر دلیل نہیں کہ وہ مٹی کے کچے مکان میں سکونت اختیار کرتے ہیں، پیوند لگے ہوئے لباس پہنتے، دنیاوی آرائش و زیبائش اور لذیذ مطعومات پر سادہ طرز زندگی اور سادہ غذا کو ترجیح دیتے، وہ اس قدر متواضع اور منکسر المزاج تھے کہ اینٹ کو تکیہ بنا کر مسجد میں سو جاتے، اپنے ساتھ باڈی گارڈ اور پہرہ دار رکھنا پسند نہ کرتے، خود بھی شریعت پر سختی سے عمل کرتے اور لوگوں سے بھی کرواتے، دن کے معمولات اور مملکت کے انتظام و انصرام سے فراغت کے بعد رات کی خلوت و تنہائی

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

میں اپنے رب عزوجل کے حضور شدت سے گریہ و بکا اور آہ و زاری کرتے ہر ایک کے ساتھ عدل و انصاف کا برتاؤ کرتے لیکن اس کے باوجود اللہ رب العزت کی جلالت ذات سے اور اس کی خشیت و خوف سے لرزہ بر اندام رہتے اور اس کی بارگاہ کی حضوری پیشی اور اس کے محاسبہ اور مواخذہ سے ہمہ وقت خائف رہتے۔ کیا آج تک چشم فلک نے اس قدر اعلیٰ سیرت و کردار کا حامل کوئی خلیفہ و حکمران دیکھا ہے۔ یہی تو وہ اوصاف تھے جن کی بناء پر مولا علی رضی اللہ عنہ جیسی جلیل القدر شخصیت تمنا کرتی ہے کہ علی کا عمل بھی عمر جیسا ہو جائے (صحیح بخاری) اور اسی اعلیٰ کردار اور سیرت کو دیکھ کر مستشرقین بھی بول اٹھے کہ اگر مسلمانوں میں ایک اور عمر جیسا مدبر، لیڈر، خلیفہ اور منتظم پیدا ہو جائے تو اسلام پوری دنیا میں پھیل جائے۔

چند روایات حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زہد و ورع اور خشیت الہیٰ خدا خونی اور تقویٰ پر ملاحظہ فرمائیں۔

امام احمد بن حنبل اپنی سند سے روایت کرتے ہیں:

(۱) ابو عثمان بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے کہا: میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا وہ رمی جمار کر رہے تھے اور انہوں نے جو چادر پہنی ہوئی تھی اس میں چمڑے کے پیوند لگے ہوئے تھے۔ (کتاب الزہد للاحمد صفحہ ۱۵۱)

(۲) حسن بیان کرتے ہیں کہ جس وقت حضرت عمر خلیفہ تھے وہ لوگوں کو خطبہ دے رہے تھے اور ان کے تہبند میں بارہ پیوند لگے ہوئے تھے۔ (امام ابن جوزی نے چودہ

پیوند کی روایت ذکر کی ہے) (کتاب الزہد للاحمد صفحہ ۱۵۲، صفحہ الصفوة جلد ۱ صفحہ ۱۲۷)

(۳) حسن بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بخدا! اگر میں

چاہوں تو سب سے زیادہ ملائم لباس پہنوں اور سب سے لذیذ کھانا کھاؤں اور

سب سے اچھی زندگی گزاروں لیکن میں نے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک قوم کو ان

Click For More Books

کے کاموں پر ملامت کی اور فرمایا:

اذہبتم طیباتکم فی تم اپنی عمدہ لذیذ چیزیں اپنی دنیوی
حیاتکم الدنیا واستمتعتم بہا۔ زندگی میں لے چکے اور تم نے ان سے فائدہ
(حلیۃ الاولیاء رقم الحدیث: ۱۱، طبع جدید) اٹھالیا۔

(۴) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ
تاحیات لگاتا روزے رکھتے رہے۔ سعید بن مسیب بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر
رضی اللہ عنہ آدھی رات کے وقت نماز پڑھنے کو پسند کرتے تھے۔

(صفوة الصفوة جلد ۱ صفحہ ۱۲۹)

(۵) ثابت سے روایت ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے پانی مانگا تو آپ کو
برتن میں شہد پیش کیا گیا، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اس برتن کو اپنے ہاتھ پر
رکھتے ہوئے اپنے نفس سے مخاطب ہو کر کہنے لگے: میں اس شہد کو پی لوں گا اس کی
حلاوت تو گزر جائے گی لیکن اس کا حساب باقی رہے گا، آپ نے یہ کلمہ تین دفعہ
فرمایا، اس کے بعد آپ نے وہ شہد کسی آدمی کو دے دیا تو اس نے پی لیا۔

(کنز العمال جلد ۱۲ صفحہ ۶۳۲، رقم الحدیث: ۳۵۹۵۲)

(۶) امام محمد علیہ الرحمۃ نے حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے ایک سفر کا واقعہ نقل
فرمایا جو دوسری کتابوں میں کچھ مختلف الفاظ اور بسط کے ساتھ مذکور ہے کہ جب
بیت المقدس کے لوگوں نے مطالبہ کیا کہ اے صحابیو! ہمارے اور آپ کے درمیان
کافی عرصے سے جنگ ہو رہی ہے اور ہم نے اپنی کتب میں تمہارے خلیفہ دوم کی
ایک صفت پڑھی ہے، اگر وہ صفت ان میں پائی جائے تو ہم بغیر لڑائی کے ہتھیار
ڈال دیں گے، لیکن تم اپنے خلیفہ کو یہاں بلاؤ۔ ان صحابہ نے حضرت عمر فاروق
رضی اللہ عنہ کی طرف خط بھیجا کہ تمہارے آنے کے بغیر بیت المقدس کا فیصلہ نہیں

Click For More Books

ہو سکتا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے تیاری فرمائی اور اپنے آزاد شدہ غلام اسلم کو بھی ساتھ لیا اور ہر ایک کے پاس سواری تھی تو جب بیت المقدس کے قریب پہنچے تو آپ کا غلام اسلم کہتا ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے اونٹ کو بٹھایا اور قضائے حاجت کے لیے چلے گئے اور میں نے بھی اپنی گڈری اٹھا کر اپنے اونٹ کے کجاوے میں رکھ دی تو جب حضرت عمر فاروق تشریف لائے تو آپ قصدا میرے اونٹ پر چڑھ کر میری گڈری پر بیٹھ گئے جس کی وجہ سے نمایاں طور پر نظر آنے لگا کہ گڈری پر بیٹھنے والا غلام ہے اور دوسرا آقا ہے۔ تو جب بیت المقدس کے لوگ ملاقات کے لیے نکلے تو اسلم کو امیر المؤمنین سمجھ کر اس کی طرف جھکے اسلم نے لوگوں کو اشارہ کیا کہ میں امیر المؤمنین نہیں ہوں، امیر المؤمنین وہ ہیں۔ تو عام لوگوں نے آپس میں چہ میگوئیاں کرنا شروع کر دیں کہ اس امیر المؤمنین کی سواری کا کیا حال ہے؟ تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ان کی گفتگو سن کر فرمایا: یہ ایسے شہنشاہ کا انتظار کر رہے ہیں جس کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہے، لیکن ان کے صاحب عالم لوگ تھے جنہوں نے اپنی کتاب میں خلیفہ ثانی کی سادگی کا ذکر پڑھا ہوا تھا، وہ فوراً جھک گئے اور ہتھیار ڈال دیئے۔

(موطا امام محمد، کتاب: اللقطة رقم الحدیث: ۹۱۳)

(۷) ابن ملائکہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے سامنے کھانا رکھا ہوا تھا تو غلام نے آ کر کہا کہ عتبہ بن المی فرقہ ملاقات کے لیے آئے ہیں، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا: عتبہ کس کام کے لیے آئے ہیں؟ ان کو بلاؤ! عتبہ آئے تو دیکھا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے روٹی اور زیتون کا تیل رکھا ہوا تھا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: آؤ! عتبہ کھانا کھاؤ! وہ کھانے لگا تو وہ سخت روٹی تھی جو اس کے حلق سے نہیں اترتی تھی، انہوں نے کہا: امیر المؤمنین! کیا آپ کے

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

ہاں میدے کی نرم روٹیاں نہیں ہیں؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: تم پر افسوس ہے! کیا تمام مسلمان اس قسم کا کھانا کھا سکتے ہیں؟ اس نے کہا: نہیں! حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا: اے عتبہ! کیا میں اچھی اور لذیذ چیزیں دنیا ہی میں خرچ کر لوں۔ (اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ جلد ۳ صفحہ ۴۴۲)

(۸) حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

کان عمر رضی اللہ عنہ، ہم میں سب سے زیادہ دنیا سے بے رغبت ازہدنا فی الدنیا۔ (اسد الغابہ اور زاہد حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ تھے۔ جلد ۳ صفحہ ۴۴۲ دار المعرفہ بیروت)

(۹) یحییٰ بن ابی کثیر روایت کرتے ہیں کہ حضرت سیدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر آسمان سے منادی یہ نداء کرے کہ اے لوگو! تم سب کے سب جنت میں داخل ہو جاؤ! سوا ایک شخص کے تو مجھے ڈر ہے کہ وہ ایک شخص میں ہوں گا اور اگر منادی یہ نداء کرے کہ اے لوگو! تم سب کے سب دوزخ میں داخل ہو جاؤ سوا ایک شخص کے۔ تو مجھے اُمید ہے کہ وہ ایک شخص میں ہوں گا۔

(حلیۃ الاولیاء رقم الحدیث: ۱۴۲)

(۱۰) حضرت عبداللہ بن عامر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر بن الخطاب کو دیکھا، انہوں نے زمین سے ایک تنکا اٹھا کر کہا: کاش! میں یہ تنکا ہوتا، کاش! میں پیدا نہ کیا جاتا، کاش! مجھے میری ماں نہ جنتی، کاش! میں کچھ نہ ہوتا، کاش! میں نسیا منسیا یعنی بھولا بسرا ہوتا۔ (صفوۃ الصفوۃ جلد ۱ صفحہ ۱۲۸)

(۱۱) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی تو تین صفوں تک ان کے رونے کی آواز پہنچتی تھی۔

(صحیح بخاری، حلیۃ الاولیاء رقم الحدیث: ۱۴۳)

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

(۱۲) عبد اللہ بن عیسیٰ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے چہرے پر مسلسل رونے کی وجہ سے دو سیاہ لکیریں پڑ گئی تھیں۔

(کتاب الزہد للاحمد صفحہ ۱۵۰، صفحہ الصفوة جلد ۱ صفحہ ۱۲۸)

(۱۳) داؤد بن علی کہتے ہیں کہ حضرت عمر بن الخطاب نے فرمایا: اگر فرات کے کنارے ایک بکری بھی ضائع ہو گئی تو مجھے ڈر ہے کہ اللہ عزوجل مجھ سے اس کے متعلق سوال

کرے گا۔ (حلیۃ الاولیاء رقم الحدیث: ۱۲۷، صفحہ الصفوة جلد ۱ صفحہ ۱۲۸)

(۱۴) عبید اللہ بن عمر بن حفص کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنی پیٹھ پر پانی کی

مشک لادے جا رہے تھے لوگوں نے کہا: یہ آپ نے کیا کیا؟ آپ نے جواب دیا کہ میرے نفس میں غرور پیدا ہو گیا تھا، پس میں اس کو اس طرح ذلیل کر رہا ہوں۔

(تاریخ الخلفاء للسیوطی صفحہ ۲۹۸)

(۱۵) عمرو بن میمون بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے کہا: اے

عبد اللہ بن عمر! اُم المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس جاؤ اور ان سے کہو

کہ عمر بن الخطاب آپ کو سلام عرض کرتا ہے اور ان سے یہ سوال کرو کہ میں اپنے

صحابیوں (سیدنا محمد ﷺ اور حضرت ابو بکر) کے ساتھ دفن کر دیا جاؤں؟ حضرت

عائشہ نے فرمایا: میں اپنے لیے اس جگہ دفن ہونے کا ارادہ رکھتی تھی لیکن آج میں عمر

کو اپنے اوپر ترجیح دیتی ہوں۔ جب حضرت ابن عمر واپس آئے تو حضرت عمر نے

پوچھا: کیا ہوا؟ انہوں نے کہا: اے امیر المؤمنین! انہوں نے آپ کو اجازت دے

دی۔ حضرت عمر نے کہا: میرے نزدیک اس جگہ مدفون ہونے سے زیادہ اور کوئی

اہم چیز نہیں تھی، جب میں فوت ہو جاؤں تو میرے جنازہ کو اُم المؤمنین کے پاس

لے جانا ان کو سلام عرض کرنا، پھر کہنا: عمر بن الخطاب آپ سے اجازت طلب کرتا

ہے، اگر وہ اجازت دے دیں تو مجھے دفن کر دینا ورنہ مجھے مسلمانوں کے قبرستان

[Click For More Books](#)

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

میں دُفن کر دینا۔ پھر فرمایا: میرے نزدیک اس خلافت کا ان مسلمانوں سے زیادہ کوئی اور مستحق نہیں جن سے رسول اللہ ﷺ اپنے وصال کے وقت راضی تھے پس میرے بعد جس کو بھی خلیفہ بنا دیا جائے تم سب اس کے احکام کو سننا اور اس کی اطاعت کرنا، پھر حضرت عمر نے یہ نام لیے: حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت طلحہ، حضرت زبیر، حضرت عبدالرحمن بن عوف اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہم، اس وقت انصار کا ایک نوجوان آیا اور کہا: اے امیر المؤمنین! آپ کو اللہ کی طرف سے خوشخبری ہو! آپ کو معلوم ہے کہ آپ اسلام لانے میں مقدم ہیں، پھر آپ کو خلیفہ بنایا گیا تو آپ نے عدل کیا، پھر ان تمام (خوہیوں) کے بعد آپ کو شہادت ملی، آپ نے فرمایا: اے میرے بھتیجے! کاش کہ یہ سب برابر برابر ہو جائے، مجھے عذاب ہونہ ثواب ہو۔ الحدیث

اللہ اللہ! یہ وہ عمر فاروق ہیں جنہوں نے روئے زمین پر ایسا عدل و انصاف نافذ کیا کہ چشم فلک نے ان کے بعد ایسا نظارہ نہیں دیکھا، جنہوں نے شریعت کو نافذ کیا، لاکھوں مربع میل تک اسلامی مملکت کا دائرہ پہنچا۔ روم و فارس جیسے ایوان ہائے کفر و باطل پر توحید و رسالت کا پرچم سر بلند ہوا۔ دین کو استحکام، تمکنت اور تمکن ملا۔ اس قدر عظیم خدمت دینی کے باوجود للہیت، اخلاص، تقویٰ، خدا خونی اور خشیت الہی تو دیکھیں کہ عرض کرتے ہیں کہ کاش! عمر کا معاملہ برابر برابر ہو جائے اور اللہ رب العزت عمر کی لغزشوں کو معاف فرمادے! اللہ رب العزت ان کے درجات کو مزید بلندی عطا فرمائے اور ہمارے حکمرانوں کو بھی فکر عمر نصیب فرمائے اور آپ کی سیرت اور اسوہ پر عمل کرنے کی توفیق مرحمت فرمائے۔ آمین! یارب العالمین بجاہ النبی الامین ﷺ!

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور چند عقائد اہل سنت

حضرت عمر اور علم ماکان وما یکون

عقیدہ علم ماکان اور ما یکون کا مطلب یہ ہے کہ اللہ رب العزت نے اپنے حبیب مکرم ﷺ کو روزِ اول تا روزِ قیامت جملہ موجودات و مخلوقات کے احوال کا علم عطا فرمایا ہے۔ علماء اہل سنت اس عقیدہ کے مقرر اور مثبت ہیں جبکہ علماء دیوبند بڑی شد و مد سے اس عقیدہ کا انکار کرتے ہیں نہ صرف انکار بلکہ اس عقیدہ کے قائل کو کافر و مشرک کہتے ہیں۔ لیکن ان کا یہ کفر و شرک کا فتویٰ صرف اہل سنت پر نہیں بلکہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ پر لاگو ہوگا۔ آپ نے ہی حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم وسیع کی اس بیکرانی کو بیان فرمایا ہے۔ چنانچہ حدیث میں ہے:

امام بخاری اور امام احمد بن حنبل روایت کرتے ہیں:

عن طارق بن شہاب قال: سمعت عمر رضی اللہ عنہ یقول: قام فینا النبی صلی اللہ علیہ وسلم مقاما، فاخبرنا عن بدء الخلق حتی دخل اهل الجنة منازلہم و اهل النار منازلہم، حفظ ذلك من حفظہ، ونسیہ من نسیہ۔

طارق بن شہاب سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ حضور نبی کریم ﷺ ہمارے درمیان کھڑے ہوئے اور آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مخلوقات کی ابتداء سے لے کر جنتوں کے جنت میں داخل ہو جانے اور دوزخیوں کے دوزخ میں داخل ہو جانے تک ہمیں سب کچھ بیان فرمادیا، جس نے اسے یاد رکھا، سو یاد رکھا اور جو اسے بھول گیا سو بھول گیا۔

(صحیح بخاری، کتاب: بدء الخلق، رقم الحدیث: ۳۱۹۲، دارالکتب العربیٰ بیروت) (مسند احمد

جلد ۱۲، رقم الحدیث: ۱۸۱۴۰، تظلیق التعلیق لابن حجر عسقلانی جلد ۳ صفحہ ۲۸۶، رقم الحدیث: ۳۱۹۲)

حافظ الحدیث علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کی شرح میں رقم طراز

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

ہیں:

اس حدیث میں اس بات پر دلیل ہے کہ نبی مکرم ﷺ نے ایک مجلس میں تمام مخلوقات کی ابتداء سے فناء اور فناء سے دوبارہ اٹھانے جانے تک تمام احوال کی خبر دی اور یہ خبریں مبداء، معاش اور معاد کو شامل تھیں اور ایک ہی مجلس میں یہ سب کچھ بیان کرنا حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بہت بڑا معجزہ ہے کیونکہ حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جوامع الکلم عطا فرمائے گئے۔

دل ذلك على انه صلى الله عليه وسلم اخبر في المجلس الواحد بجميع احوال المخلوقات منذ ابتدئت الى ان تفنى الى ان تبعث، فشمّل ذلك الاخبار عن المبدأ المعاش والمعاد وفي تيسر ايراد ذلك كله في مجلس واحد من خوارق العادة امر عظيم ويقرب ذلك مع كون معجزاته لا مريّة لكثرتها انه صلى الله عليه وسلم اعطى جوامع الكلم .

(فتح الباری شرح صحیح بخاری، جلد ۷ صفحہ ۲۳۸، دارالکتاب العلمیہ بیروت)

شراح بخاری علامہ بدرالدین عینی رحمۃ اللہ علیہ اسی حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

اس حدیث میں اس پر دلالت ہے کہ نبی مکرم ﷺ نے ایک ہی مجلس میں مخلوقات کی ابتداء سے انتہاء تک تمام احوال بیان فرمادیئے اور یہ حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بہت عظیم معجزہ ہے کیونکہ حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ

فيه دلالة على انه صلى الله عليه وسلم اخبر في المجلس الواحد بجميع احوال المخلوقات من ابتدائها الى انتهائها، وفي ايراد ذلك

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

كله في مجلس واحد امر والسلام کو جوامع الکلم عطا فرمائے گئے۔
عظیم من خوارق العادة و کیف
وقد اعطی جوامع الکلم مع
ذلك .

(عمدة القاری جلد ۱۵ صفحہ ۱۵۱ مکتبہ رشیدیہ)

(نوٹ: حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم ماکان وما یكون پر تفصیلی دلائل کے لیے راقم کی کتاب ”عقائد اہل السنۃ“ مطالعہ فرمائیں)
سو وہ لوگ جو حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیے کل کی بات اور دیوار کے پیچھے کے علم کو ماننے کے لیے تیار نہیں ہیں ان کے اس عقیدہ کی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عقیدہ سے کیا مطابقت اور مناسبت ہے اگر انہیں واقعاً حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے سچی محبت ہے تو انہیں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے اس عقیدہ کی طرف مراجعت کرنی چاہیے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور توسل بالصالحین

اعمال صالحہ کے ساتھ توسل کے جواز پر قریباً پوری امت کا اجماع ہے جبکہ انبیاء اولیاء صلحاء اور اصفیاء کی ذوات سے توسل پر اختلاف ہے۔ اہل سنت کے جلیل القدر علماء توسل بالصالحین کے استحسان و استحباب کے قائل ہیں جبکہ علامہ ابن تیمیہ اور ان کے تبعین وہابیہ وغیرہم توسل بالصالحین کے عقیدہ کو کفر و شرک قرار دیتے ہیں۔ لیکن صحیح بخاری کی حدیث سے ثابت ہے کہ حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ جو موفق ملہم محدث اور مکلم کے درجہ پر فائز ہیں آپ توسل بالصالحین کے قائل ہیں۔ چنانچہ امام بخاری نقل کرتے ہیں:

حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے

عن انس رضی اللہ عنہ ان

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ: کان اذا قحطوا استسقی بالعباس بن عبد المطلب، فقال اللهم انا كنا نتوسل اليك بيننا فتسقيننا، وانا نتوسل اليك بعم نبينا فاسقنا، قال: فيسقون۔

ہیں کہ جب لوگوں پر قحط پڑا تو حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے وسیلہ سے بارش طلب کی اور یہ دعا کی: اے اللہ عزوجل! ہم تیری طرف اپنے نبی کے وسیلہ سے دعا کرتے تھے تو ہمیں بارش عطا فرماتا تھا اور اب ہم تیری طرف اپنے نبی کے چچا کے وسیلہ کو پیش کر رہے ہیں سو تو ہمیں بارش عطا فرما، پھر ان پر بارش نازل ہوئی۔

(صحیح بخاری کتاب: الاستسقاء باب: سوال الناس الامام الاستسقاء اذا قحطوا رقم الحدیث: ۱۰۱۰) و فی کتاب: فضائل اصحاب النبی ﷺ رقم الحدیث: ۳۷۱۰ (صحیح ابن خزیمہ رقم الحدیث: ۱۳۲۱ صحیح ابن حبان رقم الحدیث: ۲۸۶۱ المعجم الاوسط رقم الحدیث: ۲۳۳۷ السنن الکبریٰ للبیہقی رقم الحدیث: ۶۲۲۰) علماء دیوبند کے حکیم الامت شیخ اشرف علی تھانوی نے لکھا:

اس حدیث سے غیر نبی کے ساتھ بھی توسل جائز نکلا جبکہ اس کو نبی سے کوئی تعلق ہے، قرابت حسیہ کا یا قرابت معنویہ کا۔ تو توسل بالنبی کی ایک صورت یہ بھی نکلی اور اہل فہم نے کہا ہے کہ اس پر متنبہ کرنے کے لیے حضرت عمر نے حضرت عباس سے توسل کیا، نہ اس لیے کہ پیغمبر ﷺ کے ساتھ وفات کے بعد توسل جائز نہ تھا، جبکہ دوسری روایت سے اس کا جواز ثابت ہے اور چونکہ اس توسل پر کسی صحابی سے نکیر منقول نہیں، اس لیے اس میں اجماع کے معنی آگئے۔ (نشر الطیب صفحہ ۳۰۳-۳۰۲ تاج کہنی)

حضور نبی مکرم ﷺ کی ذات اقدس سے توسل کی بہت سی روایات ہیں جن میں سے ایک روایت جو حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ قارئین کی

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

زیافت علمی کے لیے ہم یہاں نقل کر رہے ہیں:

امام حاکم، امام بیہقی اور امام طبرانی روایت کرتے ہیں:

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جب حضرت آدم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام سے (ظاہراً) خطا سرزد ہوئی تو انہوں نے عرض کیا: اے میرے رب! میں تجھ سے (حضرت) محمد ﷺ کے وسیلہ سے سوال کرتا ہوں کہ میری مغفرت فرما، اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے آدم! تو نے محمد ﷺ کو کس طرح پہچانا حالانکہ ابھی تک میں نے انہیں پیدا ہی نہیں فرمایا ہے؟ عرض کی: اے میرے رب (عزوجل)! جب تو نے مجھے اپنے دست قدرت سے پیدا فرمایا اور اپنی طرف سے روح میرے اندر پھونکی میں نے سر اٹھایا تو عرش کے ہر ستون پر ”لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ“ لکھا ہوا دیکھا تو میں نے جان لیا کہ تیرے نام کے ساتھ اس کا نام ہو سکتا ہے جو تمام مخلوق میں سب سے زیادہ تجھے محبوب ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے آدم! تو نے سچ کہا ہے مجھے ساری مخلوق میں سب سے زیادہ محبوب وہی ہیں چونکہ تم نے ان کے وسیلہ سے مجھ سے دعا کی ہے تو میں نے تجھے معاف فرما دیا اور اگر محمد (ﷺ) نہ ہوتے تو میں تجھے بھی تخلیق نہ کرتا۔

امام حاکم فرماتے ہیں: اس حدیث کی سند صحیح ہے۔

(المصدرک جلد ۳ صفحہ ۵۱ استغفار آدم علیہ السلام بحق محمد ﷺ رقم الحدیث: ۴۲۸۶)

دار المعرفۃ بیروت) (دلائل العبودیۃ للبیہقی جلد ۵ صفحہ ۲۸۹، المعجم الصغیر جلد ۲ صفحہ ۸۳، الوفاء صفحہ ۳۳، خصائص

کبریٰ جلد ۱ صفحہ ۶)

اس حدیث کو علامہ ابن تیمیہ نے بھی مجموع الفتاویٰ میں نقل کیا، ملاحظہ ہو: (مجموع

الفتاویٰ جلد ۲ صفحہ ۱۵۰) تو سل بالصالحین کے جواز استجاب اور استحسان پر حضرت عمر فاروق

رضی اللہ عنہ کا یہ عقیدہ بلکہ بقول تھانوی صحابہ کا اجماع سکوتی معلوم ہو جانے کے باوجود

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

بھی اس عقیدہ کو ضلالت بدعت بلکہ کفر و شرک سے تعبیر کرنے کا کیا جواز باقی رہتا ہے؟
حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور تصور بدعت

حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

ایاکم ومحدثات الامور نئے کام جاری کرنے سے بچتے رہنا
فان کل محدثة بدعة وکل بدعة ضلالة۔ کیونکہ ہر نیا کام بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔

(سنن ابوداؤد کتاب: السنۃ باب: لزوم السنۃ رقم الحدیث: ۴۶۰۷ دارالسلام ریاض) (سنن الترمذی کتاب: العلم باب: الاخذ بالسنۃ رقم الحدیث: ۲۶۷۶ دارالمعرفۃ بیروت) (سنن ابن ماجہ مقدمۃ باب: اتباع السنۃ رقم الحدیث: ۴۲ دارالسلام ریاض)

بعض لوگوں نے اس حدیث کو اپنے عموم و اطلاق پر رکھتے ہوئے حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد ہر نیا کام جاری ہونے کو بدعت ضلالہ سیدہ محرمہ قرار دیا اور انہوں نے بدعت کی حسنه اور سیدہ کی تقسیم کو قبول نہ کیا جبکہ جمہور اُمت کے نزدیک یہ حدیث عام اور مطلق نہیں بلکہ خاص اور مقید ہے اور یہاں ایک قید محذوف ہے ”بدعة سیئۃ“ یعنی حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد اچھا کام جاری کرنے پر یہ حدیث منطبق نہیں ہوگی بلکہ بُرا کام جاری کرنے پر اس حدیث کا انطباق ہوگا لہذا جمہور کے نزدیک بدعت حسنه اور سیدہ میں منقسم ہے بلکہ بعض نے بدعت کی پانچ قسمیں بیان کی ہیں۔ چنانچہ علامہ نووی شافعی شارح مسلم متوفی ۶۷۶ھ فرماتے ہیں:

وقد ذکر الشیخ الامام ابو محمد بن عبد السلام رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب ”القواعد“ میں بدعت رحمة اللہ فی کتابہ ”القواعد“ کی پانچ قسمیں بیان فرمائی ہیں: (۱) بدعت ان البدع علی خمسۃ اقسام: واجبہ (۲) بدعت محرمہ (۳) بدعت مکروہہ اور تحقیق امام شیخ ابو محمد بن عبد السلام رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب ”القواعد“ میں بدعت رحمة اللہ فی کتابہ ”القواعد“ کی پانچ قسمیں بیان فرمائی ہیں: (۱) بدعت ان البدع علی خمسۃ اقسام: واجبہ (۲) بدعت محرمہ (۳) بدعت مکروہہ

Click For More Books

واجبة ومحرمة ومكروهة و (۲) بدعت مستحبة (۵) بدعت مباحة۔
مستحبة ومباحة۔

(الاذکار صفحہ ۲۰۴ دارالکتب العربی بیروت)

اور بدعت کی یہ تقسیم درج ذیل ائمہ اعلام نے بھی کی ہے:

فتح الباری از ابن حجر عسقلانی جلد ۲ صفحہ ۲۵۳، احیاء العلوم از امام غزالی جلد ۲ صفحہ ۳،
منہاج السنہ از علامہ ابن تیمیہ جلد ۲ صفحہ ۲۲۲، شرح الموطا امام زرقانی جلد ۱ صفحہ ۲۳۸، جامع
العلوم والحکم از امام ابن رجب حنبلی صفحہ ۱۶۰، فتاویٰ حدیثیہ از امام ابن حجر مکی صفحہ ۲۰۵، مرقاۃ
شرح مشکوٰۃ از ملا علی قاری، تلخیص ابلیس از علامہ ابن جوزی، مدارج النبوة از شیخ عبدالحق
محدث دہلوی۔

جمہور کے دلائل کا یہاں احاطہ کرنا مقصود نہیں، صرف ایک دلیل حضرت عمر فاروق

رضی اللہ عنہ کے حوالے سے ملاحظہ فرمائیں، امام بخاری روایت کرتے ہیں:

عن عبد الرحمن، خرجت مع عمر بن الخطاب ليلة في رمضان الى المسجد فاذا الناس اوزاع متفرقون يصلون الرجل لنفسه، ويصلي الرجل فيصل بصلاته الرهط فقال عمر اني اري لو جمعت هؤلاء علي قارئ واحد لكان امثل ثم عزم فجمعهم علي ابي بن كعب ثم خرجت معه ليلة	حضرت عبدالرحمن بیان فرماتے ہیں کہ میں رمضان کی ایک رات میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ساتھ مسجد کی طرف نکلا تو لوگ متفرق تھے ایک آدمی تنہا نماز پڑھ رہا تھا اور ایک آدمی گروہ کے ساتھ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میرے خیال میں انہیں ایک قاری کے پیچھے جمع کر دیا جائے تو بہتر ہوگا، پس حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے پیچھے سب کو جمع کر دیا گیا، پھر میں ایک دوسری رات کو ان کے ساتھ نکلا اور لوگ اپنے قاری کے
---	---

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

اخری والناس یصلون بصلوة پیچھے نماز پڑھ رہے تھے تو حضرت عمر فاروق
قارئہم قال عمر نعم البدعة رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ اچھی بدعت ہے۔
ہذہ .

(صحیح بخاری کتاب: الصوم باب: فضل من قام رمضان) (موطا امام مالک کتاب: الصلوٰۃ فی
رمضان باب: الترغیب فی الصلوٰۃ رمضان)

حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے اس فرمان سے واضح طور پر معلوم ہوا کہ
ہر بدعت سیدہ نہیں ہوتی بلکہ حسنہ بھی ہوتی ہے اور اس بدعت حسنہ پر پوری امت تاہنوز
عرب و عجم میں عمل بھی کر رہی ہے۔ بدعت سیدہ کا مفہوم کیا ہے؟ علامہ علی قاری فرماتے
ہیں:

مما یخالف الکتب وہ نیا کام جو قرآن و سنت کے خلاف ہو
والسنة۔ (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ) یا جس کے کرنے سے کوئی سنت اٹھ جائے۔

حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا اپنے آپ کو عبد الرسول قرار دینا

لغت میں عبد کے دو معنی ہیں ایک معنی ”عبادت گزار“ کا اور دوسرا معنی ”غلام“ کا
ہے۔ چنانچہ فیروز اللغات میں ہے:

عبد: بندہ۔ غلام۔

عبد بمعنی عبادت گزار صرف اور صرف اللہ رب العزت کی ذات کے ساتھ مختص
ہے اس لیے کہ وہی معبود برحق اور مستحق عبادت ہے بایں معنی عبد کی اضافت کسی مخلوق کی
طرف نہیں ہو سکتی ہے۔ جبکہ عبد بمعنی غلام ہو تو اس کی اضافت مخلوق کی طرف قرآن و
حدیث سے ثابت ہے یہاں سب دلائل کا احیاء مقصود نہیں صرف ایک دلیل حضرت سیدنا
عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے حوالے سے ملاحظہ فرمائیں۔

امام حاکم متوفی ۴۰۵ھ روایت کرتے ہیں کہ حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

نے فرمایا:

انسی كنت مع رسول الله في رسول الله ﷺ کے ساتھ تھا اور
صلى الله عليه وسلم و كنت في رسول الله ﷺ کا عبد یعنی غلام اور خادم
عبدہ و خادمہ ۔
تھا۔

(المستدرک للإمام الحاكم)

حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے اس فرمان سے معلوم ہوا کہ عبد الرسول یا
عبد النبی نام کو شرک قرار دینا صراحتاً و بدلیہً غلط ہے اور وہابیہ کا یہ فتویٰ شرک حضرت سیدنا
عمر فاروق رضی اللہ عنہ پر لاگو ہوتا ہے۔ العیاذ باللہ تعالیٰ!

اختتامی کلمات

اللہ جل مجدہ کے فضل و کرم اور الطاف و عنایات سے اور حضور نبی مکرم ﷺ کے
وسیلہ جلیلہ سے آج مورخہ ۹ دسمبر ۲۰۱۲ء بروز اتوار یہ کتاب مستطاب بعنوان ”محدث خیر
امم“ پایہ تکمیل تک پہنچی۔ اور یقیناً ”یابسی اللہ العصمة الا لكلامه و لكلام رسوله
صلى الله عليه وسلم“ کے تحت یہ دعویٰ تو نہیں کر سکتا ہے کہ یہ کتاب اغلاط سے مبرا
ہے اور نہ ہی مجھے کچھ اخلاص و لٹہیت کا دعویٰ ہے، صرف اپنے مالک جل مجدہ سے
عاجزانہ دعا ہے کہ باری تعالیٰ اس کتاب کی غلطیوں کو اور بشری تقاضے سے ہونے والی
خطاؤں کو محض اپنے وسعت کرم و فضل سے معاف فرمائے اور میری اس کاوش کو دارین
میں قبولیت عطا فرما کر موافقین کے لیے موجب ثبات اور باعث استقامت بنائے
اور مخالفین کے لیے ذریعہ رُشد و ہدایت بنائے اور میری یہ تحریر بارگاہِ مصطفیٰ کریم ﷺ
میں بھی درجہ قبولیت پر فائز ہو اور حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے اس حقیر ترین اور
ادنیٰ ترین امتی کی اس محنت اور اپنے محبوب صحابی حضرت عمر کے دفاع اور ان کی تعریف
و توصیف کے تصدق و توسل میں اس ناکارہ کو اپنی شفاعت اور نگاہِ لطف و کرم کا فیض دینا

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

و آخرت میں عطا فرمائیں اور بار بار اس گدا اور فقیر کو اپنے دربار عرش نشان میں حاضری کی اجازت مرحمت فرمائیں۔

اس کتاب میں جو نقص فکر یا عبارت کی غلطی ہے وہ صرف اور صرف اس عاجز کا

قصور فہم ہے اللہ جل مجدہ اور اس کا رسول مکرم ﷺ اس سے بری اور منزہ ہیں اور اس

کتاب میں جو حسن، جمال اور کمال ہے وہ صرف اللہ جل مجدہ اور اس کے حبیب مکرم ﷺ

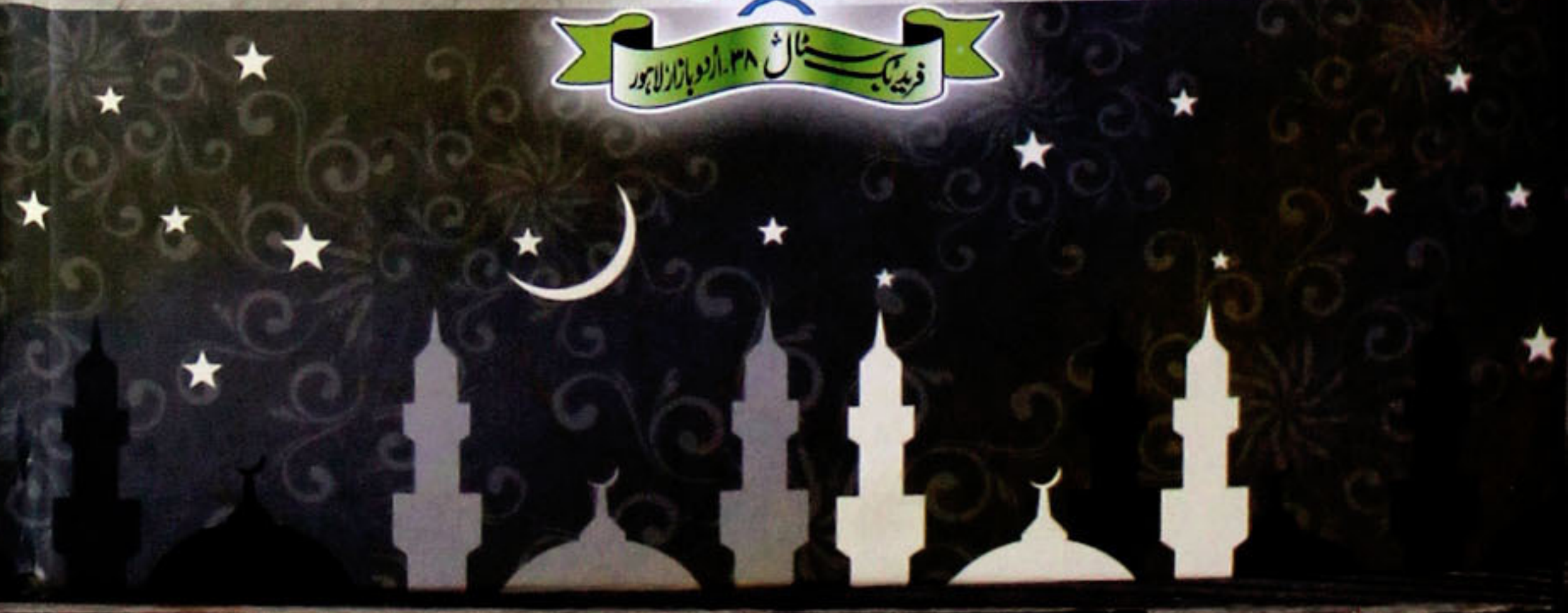
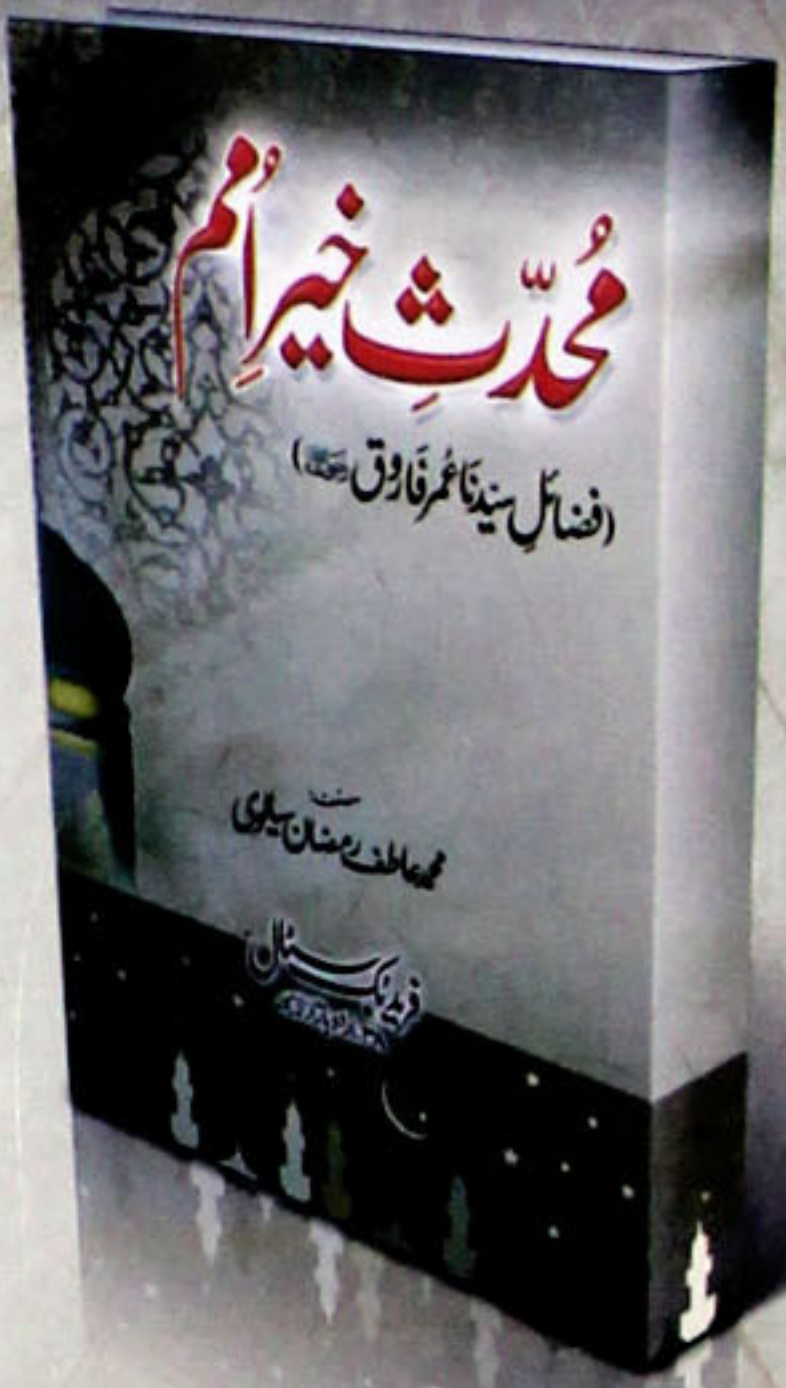
کا عطا فرمودہ ہے۔ وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب۔

و آخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین۔



Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>



Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>